قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

تحقیق کہ آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب

اَلجزءُ المفقودِ مِنَ الجزءِ الاوّلِ مِنَ المُصَنَّفِ

کا اُردو ترجمہ

حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حافظِ کبیر حضرت امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحقیق وتخریج وتعلیق

حضرت علامہ شیخ عیسیٰ بن عبداللہ

حمیری دبئی، حفظہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ نگار

سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

عفی عنہ

بزمِ فیضانِ رضا

طلبۂ دارالعلوم محبوب سبحانی، امام احمد رضا چوک، نیو مل روڈ، کرلا (ویسٹ) ممبئی ۷۰

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ

[تحقیق کہ آ گیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب]

الجزأ المفقود من الجزأ الأول من المصنف

کا اردو ترجمہ بنام

حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حافظِ کبیر حضرت امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحقیق وتخریج وتعلیق

حضرت علامہ شیخ عیسیٰ بن عبداللہ

حمیری دبئی حفظہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ نگار

سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

عفی عنہ

ناشر

بزمِ فیضانِ رضا

طلبۂ دارالعلوم محبوبِ سبحانی امام احمد رضا چوک، نیوبل روڈ، کرلا (ویسٹ) ممبئی ۷۰

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام : الجزأ المفقود من الجزأ الأول من المصنف

مؤلف : حافظِ کبیر، استاذ المحدثین حضرت امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رضی اللہ عنہ

تحقیق وتخریج : محدثِ جلیل حضرت علامہ شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری مدظلہ العالی، دبئ

ترجمہ نگار : احقر الزمن سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی عفی عنہ

صدر المدرسین: دارالعلوم محبوبِ سبحانی، کرلا، ممبئ

موبائل:9029249679

کمپوزنگ : بدستِ خود

تزیین کار : حضرت مولانا نصر الدین سبحانی

پروف ریڈنگ: حضرت مفتی محمد فاروق خان مہائمی مصباحی

صفحات : ۲۰۰

قیمت : ---

ملنے کا پتہ : دارالعلوم محبوبِ سبحانی، کرلا ویسٹ، ممبئ ۷۰

شرفِ انتساب

حضور رحمتِ عالم، نورِ مجسم، فخرِ بنی آدم

سید المرسلین، قائد الغر المحجلین

شمس العارفین، سراج السالکین

نور الاولین والآخرین

مولانا ومولی الثقلین

ابوالقاسم محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے نام

جن کی محبت جانِ ایمان، روحِ ایمان،

اور مومنوں کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔

اور اُن تمام محدثین وسیرت نگاروں

کے نام

جنھوں نے حدیثِ نوری کو روایت کر کے

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت واوّلیت کو ثابت فرمایا۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

فہرست مضامین

شمار نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر
۱	دار العلوم محبوب سبحانی۔۔۔۔۔۔ایک نظر میں	۱۴
۲	بزمِ فیضانِ رضا۔۔۔۔مختصر تعارف	۲۰
۳	کچھ کتاب کے بارے میں	۲۴
۴	تقریظِ جلیل: حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۸
۵	تاثرِ گرامی: حضرت علامہ ومولانا محمد امجد علی صاحب قادری	۳۲
۶	تقریظ: حضرت علامہ ومفتی سید شاکر حسین سیفی مصباحی	۳۴
۷	تقریظِ جلیل: علامہ ڈاکٹر محمود سعید ممدوح مصری شافعی	۴۲
۸	حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک مصنف کا سلسلۂ اسناد	۴۴
۹	تقدیم: محققِ جلیل حضرت شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد مانع حمیری	۴۶
۱۰	قلمی نسخے سے متعلق چند کار آمد باتیں	۵۱
۱۱	سوانح حضرت امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۵۷
۱۲	حضرت امام عبدالرزاق محدثین کی نظر میں	۶۷
۱۳	حدیثِ جابر [حدیثِ نوری] پر لفظ وبیان کے رکیک ہونے کا الزام لگانے والوں کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال	۷۱

۱۴	کتاب الایمان	۸۹
۱۵	سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تخلیق کا بیان	۸۹
۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا بیان	۹۵
۱۷	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کا بیان	۹۵
۱۸	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی چمک کا آفتاب وسراج کی روشنی پر غالب آنے کا بیان	۹۶
۱۹	حضور کے صدقے حسب ونسب کو عمدگی اور فضیلت وشرافت کو بلندی حاصل ہوئی	۹۹
۲۰	حضور کے نورِ جبیں سے ستارے روشن ہوئے	۹۹
۲۱	حضور کی سخاوت کے سامنے بادلوں اور سمندروں کی سخاوت بھی ہیچ ہے	۹۹
۲۲	حضور تاریکی مٹانے والے، نعمت دینے والے اور رحمت عطا فرمانے والے ہیں	۱۰۱
۲۳	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے اول الخلق ہونے کا بیان	۱۰۲
۲۴	حضور کے نور سے ہر شے پیدا کی گئی	۱۰۲
۲۵	حدیثِ نوری کی جلوہ ریزیاں	۱۰۲
۲۶	کتاب الطہارت	۱۰۶
۲۷	وضو کرنے کا باب: بروزِ قیامت مومنوں کے اعضاے وضو روشن ہوں گے	۱۰۶
۲۸	وضو میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا بیان	۱۰۶
۲۹	وضو سے فارغ ہو کر کیا پڑھنا چاہیے	۱۰۷
۳۰	بعدِ وضو کلمۂ شہادت پڑھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے وا ہوں گے	۱۰۹
۳۱	کیفیتِ وضو کا بیان	۱۰۹
۳۲	وضو میں داڑھی دھونے کا بیان	۱۱۱
۳۳	وضو میں داڑھی کا خلال کرنے کا بیان	۱۱۱

۳۴	وضو میں سر پر مسح کرنے کا بیان	۱۱۳
۳۵	کیفیتِ مسح کا ذکر	۱۱۴
۳۶	کانوں پر مسح کرنے کا باب	۱۱۵
۳۷	حدیثِ نوری پر وارد ہونے والے اشکالات	۱۴۰
۳۸	پہلا اشکال اور اس کا جواب	۱۴۰
۳۹	دوسرا اشکال اور اس کا جواب	۱۴۶
۴۰	تیسرا اشکال اور اس کا جواب	۱۴۹
۴۱	ایک اعتراض کا جواب	۱۵۱
۴۲	اس جواب کا ضعف	۱۵۲
۴۳	چوتھا اشکال اور اس کا جواب	۱۵۴
۴۴	پانچواں اشکال اور اس کا جواب	۱۵۹
۴۵	مخلوق کو نورِ مصطفیٰ سے آٹھ مرتبہ سیراب کیا گیا	۱۶۷

فہرستِ احادیث

حدیث نمبر	آغازِ حدیث	صفحہ نمبر
۱	إنّ اللہ خلق شجرۃ و لھا أربعۃ أغصان	۸۹
۲	ما رأیت شیئا قط أحسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۹۵
۳	ما رأیت أحسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۹۵
۴	لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل	۹۵
۵	کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدارۃ القمر	۹۶
۶	ما رأیت أحدا فی حلۃ حمرآء مرجلا	۹۶
۷	کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أحسن الناس وجھا	۹۷
۸	رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حلۃ حمراء	۹۷
۹	کان أحلی الناس و أجملہ من بعید	۹۸
۱۰	اللھم صل علی محمد و علی آلہ بحر أنوارک	۹۸
۱۱	من یکثر من قول اللھم صل علی من تفتقت	۹۸
۱۲	أنہ کان یقول دائما اللھم صل علی سیدنا محمد	۹۹
۱۳	علمنی أبو قلابۃ أن أقول بعد کل صلاۃ	۹۹
۱۴	قال لی زیاد لا تنس أن تقول اللھم صل	۱۰۰
۱۵	علمنی شیخی أن أقول لیل نھار	۱۰۰

۱۶	علمنی سعید بن أبی سعید أن أقول	۱۰۱
۱۷	رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعینی ھاتین	۱۰۱
۱۸	سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن أول شیئ خلقہ اللہ تعالی	۱۰۲
۱۹	ستأتی أمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غرا	۱۰۶
۲۰	لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ	۱۰۶
۲۱	لا صلاۃ لمن لا وضوء لہ	۱۰۷
۲۲	من قال إذا فرغ من وضوءہ: سبحنک	۱۰۷
۲۳	کان علی: إذا فرغ من وضوءہ قال	۱۰۸
۲۴	انہ سمع عقبۃ بن یسار یقول	۱۰۹
۲۵	دعا عثمان بمآء فتوضأ ثم ضحک	۱۰۹
۲۶	أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توضأ فغسل وجھہ	۱۱۰
۲۷	إن استطعت أن تبلغ	۱۱۱
۲۸	ما بال الرجل غسل لحیتہ قبل أن تنبت	۱۱۱
۲۹	أنہ توضأ و خلل لحیتہ	۱۱۱
۳۰	أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إذا توضأ یخلل	۱۱۲
۳۱	قلت لأبی أمامۃ أخبرنا عن وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۱۲
۳۲	أنہ کان إذا توضأ خلل لحیتہ	۱۱۳
۳۳	أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح مرۃ	۱۱۳
۳۴	أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتوضأ ثلاثا ثلاثا	۱۱۳
۳۵	أنہ کان یمسح مقدام رأسہ مرۃ	۱۱۴
۳۶	رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توضأ فمسح	۱۱۴

۳۷	كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يأتينا فيكثر	۱۱۴
۳۸	رأيت انسا توضأ فجعل يمسح ظاهر	۱۱۵
۳۹	أنه كان إذا توضأ أدخل الإصبعين	۱۱۶
۴۰	أن ابن عمر توضأ فأدخل إصبعيه في باطن أذنيه	۱۱۶
۴۱	كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رجلا مربوعا	۱۲۶
۴۲	ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لم يكن له ظل في شمس ولا قمر	۱۲۸
۴۳	كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أحسن الناس وجها	۱۲۹
۴۴	اللهم صل على من طاب منه النجار	۱۳۳
۴۵	لم يكن بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد	۱۳۶
۴۶	ياعمر ! أتدرى من أنا؟	۱۳۸
۴۷	أين كان ربنا قبل أن يخلق خلقه؟	۱۴۳
۴۸	اوّل ما خلق الله الهبآء	۱۴۵
۴۹	والذى بعثنى بالحق لم يعرفنى حقيقة	۱۴۷
۵۰	قلتُ : يا ربِ ! مما خلقتنى؟	۱۵۳
۵۱	كان الله ولم يكن شيئ قبله وكان عرشه على المآء	۱۵۵
۵۲	لما أراد الله أن يخلق المآء خلق من النور	۱۵۶
۵۳	لما أراد الله أن يخلق الخلق ولا خلق	۱۵۷
۵۴	ثم تنفست أرواح الأنبيآء فخلق الله من أنفاسهم	۱۶۱
۵۵	إنّ الله تعالىٰ لما خلق نوره صلى الله عليه وآله وسلم أمرهٗ أن ينظر	۱۶۳
۵۶	إنَّ الله عز وجل خلق خلقه في ظلمة	۱۶۵
۵۷	أنا أبو الأرواح وأنا من نور الله	۱۶۷

۵۸	لما خلق الله آدم عليه السلام خبره ببنيه	۱۷۰
۵۹	إني عبد الله خاتم النبيين و إن آدم لمنجدل بين طينته	۱۷۱
۶۰	إن أمتي يدعون يوم القيامة غرا محجلين	۱۷۲
۶۱	أنتم الغرّ المحجلون يوم القيامة	۱۷۳
۶۲	قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تردون على غرا	۱۷۳
۶۳	أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أتى المقبرة ،فقال :	۱۷۴
۶۴	إن حوضي لأبعد من ايله من عدن	۱۷۴

فہرس التراجم

راویانِ احادیث	علمی مقام	حدیث نمبر
سیدنا أبو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۵
سیدنا أبوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۱۳-۱۹-۲۰
الامام أبو قلابۃ عبد اللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۸-۱۳
سیدنا أبو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۲۰-۲۲
الامام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حافظ ثقة	۲-۴-۶-۸-۱۰-۱۴-۱۶-۲۱
//	//	۲۴-۲۷-۳۲-۳۷-۳۹-
الامام عبد اللہ ابن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۵
الامام معمر بن سلیمان ابن التیمی رضی اللہ عنہ	تابعی ثقة	۱۱
الامام محمد ابن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۸
الامام ابن عیینۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۲-۳۰
الامام ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۸
الامام الزھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱-۱۷-۲۰-۲۴-۲۶-۲۸-۲۹
//	//	۳۰-۳۱-۳۳-۳۴-۳۸-۴۰-
سیدنا السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۱
سیدنا برآء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۲-۶-۱۰

الامام حسن بن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	تابعی ثقة	۱۱
سیدنتا ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا	صحابیة	۹
سیدنا أنس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۳۰
الامام عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	مِن [۱] إلی [۴۰]
سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۱۷-۳۲-۳۵-۳۹-۴۰
الامام عبد الرحمٰن ابن سعد الأنصاری	ثقة	۲۰
الامام عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۵-۷-۳۹
الامام عقبة ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۲۴
سیدنا عبد اللہ ابن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۹
سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۴
سیدتنا عائشة الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا	صحابیة	۷
الامام سفیان ابن شبرمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۲۸
الامام سالم ابن ابی الجعد الغطفانی رضی اللہ عنہ	ثقة	۲۳
الامام سعد ابن مالک بن سنان رضی اللہ عنہ	ثقة	۲۰
الامام سالم ابن ابی امیة رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة ثبة	۱۶
الامام سلیمان ابن طرخان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۱
الامام سالم ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۹-۱۷-۱۹
الامام سلیمان ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۶
الامام سعید ابن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۶
الامام نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۳
الامام طلحة رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۵-۳۶

الامام زیاد ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۴
الامام قتادة ابن دعامة السدوسی رضی اللہ عنہ	ثقة	۲۳
الامام معمر ابن راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۔۳۔۵۔۸۔۱۰۔۱۵۔۱۷۔۱۸
//	//	۱۹۔۲۰۔۲۳۔۲۵۔۲۹۔۳۱۔
//	//	۳۳۔۳۶۔۳۸
الامام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۹۔۱۲۔۲۲۔۳۴
سیدنا جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۱۸
سیدنا جابر ابن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صحابی	۸
الامام یحیٰ ابن أبی کثیر رضی اللہ تعالیی عنہ	ثقة یدلس	۳
الامام یحیٰ ابن العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۵
الامام یحیٰ ابن ابی زائدة رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ثقة	۱۳۔۱۵۔۲۲۔۳۴

دارالعلوم محبوبِ سبحانی ۔۔۔۔۔ایک نظر میں

ممبئ عظمیٰ (صوبۂ مہاراشٹر، ہند) میں دارالعلوم محبوب سبحانی مسلک حق اہلِ سنت و جماعت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی کرنے والا ایسا معروف ادارہ ہے، جو اپنے ٹھوس اور مستحکم نظامِ تربیت، بلند و بالا معیارِ تدریس اور عصرِ جدید سے ہم آہنگ نصابِ تعلیم کی بنیاد پر اپنی الگ ہی شناخت رکھتا ہے۔

کوئی ۳۹ برس قبل، فاضلِ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، تلمیذِ حضور حافظِ ملت، حضرت علامہ مفتی شاہ عبد الرحیم صاحب قبلہ ساحلؔ مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفیٰ ۲۷ رمئی ۲۰۰۵ء) نے سرزمینِ کرلا ویسٹ ممبئ میں بالکل لبِ روڈ اِس ادارے کی بنیاد ڈال کر تعلیم و تدریس کا آغاز فرمایا تھا، شروع ہی سے یہ ادارہ معیاری تعلیم اور عمدہ نظم ونسق کے سبب عوام و خواص کے مابین متعارف رہا، اور اب تقریباً چار دہائیاں گزرنے کے بعد، اِس کا علمی، تعلیمی، تربیتی، تبلیغی اور اشاعتی منہاج اِس قدر صاف وشفاف اور مستحکم و پائیدار ہو چکا ہے کہ پورے ملک میں اِسے ایک کامیاب ادارے کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، اگر اِس کے اراکین و منتظمین کی مساعیِ جمیلہ اور اساتذہ و مدرسین کی پیہم کاوشیں یوں ہی جاری رہیں تو مستقبل قریب میں یہ ادارہ ایک عظیم الشان جامعہ بن کر ابھرے گا، ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ

ویسے تو یہ ادارہ صوبۂ مہاراشٹر میں کسی تعارف وتذکرے کا محتاج نہیں، مگر چوں کہ آج سائنس وٹکنالوجی کی ترقی نے پوری دنیا کو ایک شہر، بلکہ ایک چھوٹے سے محلے میں تبدیل کر دیا ہے، یہ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے، نیٹ پر دستیاب کتابوں کا مطالعہ کسی بھی ملک وشہر سے کیا جا سکتا ہے، اِس لیے پوری دنیا کے علمی حلقوں میں متعارف ومانوس کرانے کے لیے ادارہ محبوبِ سبحانی اور اِس کے متحرک وفعال طلبہ کی انجمن ''بزمِ فیضانِ رضا'' کا مختصراً تعارف کر دینا مناسب معلوم ہو رہا ہے۔

دارالعلوم محبوبِ سبحانی، ممبئی، مہاراشٹر، ہند: ایک صحیح اندازے کے مطابق ۱۹۴۹ء کے آس پاس چند دین دار حضرات نے ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ کر محبوبِ سبحانی، شہبازِ لا مکانی سرکارِ غوثِ اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے اسے ''محبوبِ سبحانی مسجد'' کے نام سے موسوم کیا، تلاشِ بسیار کے باوجود یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کِن سعادت مندوں کے ہاتھوں اِس کی تعمیر عمل میں آئی۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۶ء تک اِسی مسجد کے احاطے میں اہلِ محلہ کے نونہالوں کے لیے دینیات وناظرہ کی تعلیم ہوتی رہی۔ ۱۹۷۶ء کے اواخر میں اِس خطے کا اقبال بلند ہوا، اِسے ایک عالمِ باعمل عارف باللہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اور بفضلہٖ تعالیٰ پروردۂ حضور حافظِ ملت، زاہدِ بے ریا، عمدۃ الأصفیاء، زبدۃ الأتقیاء، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم خان صاحب قبلہ ساحلؔ مصباحی -رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ- کی آمد سے اِس کی رونقِ ظاہری وباطنی دوبالا ہوئی، حضورِ والا مرتبت کی اَن تھک کوششوں کا ثمرہ یوں برآمد ہوا کہ ۱۹۷۷ء ہی سے حفظ ودرسِ نظامی کی تعلیم کا باضابطہ آغاز ہو گیا اور مسجد ہی کی عمارت میں یہ سلسلۂ تعلیم ۱۹۹۵ء تک مسلسل جاری رہا۔

۱۹۹۵ء تک حضرتِ موصوف اپنی مخلصانہ اور داعیانہ کوششوں کی بدولت دارالعلوم

کے اراکین ومنتظمین کے دلوں کو دین ومذہب کی خدمت کے جذبۂ صادق سے لبریز کر چکے تھے، چناں چہ حضرتِ ممدوح کی تحریک پر آپ ہی کی سرپرستی میں اربابِ حل وعقد نے ادارے کی تعمیرِ نَو کا منصوبہ بنایا، سرمایہ جمع کیا اور خانوادۂ مارہرہ کے عظیم روحانی پیشوا، حضور احسن العلماء رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سنگِ بنیاد رکھنے کی التجا کی، حضورِ والا اپنی شدید علالت کے سبب خود تو نہ آ سکے، لیکن اپنے شہزادے حضرت سید محمد اشرف میاں مارہروی مدظلہ العالی کو سنگِ بنیاد کے لیے ایک اینٹ دے کر دعاؤں کے سرمایۂ گراں قدر کے ساتھ روانہ فرما دیا، اور اِس طرح سے حضرت سید محمد اشرف صاحب قبلہ اور حضرت سید کمیل اشرف صاحب قبلہ **رفعت معالیھما وبورکت فی ایامھما ولیالیھما** کے مبارک ہاتھوں سے ادارے کی تعمیرِ نو کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور چار منزلہ نہایت مضبوط، شان دار، زلزلہ پروف، سنگ مرمر سے مرصع بہت خوب صورت عمارت کی تعمیر عمل میں آئی، ساتھ ہی مسجد سے بالکل متصل ایک ''زبیدہ'' نامی وسیع وعریض تین منزلہ ہوٹل خرید کر ادارے کے نام وقف کیا گیا، تب سے لے کر آج تک اِس ادارے پر مشائخ وساداتِ مارہرہ وکچھوچھہ کا فیض جاری ہے اور تادمِ ایں انھی دونوں عمارتوں میں ادارے کی تعلیمی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

اِس برقی دور میں سائنسی علوم وفنون کی اہمیت وافادیت سے کسی بھی صاحبِ عقل کو انکار نہیں ہو سکتا، پھر طلبۂ اسلام کو کامیاب داعی ومبلغ بنانے کے لیے اُنھیں جدید آلاتِ تبلیغ سے آراستہ کرنا اور اُن میں دینی وعصری علوم وفنون کا امتزاج پیدا کرنے کے لیے ٹیکنیکل کورسز کے ادارے اور انسٹی ٹیوٹس قائم کرنا بھی ضروری ہے؛ اِس لیے طالبانِ علوم شرعیہ کے لیے بالخصوص اور مسلمانانِ اہلِ سنت کے بچوں کے لیے بالعموم ''ٹیکنکل اور میڈکل کالجز'' نیز قوم کو فنِّ تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے والیں ذی استعداد معلمات ومبلغات عطا کرنے کے لیے

ایک بڑے ''کلیۃ البنات (گرلس کالج)'' کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس ہوئی،لیکن اِن اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے اِس کی موجودہ عمارت کافی تنگ ثابت ہورہی ہے اور تشنگانِ علومِ نبویہ کی کثرت و ہجوم نے بھی اِسے ناکافی بنادیا ہے،اِس لیے کرلا ممبئی سے تقریباً ۷۰ کلومیٹر دور بیرونی شہر مہاپولی، بھیونڈی میں تقریباً چھ ایکڑ (تیس بیگھا) پر مشتمل نہایت وسیع وعریض ہموار زمین کی خریداری دوسال قبل عمل میں آچکی ہے، اگر اہلِ ثروت حضرات نے توجہ مبذول فرمائی اور دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا دستِ تعاون دراز فرمایا تو جلد ہی تعمیری کام کا آغاز ہوگا اور اِس کی فلک بوس، پرشکوہ عمارتیں اہلِ سنت کے آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور عطا کریں گی اور اُنھیں دیکھ کر اہلِ باطل کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی ،اِن شاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔

اراکین و منتظمین: موجودہ اراکین و منتظمین میں یہ حضرات اہم ہیں: (۱) عالی جناب الحاج سید سہیل اشرف اشرفی : سرپرستِ اعلیٰ (۲) الحاج جناب محمد عارف نسیم خان صاحب : صدرِ اعلیٰ (۳) الحاج جناب محمد یعقوب خان برکاتی : نائب صدر (۴) الحاج جناب کلیم اللہ نظامی: سیکریٹری (۵) جناب الحاج عنایت اللہ برکاتی : خزانچی (۶) جناب الحاج اظہار الحسن صاحب: نائب سیکریٹری۔

موجودہ اسٹاف: اسٹاف ۳۸/ذی استعداد افراد پر مشتمل ہے، جن میں قابلِ ذکر یہ ہیں: (۱) راقم الحروف سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی : صدر المدرسین (۲) حضرت علامہ محمد امجد علی مصباحی : شیخ الحدیث (۳) حضرت علامہ مفتی سید محمد شاکر حسین سیفی مصباحی : استاد و صدر مفتی (۴) حضرت علامہ محمد شمیم عزیزی مصباحی : نائب شیخ الحدیث (۵) حضرت علامہ محمد فیروز احمد مصباحی : استاد درسِ نظامی (۶) حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن امجدی: استاد درسِ نظامی

(۷) حضرت مفتی محمد فاروق خان مہائمی مصباحی : استاد و مفتی (۸) حضرت علامہ مفتی محمد وسیم قادری مصباحی : استاد و مفتی (۹) حضرت علامہ بشیر اسلم سبحانی: استاد درسِ نظامی (۱۰) حضرت علامہ ذوالفقار علی برکاتی سبحانی: استاد درسِ نظامی (۱۱) حضرت علامہ محمد معظم علیمی : نگراں و استاد درسِ نظامی (۱۲) حضرت حافظ وقاری منور حسین صاحب : ناظمِ اعلیٰ (۱۳) حضرت مولانا قاری محمد مزمل صاحب: شیخ القراء (۱۴) حضرت حافظ وقاری محمد حسیب الرضا نوری ضیائی: استاد شعبۂ حفظ وقراءت (۱۵) حضرت مولانا حافظ وقاری جاوید اختر صاحب: استاد شعبۂ حفظ وقراءت (۱۶) حضرت حافظ وقاری سید محمد حسن صاحب : استاد شعبۂ حفظ (۱۷) حضرت مولانا حافظ وقاری ارشاد احمد سبحانی: استاد شعبۂ حفظ (۱۸) حضرت مولانا حافظ وقاری غلام احمد رضا سبحانی: استاد شعبۂ حفظ (۱۹) حضرت حافظ وقاری اسرار احمد صاحب : استاد شعبۂ حفظ (۲۰) حضرت مولانا حافظ وقاری محمد کلیم احمد سبحانی : استاد شعبۂ حفظ (۲۱) حضرت مولانا نصر الدین سبحانی: استاد شعبۂ کمپیوٹر (۲۲) حضرت مولانا قاری رفیق احمد سبحانی: استاد شعبۂ دینیات (۲۳) حضرت مولانا قاری معین الدین سبحانی: استاد شعبۂ دینیات (۲۴) حضرت مولانا حافظ وقاری سہراب احمد سبحانی: استاد شعبۂ دینیات (۲۵) حضرت مولانا محمد خورشید رضا سبحانی: استاد شعبۂ دینیات (۲۶) حضرت قاری غلام غوث سبحانی : استاذ شعبۂ دینیات (۲۷) حضرت حافظ وقاری غلام احمد رضا سبحانی : استاذ شعبۂ دینیات (۲۸) حضرت مولانا محمد عتیق اللہ سبحانی : آفس انچارج (۲۹) حضرت مولانا حافظ منصور احمد صاحب: استاد انگلش (۳۰) جناب ماسٹر حسین صاحب: استاد انگلش وغیرہ۔

تعلیمی شعبے یہ ہیں: (۱) دینیات بالتجوید: تقریباً ۳۰۰/مقامی طلبہ (۲) تحفیظ بالحدر: تعدادِ طلبہ ۱۶۰ (۳) قراءت بروایتِ حفص: از طلبۂ ثانیہ تا رابعہ لازم (۴) مشق وترتیل: برائے

طلبۂ حفظ، اعدادیہ اور اولیٰ لازم (۵) قراءت بروایتِ سبعہ برائے فضیلت (۶) درسِ نظامی از اعدادیہ تا فضیلت: تعدادِ طلبہ ۱۸۰ (۷) تخصص فی الفقہ (۸) انگلش: از اعدادیہ تا فضیلت لازم (۹) کمپیوٹر: از رابعہ تا فضیلت لازم (۱۰) اسکول از کے۔جی تا ۸ کلاس برائے اطفال (۱۱) تعلیمِ ہنر برائے فارغین۔

خلاصہ یہ کہ دارالعلوم محبوبِ سبحانی اپنی تعلیمی وتبلیغی سرگرمیوں کے باعث مہاراشٹر کی سرزمین پر ایک امتیازی شان رکھتا ہے، سرکارِ غوثِ اعظم۔رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ۔کے فیضانِ کرم اور مشائخِ کرام کی دعاؤں کو صدقے روز بروز ترقی کی طرف گامزن ہے، اِس کے تعلیمی وتعمیری، علمی وتحریری شعبے ہنوز ترقی پزیر ہیں، ادارے سے اب تک ایک ہزار سے زائد طلبہ فارغ ہوکر ملک کے گوشے گوشے میں مسلکِ حق اہلِ سنت کی خدماتِ گراں مایہ انجام دے رہے ہیں، یہاں از ہرِ ہند ''الجامعۃ الاشرفیہ'' مبارک پور، اعظم گڑھ کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں کے طلبہ ''جامعہ اشرفیہ'' و''جامعہ علیمیہ'' وغیرہما ملک کے مایۂ ناز اداروں میں نہ صرف یہ کہ داخلہ لینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں بلکہ شش ماہی وسالانہ امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرکے فتح وکامرانی کے جھنڈے گاڑتے ہوئے سندِ فراغت حاصل کرتے ہیں۔**فالحمد للہ علی ذٰلک**

دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جگر گوشۂ رسول سرکارِ محبوبِ سبحانی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے صدقے اِس ادارے کے طلبہ ومتعلمین، اساتذہ ومدرسین، اراکین ومنتظمین اور جملہ معاونین ومخلصین پر اپنا فضلِ خاص نازل فرمائے اور سب کی عزت وابرو، جان ومال اور ایمان وعمل کی حفاظت فرمائے اور سب کی قربانیوں کو بخشش ونجات کا ذریعہ بنائے۔آمین بجاہِ سید المرسلین

بزمِ فیضانِ رضا۔۔۔مختصر تعارف

دارالعلوم محبوبِ سبحانی کے متحرک وفعال، حوصلہ منداور باذوق طلبہ کی انجمن کا نام ''بزمِ فیضانِ رضا'' ہے، یہ انجمن بانی ادارہ حضرت علامہ ومولانا ومفتی عبدالرحیم خان صاحب قبلہ مصباحی۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کی سرپرستی میں ۱۹۸۳ء میں قائم ہوئی، یومِ قیام سے لے کر اب تک اِس بزم پر مجدد اعظم امام احمد رضا خان۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔کا فیضِ کرم ابرِ بارندہ بن کر برس رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ صبحِ قیامت تک برسے گا۔

یہ بزم درحقیقت اِن شاہیں صفت طلبہ کا ترویجی، اشاعتی، تربیتی اور تبلیغی ادارہ ہے، جس کا مقصد اگر ایک طرف مطبوعہ درسی وغیر درسی کتب ورسائل وجرائد کی ذخیرہ اندوزی ہے، تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ دنیاے سنیت کے اربابِ فکر ودانش، سنجیدہ اسلوبِ بیان کے ماہر قلم کاروں بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔کی قلمی خدمات کو سلیس اندازِ بیان اور خوش اسلوبی سے مزین کرکے طباعت کے مرحلے سے گزار کر اُن کی اشاعت وترسیل کا منظم انتظام کیا جائے اور ملک کی اہم دانش گاہوں اور معروف لائبریریوں میں انھیں ارسال کیا جائے، نیز عوام وخواص میں اُنھیں بلا قیمت مفت تقسیم کیا جائے۔

یہ بزم بحمد اللہ تعالیٰ اپنے اغراض ومقاصد میں صد فی صد کامیاب وکامران ہے، ادارے کو کفیل نہ بناتے ہوئے اِس نے اپنے ذاتی فنڈ سے نہ صرف یہ کہ اپنی مستقل لائبریری قائم کرکے اُس میں لاکھوں روپے کی کتابیں مہیا کرائیں ہیں، بلکہ تقریباً سوا لاکھ روپے خرچ

کر کے ۱۲ بائی ۲۵ کے ہال میں جملہ سہولیات سے لبریز ایک دیدہ زیب ''حافظِ ملت دارالمطالعہ'' بھی قائم کیا ہے، اراکینِ بزم کی کارکردگی کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یومِ تاسیس سے لے کر اب تک یہ انجمن تقریباً ہر سال کوئی نہ کوئی اہم کتاب منتخب کر کے اپنے صرفۂ خاص سے اس کی ترسیل واشاعت کا بوجھ برداشت کرتی آئی ہے۔

ربیع الاول ۱۴۰۶ھ مطابق نومبر ۱۹۸۵ء میں بزمِ فیضانِ رضا نے پہلی کتاب ''مسائل سبعہ'' (مصنف: حضرت مولانا مولوی مفتی حافظ ابوالجمیل محمد رضوان الرحمٰن سنی حنفی فاروقی مدظلہ العالی) شائع کرا کر عوام وخواص کو تحفۃً پیش کیا اور اپنے بلند حوصلوں کا لوہا منوالیا، اس کے بعد اگست ۱۹۸۶ء میں اِن شاہین صفت طلبہ نے بانی ادارہ حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم مصباحی کے ایما پر دوسری کتاب ''**اظہار الحق الجلی**'' (مصنف: امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شائع کرا کر مفت تقسیم کر کے عوام وخواص سے دادِ تحسین وصول کی، اِس کتاب کی طباعت کے بعد اِس بزم پر، فیضِ رضا کی ایسی برکھا برسی کہ اِس کی جانب سے علمی، تحقیقی، قیمتی اور معیاری کتب کی طباعت واشاعت کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ کل بھی جاری رہے گا، بزمِ فیضانِ رضا نے اب تک درج ذیل کتابیں شائع کی ہیں:

(۱) **مسائل سبعہ**: از مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب قبلہ (۲) **اظہار الحق الجلی**: از امام احمد رضا (۳) **برکات الامداد**: از امام احمد رضا (۴) **میلادِ مصطفی**: از امام احمد رضا (۵) **سید المرسلین**: از امام احمد رضا (۶) گستاخِ رسول کی شرعی سزا: از امام احمد رضا (۷) **الحجۃ الفائحۃ**: از امام احمد رضا (۸) دس عقیدے: از امام احمد رضا (۹) اکرامِ امام احمد رضا: از حضرت مفتی برہان الدین جبل پوری (۱۰) **کتاب التراویح**: از غزالیِ دوراں پاکستان (۱۱)

فاضلِ بریلوی اور امورِ بدعت: از سید فاروق القادری صاحب (۱۲) اندھیرے سے اجالے تک: از علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب (۱۳) مدارِ نجات: از مولانا رضوان احمد شریفی صاحب (۱۴) رضا کوئیز بک: از پروفیسر حافظ شکیل، پاکستان (۱۵) دینِ حسن: از استادِ زمن علامہ حسن رضا بریلوی (۱۶) قیامت: از پروفیسر مسعود احمد صاحب (۱۷) جشنِ بہاراں: از پروفیسر مسعود صاحب (۱۸) عظمتِ نماز: از علامہ ساجد علی مصباحی (۱۹) بولتی تصویریں: از ڈاکٹر جابر شمس مصباحی (۲۰) ادلۂ ایمانیہ شرحِ قصیدۂ نعمانیہ: از سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی (۲۱) تابناک موتی: از سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی (۲۲) تجلیاتِ امام احمد رضا (۲۳) عقائد ونظریات: از علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

یہ تیئس (۲۳) کتابوں کی وہ فہرست ہے جو بزمِ فیضانِ رضا کی طرف سے شائع ہو کر مقبولِ عام ہو چکی ہیں، کتابوں کی طباعت واشاعت وتقسیم کے علاوہ بھی طلبہ کی دیگر سرگرمیاں ہیں، جو قابلِ تحسین بھی ہیں اور لائقِ تقلید بھی۔ اِن کی تعلیمی سرگرمیوں کا خاکہ ملاحظہ فرمائیں:

دعوتی، فکری اور معلوماتی مضامین سے آراستہ پندرہ روزہ چار جدا ریے پابندی کے ساتھ منظرِ عام پر لانا، اُن کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) **المصباح**: عربی (۲) خیابانِ حرم: فارسی (۳) پیغامِ ساحلِ ملت: اردو (۴) Edify of Sahil e Millat: انگلش

اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ہفتہ واری تین بزموں کا انعقاد، یہ کیف آفریں بزمیں درج ذیل خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں۔

(۱) اِن بزموں کا انعقاد بروز پنج شنبہ از: صبح ۱۰ تا ۱۲:۳۰ تین بڑے ہال میں ہوتا ہے۔

(۲) ہر بزم میں چار طلبہ کی خطابت، چار کی نعت خوانی اور چار کی قراءت ہوتی ہے جب کہ چار چار طلبہ مختلف عناوین پر تین تین احادیثِ کریمہ اور دیے گئے مسائلِ فقہیہ حفظ کر کے باحوالہ پیش کر کے دادِ تحسین حاصل کرتے ہیں۔

عقائد و معمولات اور احکامِ فقہیہ پر وقتاً فوقتاً کوئیز کونٹسٹ کرانا (اِن پروگرامز کا مواد جمع کر کے بشکلِ کتاب ان شاء اللہ جلد ہی منظرِ عام پر لایا جائے گا)

نعت و خطابت کی خصوصی مزاولت کرانے کے لیے طلبہ کے مابین مسابقۂ نعت و خطابت کرانا۔

اپنے مؤقر اساتذۂ کرام کے زیرِ سایہ رہ کر ہر سال ایک عظیم الشان محفل بنام ''جشنِ یومِ رضا'' منعقد کر کے، ملک کے مایۂ ناز علما اور خطبا کو بلا کر اُن کے مقدس ہاتھوں سے مطبوعہ کتاب کی رونمائی کرانا۔

مطبوعہ کتاب کو مدارسِ اسلامیہ کی لائبریریوں، مشائخِ کرام اور ائمۂ مساجد کی بارگاہوں تک مفت پہنچانا۔

تحفظِ ناموسِ رسالت، تشہیرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت اور فکرِ امام احمد رضا کی اشاعت کے لیے ٹھوس و مضبوط اقدام کرتے رہنا۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر و ستائش ہے کہ طلبہ، بزم کی سرگرمیوں کے نتیجے میں سال بھر خرچ ہونے والی رقم کا انتظام و اہتمام خود ہی کرتے ہیں، سرمایہ کے بوجھ سے اراکین و منتظمین کی پشتوں کو گراں بار نہیں کرتے، اِس بزم پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے فیوض و برکات کی برکھا ایسی برس رہی ہے کہ اِنھیں قلتِ سرمایہ کی شکایت کبھی نہیں ہوتی، بلکہ ہر سال بزم کے جملہ اقدامات بحسن و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں، **فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔**

کچھ کتاب کے بارے میں

طلبۂ کرام کی پیہم تگ و دو اور مسلسل کاوشیں آج بھی جاری ہیں اور آج بھی یہ نونہالانِ اسلام اپنے خونِ جگر سے ملکی سطح پر علمی و دینی گل بوٹے اگا رہے ہیں، اِس سال اِن فیروز بخت نوجوانوں کی طرف سے جس کتاب کی اشاعت و ترسیلِ عمل میں آ رہی ہے وہ ''**الجزأ المفقود من الجزأ الأول من مصنف عبد الرزاق رحمة اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ**،، کا اردو ترجمہ بنام ''حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے، احقر العباد راقم الحروف عفی عنہ نے اس کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، کتاب کا عربی نام ہی اِس کی حقیقت کو واضح کر رہا ہے، یہ کتاب حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے، بلکہ اُن کی عظیم الشان کتاب ''**المصنَّف**'' کا جزءِ گم شدہ ہے، اِس کی خاص خوبی یہ ہے کہ اِس میں حضرت جابر بن عبداللہ **رضی اللہ تعالیٰ عنہما** والی وہ حدیثِ نوری بھی مروی ہے، جس کا ذکر متعدد سیرت نگاروں اور کثیر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے، اور جس سے حضور رحمتِ عالم نورِ مجسم جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ عزوجل کی اولِ خلق ہونا، نور ہونا، وجہِ تخلیقِ کائنات ہونا اور آپ کے جملہ آباء و اجداد و امہات و جدّات کا مومن ہونا مصرّح و منصوص ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ مُصَنَّفِ امام عبدالرزاق کے موجودہ مطبوعہ نسخوں کی کسی بھی جلد

میں حدیثِ نوری کا دور دور تک پتہ نہیں ہے، جسے بنیاد بنا کر غیر مقلدین وہابیہ اِسے موضوع قرار دیتے ہیں اور یہ لوگ کسی بھی طرح یہ ماننے کو تیار نہیں کہ حضور ﷺ ہی کائنات ہست و بود کی اولین بہار ہیں، آپ نورِ الٰہی اور وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں حالاں کہ اِس قدر کثیر محدثین کی طرف سے مصنف کا حوالہ پیش کیا جانا ہی اِس بات پر دال ہے کہ حضرت امام عبدالرزاق نے اِسے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے، رہ گیا یہ سوال کہ یہ حصۂ گم شدہ [جس میں حدیثِ نوری موجود ہے] مصنفِ عبدالرزاق میں درج ہونے سے کیسے رہ گیا، پھر اِس کی بازیابی کیسے ہوئی اور اِسکا پایۂ ثقاہت کیا ہے، یہ اور اِس طرح کی بہت سے دیگر سوالات کا جواب فاضلِ جلیل محدثِ بے نظیر حضرت علامہ شیخ عیسیٰ مانع حمیری مدظلہ العالی نے اپنے تحقیقی مقدمے میں تفصیل کے ساتھ دے دیا ہے، اور آپ نے اپنے گراں قدر حاشیہ میں حدیثِ نوری پر وارد ہونے والے جملہ اعتراضات کے دنداں شکن جوابات عنایت فرمائے ہیں اور دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی خلقِ اول ہیں، ساتھ ہی حضرتِ محقق نے اِس نسخے میں وارد تمام حدیثوں کی مکمل تخریج کر دی ہے اور راویوں کے حالات کو بھی اجمالاً بیان فرما دیا ہے۔

کتاب کی طباعت و اشاعت یقیناً علمی حلقے میں اِن طلبہ کی زریں خدمت شمار ہوگی، ہمیں یقین ہے کہ اہلِ علم اِن باذوق وسعادت مند طلبہ کی سراہنا کریں گے اور اِنھیں اِس انتہائی اہم اور کامیاب پیش رفت پر دادِ تحسین سے نوازیں گے اور کتاب اپنا خاطر خواہ حقِّ پزیرائی ضرور حاصل کرے گی، ترجمہ بغرضِ افادۂ عوام نہایت سلیس و واضح کیا گیا ہے، مجھے اپنی ہیچ مدانی کا پورا اعتراف ہے، ترجمہ یا کمپوزنگ میں اگر اغلاط نظر آئیں تو قارئینِ کرام وسعتِ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے راقم کو مطلع فرمائیں، تاکہ اصلاح کی جا سکے، خاطی کو اس

کی خطا پر آگاہ کر دینا اخلاص کی نشانی بھی ہے اور تنقید کرنے اور ادھر ادھر تبصرہ کرنے سے بدرجہا بہتر بھی، **إن الله لا يضيع أجر المحسنين**۔

آقائے کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: **لا يشكر الله من لا يشكر الناس** (مسند احمد، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی و بخاری فی الادب المفرد) جو لوگوں کو ناشکرا ہوتا ہے وہ اللہ عزوجل کا بھی ناشکرا ہوتا ہے، اِس قولِ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے میں، عالمِ باعمل، عمدۃ الفقہا حضرت علامہ و مولانا مفتی سید شاکر حسین صاحب سیفی مصباحی مدظلہ العالی، صدر شعبۂ افتا ادارۂ ہذا اور امجد العلما حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب قادری مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ، شیخ الحدیث ادارۂ ہذا کا نہایت خلوص و محبت کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ حضرات نے حوصلہ افزائی کے ساتھ اپنے قیمتی تاثرات سے بھی نوازا اور ترجمہ کو معتبر بنایا نیز برادرِ گرامی قدر حضرت علامہ و مولانا نعیم الحق مصباحی ازہری (استاد: دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن، ممبئی) کی بارگاہ میں بھی سراپا سپاس ہوں کہ انھوں نے بعض مشتبہ مقامات کے ترجمہ میں اپنا قیمتی تعاون پیش فرمایا، اور حضرت علامہ مفتی محمد فاروق خان مہائمی مصباحی (نائب مفتی ادارۂ ہذا) کا بھی ممنون ہوں، کہ آپ نے نہ صرف یہ کہ اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا بلکہ اپنی بے انتہا مصروفیت کے باوجود ترجمہ کو از اول تا آخر ملاحظہ فرمایا اور کمپوزنگ میں در آئی غلطیوں کی حتی المقدور اصلاح فرمائی، اللہ رب العزت اِن سبھی حضرات کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے! آمین۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بزمِ فیضانِ رضا کے جملہ اراکین و منتظمین کی اِس کاوش کو مقبولیت کا جوہر بخش کر اِنھیں وہ جزا عطا فرمائے جو اُس کی شانِ کریمی کے لائق ہو، مستقبل میں بھی اِن حضرات کو، مشائخِ کرام کی قلمی خدمات کو متعارف کرانے کی توفیق مرحمت فرمائے

اور دینی کتب و رسائل کی اشاعت وترسیل کے لیے اِن کی عقل وفکر کو دو آتشہ بنائے اور میرے والدینِ کریمین اور جملہ اساتذۂ کرام کو دائمی خوش بختیوں سے شاد کام فرمائے!

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا مولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

از: خاکسار سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی عفی عنہ

صدر المدرسین: دار العلوم محبوبِ سبحانی، کرلا ویسٹ، ممبئی ۷۰

۲۹/اکتوبر ۲۰۱۷ء ۸/صفر المظفر ۱۴۳۹ھ

E-mail: smikram786@gmail.com

فون: 9029249679

تقریظِ جلیل

ماہرِ رضویات، عمدۃ المحققین حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سب خوبیاں اُس اللہ کو، جس نے اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ انبیاے کرام ومرسلینِ عظام علیہم الصلاۃ والسلام پر فضیلت عطا فرمائی اور اُنھیں ایسے اوصاف وکمالات سے نوازا جو اولین وآخرین میں کسی کے حصے میں آئے، نہ کبھی آئیں گے، اور اللہ عزوجل کا افضل درود اور کامل سلام نازل ہو، افضل الخلق محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کی ملت کے جملہ علما پر۔

بعدِ حمد وصلاۃ کے عرض ہے کہ صحابیِ رسول حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیثِ نوری، ماضی اور حال کے اجلۂ علماے کرام کے مابین معروف ومشہور ہے، عرب وعجم کے علما نے اِسے اپنی تالیفات میں درج فرمایا ہے، جن علما کی جانب سے اِس حدیثِ نوری کو تلقی بالقبول حاصل ہے، اُن کے اسماے گرامی اپنی معلومات کے مطابق، میں نے اپنی کتاب ''من عقائد اهل السنة''میں، سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے بیان کے ضمن میں ذکر کردیے ہیں [جس کا اردو ترجمہ ''عقائد ونظریات'' کے نام سے طباعت آشنا ہو چکا ہے، اور ابھی سالِ گزشتہ دار العلوم محبوبِ سبحانی کے باذوق طلبہ نے ہندوستان سے پہلی مرتبہ اس کی طباعت کا سہرا اپنے سر باندھا ہے۔ اکرام الحق] ماضی وحال

کے علمائے کرام نے اِسے سندِ قبولیت عطا کی ہے، اِس کے باوجود محض سند نہ پائے جانے کے سبب اِس مبارک حدیث کی صحت سے متعلق بحث وتکرار جاری ہے۔

وجہ اِس کی یہ ہے کہ حافظِ کبیر، محدثِ جلیل حضرت امام عبد الرزاق بن ہمام حمیری صنعانی کا مصنَّف معروف بہ ''مصنفِ عبد الرزاق''، شیخ حبیب الرحمٰن اعظمی [مئووی وہابی] کی تحقیق کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء میں طباعت پزیر ہوا، مگر یہ کتابِ مطبوع ناقص وناکمل تھی، اِس کے شروع کے دس ابواب ساقط ہو گئے تھے، اُنھی ساقط شدہ ابواب میں ایک باب تھا ''**الباب الاول فی تخلیقِ نورِ محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' علمائے کرام نے کامل نسخے کی تلاش وجستجو میں مختلف اسلامی ملکوں کا دورہ کیا، مگر اُن کی ان تھک کاوشیں بھی اُنھیں فلاح وظفر سے ہم کنار نہ کر سکیں، لیکن جب اہلِ علم حضرات کو یہ مژدۂ جاں فزا ملا، کہ عالمِ جلیل ڈاکٹر عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن مانع حمیری سابق جنرل منیجر شعبۂ اوقاف وامورِ اسلامی دبئی اور پرنسپل امام مالک شرعی کالج دبئی کے ذریعہ اِس نادر ونایاب اور درِّ یتیم نسخے کی باز یابی ہو چکی ہے، تو وہ سعادت اندوز ہوئے اور اُن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

لیکن ایسا نہیں کہ ڈاکٹر موصوف بلا محنت ومشقت اور بلا کدّ وکاوش ہی اِس سعادت سے بہرہ مند ہو گئے، بلکہ موصوف کی مخطوطے [قلمی نسخے] سے سچی محبت، اُس کی تلاش وجستجو کے لیے پیہم کاوشیں اور پروردگارِ عالم کی مقدس بارگاہ میں گریہ وزاری کے ساتھ مسلسل دعائیں، اِس نایاب نسخے کی باز یابی کا سبب بنیں، خود ڈاکٹر موصوف اِس نسخے کی تلاش وجستجو کے لیے اپنی کاوشوں اور کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اِس نسخے کو یہاں وہاں تلاش کرنا میرا مشغلہ بن چکا تھا، تلاش وجستجو کے ساتھ اللہ رب العزت کے نیک بندوں کی معیت میں مبارک راتوں میں رحمت وانوار کی نزول گاہوں

[مزراتِ اولیا ودیگر مقاماتِ مقدسہ] پر، بالخصوص نبیِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں روضۂ اقدس کے روبرو، اللہ رب العالمین سے مسلسل دعائیں کرتا رہا، بالآخر اللہ رب العزت نے اِس نادر ونایاب نسخے سے آگاہ فرمایا، اور سرزمینِ ہند کے ایک نیک وصالح بزرگ کے ہاتھوں مجھے ''مصنفِ عبد الرزاق'' کی دو جلدیں مل گئیں، وہ پارسا بزرگ، ہمارے دینی بھائی فاضلِ گرامی حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہروی حفظہ اللہ تعالیٰ [زیبِ سجادہ خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ] ہیں''

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عیسیٰ بن مانع حمیری نے ''قلمی نسخے'' کی ایسی شاندار وجاندار تحقیق فرمائی ہے جو علومِ حدیث میں اُن کی مہارتِ تامہ وبراعتِ کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہے، اُن کی یہ کمالِ مہارت اُس کتاب کے مطالعے سے ظاہر وباہر ہے جو بیروت سے ''**الجزأ المفقود من الجزأ الاول من المصنف للحافظ الکبیر ابی بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی**'' کے نام سے طبع ہوئی ہے، حضرتِ موصوف نے حدیثِ نوری کا دفاع کرتے ہوئے نہایت دل کش علمی انداز میں ایک زوردار مقالہ بھی بنام ''**قول علماء الشان فیمن وصم حدیث جابر بر کاکۃ اللفظ والبیان**'' تحریر فرمایا ہے۔

ادارہ ''الشرف'' اِس گراں قدر کتاب کی طباعت سے بہرہ مند ہو رہا ہے، حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری کے پرخلوص شکریہ کے ساتھ، کہ انھوں نے طباعت کے لیے یہ نادر ونایاب نسخہ عطا فرمایا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ڈاکٹر عیسیٰ بن عبد اللہ کی اِس کوشش کو قبول فرمائے اور اِن کی اِس کاوش کو بروز قیامت اِن کی نیکیوں کے پلڑے میں شامل فرمائے اور اِنھیں علم اور حدیثِ نبوی شریف کی جانب سے ہر طرح کی خیر عطا فرمائے، اِسی طرح ہم رب

العالمین کی بارگاہ میں دستِ دعا دراز کرتے ہیں کہ وہ اِس کتاب کو مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا وسیلہ بنائے، اور اللہ جو چاہے کرے اور دعا قبول کرنا اُسی کی شایانِ شان ہے اور وہی بہترین مولی و مددگار ہے۔ [ترجمہ از عربی]

محمد عبدالحکیم شرف قادری

سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، لاہور، پاکستان

۸/ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ

۳۱/دسمبر ۲۰۰۵ء

تاثرِ گرامی

حضرت علامہ ومولانا **محمد امجد علی** صاحب قادری مصباحی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث: دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَهُ أَوَّلًا وَخَلَقَ الْخَلَائِقَ مِنْ نُوْرِهٖ آخِرًا وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِیْنَ

حدیث کی مشہور کتاب ''مصنّفِ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی'' کی جلدِ اول کے ''حدیثِ نوری اور نفیِ سایہ والے'' شروع کے گم شدہ نہیں؛ بلکہ گم کردہ دس ابواب کی بازیابی کا سہرا محدثِ جلیل حضرت علامہ ڈاکٹر شیخ عیسی بن عبداللہ بن مانع حمیری مدظلہ العالی ''سابق ڈائریکٹر و محکمۂ اوقاف و امورِ اسلامی دبئ'' نے اپنے سر باندھنے کا شرف حاصل کیا ہے، اِس حصۂ گم شدہ کی تحقیق و تخریج کرنا اور اس پر گراں قدر حواشی لگانا پھر حضرت علامہ عبد الحکیم شرف القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معلوماتی تقدیم سونے پہ سہاگا اور نور علی نور ہے۔

دارالعلوم محبوب سبحانی، کرلا، ممبئ کے رئیس الاساتذہ حضرت علامہ ومولانا حافظ و

قاری سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی زید مجدہ نے اِن سب کا بڑا سلیس اور نفیس و فصیح ترجمہ کیا ہے، میں نے بالاستیعاب مطالعہ کیا، کمپوزنگ میں جہاں کہیں خامیاں پائیں نشان زد کر دیں اور حضرتِ مترجم زید مجدہ نے ان کی اصلاح کر دی ہے، امید قوی ہے کہ ۹۹/فی صد یہ ترجمہ اغلاط سے پاک ہوگا۔

جو کچھ لکھ سکتا تھا، سب کا سب رسالہ میں موجود ہے، دعا ہے کہ خالقِ نور ہم سب ناظرین، قارئین، مترجم اور مخرّج کی زندگیوں کو نورانی بنائے، بالخصوص حضرت شرفِ ملت علیہ الرحمہ اور حضرت امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی قبروں کو منور و محلیٰ فرمائے اور ہمیں ان کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض و مستنیر فرمائے! آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد امجد علی قادری مصباحی

بروز بدھ، ۱/ربیع الغوث ۱۴۳۹ھ

مطابق ۲۰/دسمبر ۲۰۱۷ء

تقریظ

عمدۃ العلما، حضرت علامہ و مفتی سید شاکر حسین سیفی مصباحی

صدر شعبۂ افتا دار العلوم محبوب سبحانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد:

بلاشبہ، امام الرسل، خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر بھی ہیں اور نور بھی، اگر قرآنِ مجید کا ارشاد ''قل انّما انا بشر مثلکم'' آپ کی بشریت پر نصِّ قطعی ہے تو آیت ''قد جائکم من اللہ نور'' آپ کی نورانیت کا ذکرِ جمیل بھی۔ بلکہ مختلف احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا فرمایا اور آپ کے نور سے ساری کائنات کی تخلیق فرمائی۔

اس تعلق سے امامِ مالک کے شاگردِ رشید، امامِ احمد بن حنبل کے استاذ اور امامِ بخاری کے استاذ الاستاذ امام ابو بکر عبد الرزاق صنعانی نے ایک مفصل حدیث اپنی کتاب ''مصنّف'' میں تخریج فرمائی، جس کو اجلۂ محدثین و علماے عظام نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا، اس پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے اس سے نور امام الانبیاء کے اول الخلق ہونے پر استدلال فرمایا، مثلاً

امام احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، علامہ زرقانی نے اس کی شرح میں، علامہ ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں، علامہ دیار بکری نے تاریخ خمیس میں، علامہ عبدالغنی نابلسی نے حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں، ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکاۃ میں اور اپنے رسالے المورد الروی فی المولد النبوی میں، سند الحفاظ علامہ ابن عسقلانی نے شرح شمائل ترمذی میں، محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں، علامہ فاسی نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں، اور علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

امام احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں مصنّفِ امام عبدالرزاق کی روایت یوں نقل فرمائی۔

''وروی عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله قال قلت: یا رسول الله: صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بأبی و امّی! أخبرنی عن اول شئیٍ خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء! قال: یا جابر! انّ الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره، فجعل ذالک یدور بالقدرة حیث شاء الله، ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا جنّة ولا نار ولا ملَک ولا سماء ولا أرض ولا شمس ولا قمر ولا جنیّ ولا انسیّ، فلما أراد الله أن یخلق الخلق قسّم ذالک اربعة اجزاء، فخلق من الجزء الأول القلم و من الثانی اللوح و من الثالث العرش، ثم قسّم الجزء الرابع أربعة اجزاء، فخلق من الأول حملة العرش و من الثانی الکرسیّ و من الثالث باقی الملائکة، ثمّ قسّم الرابع أربعة اجزاء، فخلق من الأول السمٰوٰت و من الثانی الأرضین و من الثالث الجنّة و النار، ثمّ قسّم الرابع أربعة اجزاء، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنین و من الثانی نور

قلوبهم۔ وهی المعرفة بالله۔ و من الثالث نور أنسهم وهو التوحید: لا اله الّا الله محمد رسول الله'' (الحدیث، ج: ۱، ص: ۴۷)۔

امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے اس پہلی چیز کے بارے میں بتائیں جسے اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا، آپ نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تمھارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا، تو وہ نور۔ جہاں اللہ نے چاہا۔ قدرت سے سیر کرتا رہا، اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتے تھے نہ آسمان اور نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جنات تھے نہ انسان۔ پھر جب اللہ نے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نور کے چار حصے کیے، پہلے جز سے قلم، دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش کو پیدا فرمایا، پھر چوتھے حصے کے چار حصے کیے، پہلے حصے سے حاملانِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی فرشتوں کو پیدا فرمایا، پھر چوتھے جز کے چار حصے کیے، پہلے جز سے آسمانوں، دوسرے سے زمینوں اور تیسرے سے جنت و دوزخ کو پیدا فرمایا، پھر چوتھے جز کے چار حصے کیے، پہلے جز سے مومنین کی آنکھوں کا نور، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور۔ اور وہ اللہ کی معرفت ہے۔ تیسرے سے ان کے انس کا نور۔ اور وہ توحید ہے۔ پیدا فرمایا۔ ''لا إله إلا الله محمد رسول الله''

یہ حدیث کئی وجہوں سے قوی اور قابلِ استناد ہے۔

اوّلا: بلاشبہ امام عبدالرزاق قابلِ اعتماد، ثقہ اور عظیم محدث ہیں، حضرت احمد بن صالح مصری نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا تھا کہ ''رأیت احدا أحسن حدیثا من عبدالرزاق؟ قال: لا۔'' (ترجمہ) کیا آپ نے عبدالرزاق سے بہتر محدث دیکھا؟ انھوں

نے کہا: نہیں۔

امام ابوزرعہ نے فرمایا:

امام عبدالرزاق ثقہ اور معتمد علیہ راویوں میں سے ایک ہیں۔

ان کے بارے میں امام ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں فرمایا ''ثقة حافظ مصنف شهير۔''(ترجمہ) آپ ثقہ، حافظ الحدیث، مشہور مصنف ہیں۔

ایسے عظیم محدث کی کتاب میں کسی حدیث کا ہونا اعتماد و استناد کے لیے کافی ہے۔

ثانیاً: جیسا کہ گزرا کہ کثیر محدثین و اہل علم نے حدیثِ مذکور کو اپنی کتابوں میں درج کیا اور اس سے استدلال کیا، جس کی وجہ سے اس حدیث کو تلقّیِ امت بالقبول کا مقام حاصل ہے اور تلقّیِ امت بالقبول وہ عظیم شے ہے کہ جس کے بعد ملاحظۂ سند کی بھی حاجت نہیں رہتی، اگر سند ضعیف بھی ہو قوت پا کر قوی ہو جاتی ہے۔ مرقاۃ میں ہے ''رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب والعمل على هذا عند أهل العلم، قال النووی واسناده ضعيف نقله ميرک، كان الترمذی يريد تقوية الحديث بعمل أهل العلم''(جلد:۲، ص:۱۰۲)

امام ترمذی نے اس کی روایت کی، فرمایا: حدیث غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام نووی نے کہا اس کی اسناد ضعیف ہے، میرک نے ان کے قول کو نقل کیا۔ امام ترمذی کا مقصد اہل علم کے عمل سے حدیث کو قوی قرار دینا ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج:۲، ص:۱۰۲)

تعقبات میں امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

''وقد صرح غير واحد بان من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به وإن لم يكن له اسناد يعتمد على مثله''

کئی ایک نے صراحت کی ہے کہ اہلِ علم کا قول صحتِ حدیث کی دلیل ہے، اگرچہ

اس کے لیے کوئی قابلِ اعتماد اسناد نہ ہو۔

ثالثاً: اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی الفاظ کے تغیر کے ساتھ دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے جس سے حدیث مذکور کی متابعت ہو گئی اور متابعت سے بھی حدیث قوی ہو جاتی ہے، شرح مواہب لدنیہ میں ہے ''وقد رواه البيهقی بعض المخالفة''

مقدمۂ شیخ میں ہے ''والمتابعة يوجب التقوية والتائيد ''متابعت تقویت اور تائید کو واجب کرتی ہے۔(ص:۵)

رابعاً: اسلافِ کرام کی تصریحات بھی اس حدیث کے موافق ہیں ''مطالع المسرات میں ہے: وقد قال الأشعری انه تعالیٰ نور ليس كالأنوار والروح النبوية القدسية نور والملائكة شرر تلك الأنوار وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أول ما خلق الله نوری ومن نوری خلق كل شئ ''اور امام اشعری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نور ہے اور نوروں کے مثل نہیں، نبی کی روحِ پاک نور ہے، اور فرشتے اُن کی تجلیاں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور ہر شے میرے نور سے پیدا کی گئی۔(مطالع المسرات، ص ۲۲۵)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں مدح خواں ہیں:

أنت الذی لولاک ما خلق امرء كلا ولا خلق الوری لولاكا

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی انسان نہ پیدا کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی مخلوق پیدا نہ کی جاتی۔

انت الذی من نورک البدر اكتسى والشمس مشرقة بنور بهاكا

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند نے چاندنی لباس پہنا، اور سورج آپ کے حسن

کے نور سے روشن ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ بارگاہِ رسالت میں یوں عرض گزار ہیں:

کلیمے کہ چرخِ ملک طورِ اوست ہمہ نورہا پرتوِ نوراوست

ترجمہ: وہ ایسے کلیم ہیں کہ آسمان کو آسمان یعنی عرش ان کا طور ہے۔ سارے انوار اُن کے نور کا پرتو ہیں۔

تو اصلِ وجود آمدی از نخست دیگر ہرچہ موجود است فرعِ تست

ترجمہ: آپ کائنات کی اصل ہیں، اول تشریف لائے ، آپ کے سوا جو کچھ مخلوق ہے وہ آپ کی فرع ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''حقیقتِ محمدی علیہ من الصلوٰت افضلھا و من التسلیمات اکملھا کہ ظہور اول است وحقیقۃ الحقائق است۔ (مکتوبات، فارسی، دفتر سوم، حصہ: نہم، ص: ۱۵۳)

ترجمہ: حقیقت محمدی ۔ اُس پر افضل درود و اکمل سلام ہوں ۔ظہور اول ہے اور حقیقتوں کی حقیقت ہے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الرضوان یوں نعت گو ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

خامساً: صدیاں گزر گئیں کسی معتبر محدث نے اِس حدیثِ نور کی روایت پر کوئی کلام نہیں کیا، کہ یہ ضعیف ہے یا موضوع ہے؛ بلکہ اجلۂ محدثین نے اپنی کتابوں میں بغیر کسی کلام کے اُسے نقل کیا، اس کی تائید کی، اس سے استدلال کیا، یہ بھی حدیث مذکور کے معتمد و

مستند اور مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

مگر حیرت اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ زمانۂ دراز سے یہ حدیثِ نور مصنفِ عبدالرزاق کے نسخوں میں دیکھی نہیں گئی، بعض محققین جستجو میں لگے رہے مگر کامیابی نہ ملی اگر کسی کو کوئی قدیم نسخہ دستیاب بھی ہوا تو اس کے ابتدائی اوراق غائب ملے جس سے کسی سازش کا گمان ہوتا ہے۔ بڑی مشکل سے ایک قدیم نسخہ حاجی محمد رفیق برکاتی کے ہاتھ آیا (جو انھوں نے کسی افغانی سے گراں قدر رقم دے کر خریدا تھا، اسے انھوں نے امین ملت پیرِ طریقت حضرت سید محمد امین میاں سجادہ نشیں خانقاہِ مارہرہ کے ہاتھوں سے ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ حمیری (سابق ڈائریکٹر اوقاف وامور اسلامیہ، دبئی و پرنسپل امام مالک کالج برائے شریعت وقانون) کے حوالے کیا، جو کتاب ہذا الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف کے مصنف ہیں) یہ قلمی نسخہ اسحٰق بن عبدالرحمن سلیمانی کا تیار کردہ ہے، جو ۹/رمضان ۹۳۳ھ بروز پیر بغداد میں مکمل ہوا، اِس دسویں صدی ہجری کے نسخے سے پتہ چلتا ہے کہ عام مطبوعہ نسخوں سے ابتدا کے دس باب غائب ہیں۔ اِس قلمی نسخے کی ابتدا ہی ''باب تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے ہوتی ہے۔ باب کی مناسبت سے حدیثِ نور بڑی تفصیل کے ساتھ روشن ہے، لیکن جو حدیثِ نور ہم نے مواہب لدنیہ سے نقل کی اس میں اور اِس حدیثِ نور میں ابتدا سے انتہا تک کافی فرق ہے، تو پھر وہ حدیثِ نور کہاں ہے جو مواہب لدنیہ وغیرہ میں منقول ہے۔ ہم مواہب لدنیہ میں درج حدیثِ نور کو دستیاب قلمی نسخے کی حدیثِ نور کی روایت بالمعنی بھی نہیں کہہ سکتے؛ کہ دونوں کے مضامین میں بہت فرق ہے، میرا اپنا خیال ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی دونوں روایتیں مصنف عبدالرزاق میں رہی ہیں اور مذکورہ قلمی نسخے میں کسی وجہ سے ایک روایت لکھنے سے رہ گئی ہوگی، لہٰذا اِس قلمی نسخے سے بھی کوئی قدیم نسخہ دستیاب ہو تو اس میں

دونوں روایتیں ضرور ہوں گی۔

بہر حال بڑی خوشی کا مقام ہے کہ مصنّف کا ایک قدیم نسخہ دستیاب ہوا جس سے گم شدہ ابواب سے آشنائی ہوئی، جنھیں ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ حمیری نے اپنے تحقیقی حواشی کے ساتھ **الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف** کے نام سے عربی زبان میں شائع کیا اور مزید مسرت کا مقام یہ ہے کہ ہندوستان میں پہلی بار اردو زبان میں یہ کتاب اشاعت پذیر ہورہی ہے۔ لائق صد مبارکباد ہیں فاضلِ گرامی حضرت علامہ سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی (پرنسپل دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ممبئی، انڈیا۔) جنھوں نے اپنی کثیر مصروفیات کے باوجود الجزء المفقود کا عمدہ ترجمہ کیا، اس سے قبل بھی قصیدۂ نعمانیہ کا شاندار ترجمہ کرکے اہلِ علم سے داد وتحسین حاصل کر چکے ہیں اور قابلِ صد تبریک ہے ادارۂ ہذا کے طلبۂ باوقار کی تنظیم **''بزمِ فیضانِ رضا''** جو برسوں سے ہر سال کوئی نہ کوئی اہم اشاعتی کارنامہ انجام دیتی آئی ہے، اس بار بھی ایک اہم اور کمیاب کتاب **الجزء المفقود** الخ کی طباعت واشاعت کی سعادت حاصل کررہی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی سعی کو قبول فرمائے اور ان کے لیے اُسے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سید شاکر حسین سیفی

صدر شعبۂ افتا دارالعلوم محبوب سبحانی، کرلا ممبئی۔

۶/ربیع الغوث ۱۴۳۹ھ ۲۵/دسمبر ۲۰۱۷ء

تقریظِ جلیل

محدّثِ جلیل حضرت علامہ ڈاکٹر محمود سعید ممدوح مصری شافعی

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ ومن والاہ ورضی اللہ عن اصحابہ ومن اھتدی بھداہ وبعد

حضرت امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رحمۃ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وفات ۲۱۱ھ میں ہوئی، آپ کی مصنّف، احادیثِ صحیحہ کا ایسا سرمایہ ہے، جسے ماہرینِ علمِ حدیث نے قبول کیا ہے، کیوں کہ اس کے مصنّف ثقہ اور بلند مرتبہ کے حامل ہیں، اس مصنّف کی سندیں محفوظ ہیں اور یہ، احادیثِ مرفوعہ وموقوفہ کو جامع ہے۔

یہ پوری کتاب (شروع کے معمولی حصے کو چھوڑ کر) حضرت علامہ محدث حبیب الرحمٰن اعظمی متوفیٰ ۱۴۱۲ھ کی تحقیق کے ساتھ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکی ہے [واضح رہے کہ صاحبِ تقریظ نے مولوی حبیب الرحمٰن اعظمی کے بارے میں یہ مدحیہ کلمات محض لاعلمی کی بنیاد پر کہہ دئے ہیں، اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ شخص پیشوائے وہابیت ہے تو ہرگز اسے علامہ اور محدث جیسے القاب سے یاد نہ فرماتے۔ مترجم] ایک زمانے سے اہل علم خصوصاً محدثین کی یہ دلی خواہش تھی کہ مصنفِ امام عبدالرزاق کامل چھپ جاتی، کیوں کہ ۱۳۹۰ھ میں اس کی طباعت ہوئی تھی، اور اب اس کی طباعت واشاعت کے تقریباً ۳۰ سال گزر چکے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دینی بھائی خادمِ علمِ حدیث فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری (سابق جنرل منیجر شعبۂ اوقاف وامور اسلامی، دبئ اور پرنسپل امام مالک شرعی کالج، دبئ) کو اس فضلِ خاص سے نوازا ہے، حضرتِ موصوف نے مصنفِ امام عبدالرزاق کے گم شدہ نسخہ کو حاصل کرلیا ہے، اور میں نے ان کی لائبریری میں اس کے قلمی نسخہ کا دیدار بھی کیا ہے، شیخِ ممدوح نے اپنی تحقیق کے مقدمہ میں اس [نسخے] کی ثقاہت کو ثابت کردیا ہے۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع حمیری نے مصنف کے اس جزءِ مفقود کے لیے اپنے آپ کو تیار کیا، [تلاشِ] نسخہ کی ذمہ داریوں کو [بحسن وخوبی] انجام دیا، اس پر [گراں قدر] حاشیہ تحریر فرمایا، آثار واحادیث کی صحت کو ثابت کیا اور دوراز فہم مقامات کی [شاندار] شرح فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں جزاے خیر عطا فرمائے، ان کے ساتھ حسنِ معاملہ فرمائے اور ہر عملِ صالح کے لیے ان کے سینے کو کشادہ فرمائے! یقیناً یہ قابلِ تعریف کوشش ہے اور اس کی خوبی اللہ ہی کے لیے ہے۔

خادمِ علمِ حدیث
محمود سعید ممدوح، دبئ غفر اللہ لہ وللمسلمین

۲۲ ربیع الآخر ۱۴۲۶ھ

سلسلۂ اسناد

حضرت علامہ شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری مدظلہ العالی نے مصنف امام عبدالرزاق تک اپنا سلسلۂ اسناد اس طرح بیان کیا ہے:

(۱) (۱) عارف باللہ حضرت علامہ سید عبدالعزیز بن صدیق حسینی۔
(۲) مسندالوقت حضرت علامہ سید عبدالحیّ بن عبدالکریم کتانی حسنی۔

(۲) (۱) شیخ الحرمین الشریفین، مفید الطالبین، دَاعیٔ اجلّ حضرت علامہ سید محمد بن علوی مالکی حسنی مکی۔
(۲) حضرت علامہ سید علوی بن عباس مالکی۔
(۳) حضرت علامہ سید عبدالحی بن عبدالکریم کتانی حسنی۔

(۳) (۱) حضرت علامہ شیخ محقق عبدالفتاح ابوغدہ حلبی۔
(۲) حضرت علامۂ کبیر محمد زاہد کوثری۔
(۳) حضرت علامہ عبدالحی کتانی حسنی۔
(۴) حضرت علامہ حسن حمزاوی۔ حضرت علامہ فالح بن محمد ظاہری مدنی۔
(۵) حضرت علی بن عبدالحق قوسی۔
(۶) حضرت علامہ امیرِ کبیر۔

(۷) حضرت علامہ احمد جوہری۔ حضرت علامہ احمد ملوی۔

(۸) حضرت علامہ عبداللہ بن سالم بصری۔

(۹) حضرت علامہ علی زیادی۔

(۱۰) حضرت علامہ شہاب رملی۔

(۱۱) حضرت علامہ سخاوی۔

(۱۲) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی۔

(۱۳) حضرت علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن غزی۔

(۱۴) حضرت علامہ یونس دبوسی۔

(۱۵) حضرت علامہ ابوالحسن علی بن حسین۔

(۱۶) حضرت علامہ حافظ سلامی۔

(۱۷) حضرت علامہ عبدالوہاب بن منک۔

(۱۸ حضرت علامہ محمد بن عمر کوبکی۔

(۱۹) حضرت علامہ ابوالقاسم طبرانی۔

(۲۰) حضرت شیخ ابواسحٰق ابراہیم دبری۔

(۲۱) صاحبِ مصنف حافظِ کبیر حضرت شیخ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی

(رحمہم اللہ تعالیٰ)

تقدیم

محققِ جلیل حضرت شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد مانع حمیری

ساری خوبیاں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ [النور:۳۵]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق؛ کہ اس میں چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے، موتی سا چمکتا، روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے، جو نہ پورب کا نہ پچھّم کا، قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے، اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ [کنزالایمان]

اور درود وسلام نازل ہو اُس عظیم ذات پر جو [ہمارے لیے] بہترین نمونۂ عمل اور

کامل نور ہے، جو تخلیق میں اول اور ظہور میں آخر ہے، یعنی ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جن کے صدقے خدا ے بزرگ و برتر نے کائنات کو پیدا فرمایا، جن کے طفیل زماں ومکاں کی حقیقت کو ظاہر فرمایا اور انھیں تمام انس وجن کا سردار بنایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثِ نوری کی صحت وثبوت کے تعلق سے [علماے کرام کے مابین] کافی بحثیں ہوچکی [اور ہورہی] ہیں، یہ مبارک حدیث وہ ہے، جسے کثیر سیرت نگاروں نے اپنی اپنی تصانیف میں درج فرمایا ہے، اور سند بیان کیے بغیر اسے مصنفِ امام عبدالرزاق کی جانب منسوب کیا ہے۔

حافظ العصر احمد بن صدیق غمازی اور محدثِ حجاز علامہ شیخ عمر حمدان رحمہما اللہ تبارک و تعالیٰ جیسے اہلِ علم حضرات نے اُن مختلف مقامات میں جہاں حدیثِ جابر کے ملنے کا گمانِ غالب تھا اس کی تلاش وجستجو کی کافی کوشش کی، ان حضرات نے [اس کے حصول کے لیے] مبارک ومسعود ملکِ یمن کے سفر کا بھی قصد و ارادہ کیا تھا، کیوں کہ انھوں نے سنا تھا کہ وہاں پر [مصنف کا] ایک قلمی نسخہ موجود ہے، لیکن مرضیِ مولا نہ ہوئی کہ یہ حضرات شمالِ یمن کا سفر کریں۔

[دیگر] محققین نے بھی یمن کا سفر کرکے اس نادر ونایاب نسخے کو تلاش کیا، لیکن ان کی رسائی بھی اس تک نہ ہوسکی، میں نے بعض محققین سے گزارش کی کہ وہ کامل مخطوطہ نسخے کو اُن تمام مقامات میں تلاش کریں جہاں اُس کے ملنے کی امید ہو، خاص طور پر استنبول [ترکی] کی لائبریریوں میں، محققین نے وعدہ وفا کیا اور [تلاشِ بسیار کے بعد مجھے] بتایا کہ ترکی میں مصنفِ امام عبدالرزاق کے چند [قلمی] نسخے انھیں مل گئے ہیں، مگر [اُن نسخوں کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ] اُن کے شروع اور درمیانی حصہ میں قطع و برید ہے، اور یہی حال اُس مطبوعہ

نسخے کا بھی ہے، جو شیخِ محقق حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے شائع ہوا ہے اور اس وقت میرے سامنے ہے۔

میں نے اس کی تلاش وجستجو کو ہی اپنا مشغلہ بنا لیا اور انتہائی مصروفیت کے باوجود اسے یہاں وہاں تلاش کرتا رہا، ساتھ ہی اللہ رب العزت کے نیک بندوں کے ساتھ مبارک راتوں میں رحمت وانوار کی نزول گاہوں [مزاراتِ اولیا] پر خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں روضۂ اقدس کے سامنے اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعا کرتا رہا، بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نسخے سے آگاہ فرمایا، اور سرزمینِ ہند کے ایک صالح بزرگ کے ہاتھوں مجھے مصنف عبد الرزاق کی دو جلدیں مل گئیں، وہ صالح بزرگ [کوئی اور نہیں، بلکہ] ہمارے دینی بھائی فاضلِ گرامی ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہروی حفظہ اللہ تعالیٰ [زیبِ سجادہ خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ] ہیں۔ [یہ نسخہ جناب حاجی رفیق صاحب پاکستانی نے سرزمین دبئ میں ایک افغان تاجر سے ۴/لاکھ روپے میں خرید کر حضرت امینِ ملت کی بارگاہ میں پیش کیا تھا۔ مترجم]

اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے ہمیں اِس نسخے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیثِ نوری پوری سند کے ساتھ مل گئی، بلکہ مطبوعہ نسخے کا مخطوطہ نسخے سے موازنہ کرنے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مطبوعہ نسخے سے دس باب ساقط ہیں [یا قصداً خارج کردیے گئے ہیں] جیسا کہ قارئینِ کرام اِس تحققیق میں دونوں نسخوں کے تقابل سے جان لیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم پر یہ بھی واضح ہوا کہ یہ حدیث مرتبۂ صحت پر فائز ہے، اسے حضرتِ امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انھوں نے حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی

اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، حضرت جابر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: حضور! اللہ رب العزت نے سب سے پہلے کس مخلوق کو پیدا فرمایا؟ آپ نے جواب دیا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔۔۔۔۔الی آخر الحدیث۔

لہذا ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت نے سب سے پہلے ہمارے سردار و آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا، یعنی آپ علیک الصلاۃ والسلام کی روحِ اقدس کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے جسمِ مبارک کو سب سے پہلے زیورِ تخلیق سے آراستہ کیا گیا، کیوں کہ حضرت آدم علیہ السلام، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مظہر ہیں، اور جوہر کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مظہر اس سے مقدم ہو، لہذا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام عالمِ تصویر و تدبیر میں ظہور کے اعتبار سے مقدم ہیں، اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمِ امر و تقدیر میں مقدم ہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقۃ الحقائق ہیں، ہر مغرب میں مشرق کا نور ہیں، اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث اُس آیتِ مشکاۃ کی تفسیر کی منزل میں ہے، جس کی شرح حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے ''المولد النبوی'' نامی کتاب کے قلمی نسخے میں اُن حدیثوں کی روشنی میں کی ہے، جو اس [آیت مشکاۃ] کی شارح ہیں، ہم نے اپنی کتاب ''نور البدایات و ختم النہایات'' میں ان تمام روایتوں کی تخریج کر دی ہے، یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ [راقم الحروف کو بحمد اللہ و بعونہ اس کتاب کا بھی ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔]

اللہ تبارک و تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنی بارگاہ میں ہمارا شمار اُن لوگوں میں کرے جن کے ذریعہ اس نے حق کو ظاہر کیا اور باطل کو مٹایا اور ہمیں اس شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا خادم بنائے، آمین۔

اس مقدمے کو ختم کرنے سے پہلے مَیں اِس گراں مایہ خزانہ میں، اپنی تحقیق کے اسلوب کو بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں، لہذا اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) میں نے حسبِ استطاعت حدیثوں کے تمام مخارج کو بیان کر دیا ہے۔

(۲) جب مجھے کوئی حدیث تخریج شدہ نہیں ملی، تو میں نے اس کی مکمل سند بیان کر دی اور اس کی صحت وضعف کو واضح کر دیا۔

(۳) بعید از فہم کلمات کی تفسیر معانی کی وضاحت کے ساتھ کر دی ہے، سوائے ناگزیر مقام کے میں نے کہیں بھی طوالت سے کام نہیں لیا ہے۔

(۴) حدیث کی فہرست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابی کے الفاظ ہی سے بنائی ہے۔

والحمد للہ رب العالمین

خادمِ علمِ حدیث

ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری

سابق جنرل منیجر شعبۂ اوقاف و امور اسلامی، دبئ اور پرنسپل امام مالک شرعی کالج، دبئ

قلمی نسخے سے متعلق چند باتیں

یہ قلمی نسخہ ''اسحٰق بن عبدالرحمٰن سلیمانی'' کا تیار کردہ ہے، جیسا کہ اس جز کے آخر میں بیان کیا گیا ہے، یہ نسخہ ۹/رمضان المبارک/ ۹۳۳ھ بروزِ پیر بغداد میں تکمیل آشنا ہوا۔ فك الله أسرها، اللہ تعالیٰ اِس کی محبت کے قیدیوں کو دوزخ سے نجات عطا فرمائے! آمین۔

یہ نسخہ دسویں صدی ہجری کے متوسط منقوط خط کے ۱۸۳ اوراق پر مشتمل ہے، غور و فکر، تحقیق و تدقیق اور اُس زمانے میں لکھے گئے خطوط سے موازنہ کرنے کے بعد یہ بات متحقق ہوئی ہے، جیسا کہ مخطوطہ کے [ا۔ب۔ج] میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔

مخطوطہ نسخے کا آغاز مذکورہ ابواب سے ہوا ہے۔

[۱] باب فی تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[۲] باب فی الوضوء

[۳] باب فی التسمیة فی الوضوء

[۴] باب إذا فرغ من الوضوء

[۵] باب فی کیفیة الوضوء

[۶] باب فی غسل اللحیة فی الوضوء

[۷] باب فی تخلیل اللحیة فی الوضوء

[۸] باب فی مسح الرأس فی الوضوء

[۹] باب فی کیفیة المسح

[۱۰] باب فی مسح الأذنین

[۱۱] باب فی غسل الذراعین

مطبوعہ نسخے کی ابتدا اسی [گیارہویں] باب سے ہوئی ہے، تو ثابت ہوا کہ مطبوعہ نسخے سے دس باب ساقط ہوگئے ہیں [یا حدیثِ نوری کی موضوعیت ثابت کرنے کے لیے قصداً خارج کردیے گئے ہیں۔ مترجم]، دونوں نسخوں کا مقابلہ کرنے کے بعد یہ بھی واضح ہوا کہ مخطوطہ نسخہ [حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق والے] مطبوعہ نسخے سے زیادہ صحیح [وسالم] ہے، کیوں کہ مطبوعہ نسخے میں کچھ ایسے الفاظ بھی [آ گئے] ہیں جن کا فہم و ادراک محقق کے لیے [بہت] دشوار ہے، مثلاً:

[ا] باب سؤر المرأة میں حدیث نمبر ۳۸۴، حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اس میں ہے کہ حضرت ابن جریج نے کہا: میں نے حضرت عطا سے کہا: [لقیت المرأة علی الماء] اور مخطوطہ میں [تغیب المرأة] ہے اور یہی درست ہے، اس کی تائید مصنف کے اُس نسخے سے بھی ہوتی ہے جسے جناب ''ایمن ازہری'' کی تحقیق سے شائع کیا گیا ہے۔

[۲] اسی طرح مطبوعہ نسخے کے ''باب المسح بالرأس،، میں حدیث نمبر ۸ اس طرح ہے: [عن ابن عمر أنه کان یمسح رأسه مرةً] اور مخطوطہ نسخے میں [مرة واحدة] ہے۔

[۳] اسی طرح [اعظمی اور ازہری صاحبان کی تحقیق والے] مطبوعہ دونوں نسخوں

میں ''باب المسح بالأذنین ''میں حدیث نمبر ۲۵ کے بعد یہ سند چھوٹ گئی ہے:

''عبد الرزاق عن ابن جریج قال أخبرنی نافع عن ابن عمر مثله''

مخطوطہ نسخے کا ''باب وضوء المریض'' [مندرجہ ذیل] اِس حدیث پر ختم ہوا ہے:

عبد الرزاق عن معمر عن ابن أبی نجیح عن مجاهد قال: کان یقول فی هٰذه الآیة'' وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ [النساء :۴۳]،،قال: هی للمریض تصیبه الجنابة إذا خاف علی نفسه فله الرخصة فی التیمم مثل المسافر إذا لم یجد الماء۔

ترجمہ:ابن نجیح نے بیان کیا کہ حضرت امام مجاہد نے اس آیت '' وان کنتم مرضیٰ ''(ترجمہ: اوراگرتم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں کوئی قضاے حاجت سے آیا ہو) کی تفسیر میں فرمایا: یہ حکم اُس مریض کا ہے، جسے جنابت لاحق ہوگئی ہواور غسل کرنے میں جان جانے کا خوف ہوتواس کے لیے تیمم کرنے کی رخصت ہے،جس طرح مسافر پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرے گا۔

[۴] ''باب من قال لا یتوضأ مما مست النار ''میں ابن ابی یزید کی روایت کردہ حدیث نمبر ۶۵۴ سے [فیقرب] کے بعد کے الفاظ ساقط ہیں، جب کہ مخطوطہ نسخے میں وہ الفاظ [فیقرب لنا عشاءه] موجود ہیں۔

[۵] ''باب الدود یخرج من الانسان ''میں حدیث نمبر ۶۳۲ کی سند اس طرح ہے: ''عبد الرزاق عن الثوری عن رجل عن عطاء [مثله] ''لفظ'' مثله ''محقق ایمن ازہری نے ذکر کیا ہے، حالاں کہ یہ لفظ دونوں مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے، لیکن یہ مخطوطہ نسخے میں موجود ہے۔

[۶] مطبوعہ نسخے کے ''باب من قال لا یتوضأ مما مست النار ''میں حدیث ۶۳۴ کی سند اس طرح ہے: ''عبد الرزاق عن معمر عن الزهری عن عمر ابن امیة الضمری عن أبیه أنه رأی رسول الله ﷺ احتز من کتف فأکل۔۔۔ ''لیکن مخطوطہ نسخے میں اس طرح ہے: ''عبد الرزاق عن معمر عن الزهری عن جعفر ابن عمرو بن امیة عن ابیه انه رأی رسول الله ﷺ۔۔۔۔ ''اور یہی درست ہے، جیسا کہ محقق ایمن نصر الدین ازہری نے ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے: اصل سے ایک راوی جعفر ساقط ہو گئے تھے، میں نے سننِ ترمذی اور مسندِ امام احمد بن حنبل کی مدد سے ان کی تخریج کی ہے، اور مطبوعہ نسخے میں امام زہری کے بعد عمر بن امیہ کا ذکر تھا۔ انتهیٰ کلامه۔ ملاحظہ فرمائیں: المصنف بتحقیق الازہری (۱/۱۲۷)۔

[۷] ''باب من قال لا یتوضأ مما مست النار ''میں حدیث نمبر ۶۵۱ اس طرح ہے: ''عن ابن منکدر قال: سمعته یحدث عن جابر أنه کان أکل عمر من جفنة ثم قام فصلی و لم یتوضأ ''اور یہی حدیث مخطوطہ نسخے میں اس طرح ہے ''أنه قال: أکل عمر من جفنة ''اور یہی درست ہے، کیوں کہ یہ عبارت زیادہ عمدہ ہے اور محققِ مُصَنَّف، ایمن ازہری نے اسے [۱/۱۳۱] میں ذکر کیا ہے۔

[۸] مطبوعہ نسخے میں ''باب الرجل یحدث بین ظهرانی وضوء ه ''میں حدیث نمبر ۷۰۴ اس طرح ہے: ''عن ابن جریج قال: قال عطاء: ان توضأ رجل ففرغ من بعض اعضاء ه وبقی بعض فأحدث، وضوء مستقبل،، اور مخطوطہ نسخے میں یہی حدیث اس طرح ہے ''عن ابن جریج قال: قلت لعطاء: ان توضأ رجل ففرغ من بعض اعضاء ه و بقی بعض فأحدث، قال: علیه وضوء مستقبل ''اور یہی درست ہے۔

دوسری بات یہ کہ قلمی نسخے میں ابواب کو ترتیب وار اور حدیثوں کو موضوعِ باب کی مناسبت سے ذکر کیا گیا ہے، جب کہ مطبوعہ نسخے میں ایسا نہیں کیا گیا، کیوں کہ ''باب القول إذا فرغ من الوضوء'' کے تحت وضوء المقطوع کی احادیث کو اور ''باب وضوء المقطوع'' کے تحت اُن حدیثوں کو ذکر کیا گیا ہے، جو وضو سے فارغ ہونے سے متعلق ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ مطبوعہ نسخے میں اضطراب ہے، دیکھیے [حبیب الرحمٰن] اعظمی صاحب کی تحقیق والے مطبوعہ نسخے [۱/ ۱۸۵] میں، لیکن ''ایمن ازہری صاحب'' نے اپنی تحقیق میں اس غلطی کا ازالہ کر دیا ہے (اور دونوں حدیثوں کو متعلقہ باب کے تحت کر دیا ہے)۔

[۹] مخطوطہ نسخے میں [ایک راوی] نعیم بن ہبار ہے، جب کہ مطبوعہ نسخے [۱۰/ ۱۸۷] میں نعیم بن حمار ہے، اور ان کو ''ابن حمار'' بھی کہا جاتا ہے، ابن ہبار، ابن ہمار، ابن ہدار اور ابن خمار کے اقوال بھی ہیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ نعیم بن ہمار ہیں، ابن ابی حاتم نے ''الجرح والتعدیل'' میں ایسا ہی کہا ہے اور امام ابن حجر عسقلانی نے ''الاصابہ [۱۰/ ۱۸۷]'' میں اس کی تائید کی ہے۔ دیکھیں! باب المسح علی الخفین و العمامة [حدیث نمبر ۷۳۷]۔

[۱۰] نسخۂ مطبوعہ کے ''باب المسح علی الخفین'' کی حدیث نمبر ۷۶۲ کے الفاظ اس طرح ہیں [فلم ارجع الیہ شیئا] لیکن قلمی نسخے میں [فلم ارجع الیہ فی شیئی فی شأن الخفین] کے الفاظ ہیں، اور یہی صحیح ہے۔

پھر یہ کہ مخطوطہ نسخے کا ہر صفحہ سولہ سطروں پر مشتمل ہے، سوائے پہلے صفحہ کے، کیوں کہ اس میں ۱۳/ سطریں ہیں، اور درمیان کے کچھ صفحات بھی ۱۳/ سطروں پر مشتمل ہیں، جزء اول کا مقابلہ کرتے وقت مجھے اس [قلمی] نسخے میں ایک بھی تحریر غلط نہیں ملی اور ہر سطر میں کلمات

کی تعداد ۱۱/ سے ۱۳/ تک ہے۔ اِس مخطوطے کا مطالعہ کرنے سے یہ تحقیقی باتیں میرے سامنے آئیں ہیں، مجھے اس نسخے کے تعلق سے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہے، [البتہ] یہ ایک کامل نسخہ ہے، اس وقت اس کی صرف دو جلدیں [اول و دوم] میرے پاس ہیں، باقی فیصلہ قارئینِ کرام اور اہلِ تحقیق حضرات فرمائیں گے۔

میں اس امید پر یہ جزءِ مفقود، ان کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ ہر عزیز قاری دورانِ مطالعہ اسے نئی چیز محسوس کرے گا، اللہ ہی مقصد کو پورا کرنے والا ہے، وہی بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔

سوانحِ حضرت امام عبدالرزق صنعانی

(۱) رضی اللہ تعالی عنہ

اسمِ گرامی:

امام حافظ ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری صنعانی یمانی، ثقہ حفاظِ حدیث میں سے ایک اور صاحبِ تصانیف محدث ہیں۔

ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶ھ میں [یمن کی راجدھانی] صنعا کے ایک علم وفضل والے دین دار گھرانے میں ہوئی، آپ کے والدِ بزرگ وار یمن کے ایک نیک اور پرہیز گار انسان تھے جنھیں ساٹھ سے زائد مرتبہ حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ یمن ہی میں پروان چڑھے اور اپنے والدِ محترم حضرت ہمام بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم حاصل کیا اور حضرت معمر بن راشد کی صحبتِ بافیض میں سات سال رہ کر اپنی علمی پیاس بجھائی، پھر مزید زیورِ علم سے آراستہ ہونے اور تجارت کرنے کی غرض سے آپ نے حجاز، شام اور عراق کا سفر کیا۔

اساتذۂ کرام:

حضرت امام عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وقت کے بڑے بڑے

علمائے کرام سے اکتسابِ علم کیا اور ان سے احادیث روایت کی اور ائمۂ کرام سے اخذِ حدیث کرنے کے لیے دور دراز شہروں کا سفر کیا۔ آپ کو مندرجہ ذیل محدثین سے روایات لینے کا شرف حاصل ہوا۔

❁ امام حافظ معمر بن راشد ازدی ابو عروہ بن ابو عمر بصری، نزیلِ یمن:

حضرت ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے [آپ کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے] فرمایا: حضرت امام معمر بن راشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، کم سنی میں حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم حاصل کیا اور ان کے جنازہ میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی (۲) حضرت معمر بن راشد کی سند چھ ایسے محدثین تک پہنچتی ہے کہ آپ نے ان کا زمانہ بھی پایا اور ان کی حدیثیں بھی لکھیں، میں نہیں جانتا کہ سوائے معمر کے یہ شرف کسی اور کے حصے میں آیا ہو، وہ چھ حضرات یہ ہیں۔ حجاز سے امام زہری اور حضرت عمر بن دینار۔ کوفہ سے حضرت ابو اسحٰق اور امام اعمش۔ بصرہ سے حضرت قتادہ اور یمامہ سے حضرت یحییٰ بن ابو کثیر رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال رمضان المبارک ۱۵۴ھ میں ہوا۔ (۳)

❁ حافظ امام ابو عبداللہ سفیان بن سعید ثوری کوفی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے میں دنیا بھر کے علمائے کرام ومشائخِ عظام کے سردار وامام تھے۔ آپ کی حدیثوں کو صحاحِ ستہ کے مؤلفین نے اپنے اپنے دیوانوں میں جمع فرمایا ہے، آپ کے شیوخ کی تعداد ۶۰۰ تک بتائی جاتی ہے، اور جہاں تک آپ کے شاگردوں کا سوال ہے، تو ان کی تعداد بیس ہزار سے بھی زائد ہے۔

آپ کے بارے میں حضرت حافظ ابو بکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''کان اماما من أئمة المسلمین ،و علما من أعلام الدین ، مجمعا علی امانته بحیث یستغنی عن تزکیته مع الإتقان و الحفظ و المعرفة و الضبط و الورع و الزهد توفی رحمه الله بالبصرة سنة إحدی و ستین و مائة''

ترجمہ: آپ مسلمانوں کے امام اور دین کی عبقری شخصیت تھے، آپ کی امانت و صداقت پر اِس طرح اجماع منعقد ہے کہ [اس کے بعد] آپ اپنے تزکیہ وتوصیف سے بے نیاز ہیں [کسی کے محتاج نہیں ہیں]، ضبط واتقان، علم ومعرفت اور زہد وتقویٰ کے پیکر تھے۔ بصرہ میں ۱۶۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔(۴)

❁ امام حافظ ابو محمد سفیان بن عیینہ کوفی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت کم سنی میں علم حدیث حاصل کیا، اکابر محدثین سے ملاقات کی، اوران کے علم سے خوب فیض یاب ہوئے، ضبط واتقان کے ساتھ حدیثیں جمع فرمائیں اور ایک زمانہ کو سیراب کیا، ان کی بارگاہ میں مخلوق کا ازدحام رہا کرتا تھا، سندِ عالی ان تک منتہی ہوئی اور مختلف بلاد وامصار سے ان کی جانب شدِّ رحال [سفر] کیا گیا۔

آپ کے بارے میں حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''ما رأیت أحداً من الناس فیه من آلة العلم ما فی سفیان بن عیینة و ما رأیت أحدا أکفأ عن الفتیا منه''

ترجمہ: میں نے کسی ایسے انسان کو نہیں دیکھا جس کے اندر سفیان بن عیینہ جیسا علم

ہو، اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو دیکھا جس کا فتویٰ ان سے زیادہ قابل اعتماد ہو۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال رجب ۱۹۸ھ میں ہوا، اور مقامِ حَجُون میں تدفین ہوئی۔(۵)

❁ امامِ مدینہ صاحبِ مؤطا شیخ الاسلام حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی، اسی سال خادمِ رسول، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی، ۱۳ سال کی عمر میں زیورِ علم سے آراستہ ہوکر مسندِ افتا کو رونق بخشی، اور ۲۱ سال کی عمر میں نفعِ خلائق کے لیے محفلِ درس قائم کیا، آفاقِ عالم سے طالبانِ علوم نبویہ آپ کا قصد کر کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یوشک أن یضرب الناس أکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون أحداً أعلم من عالم المدینة''

ترجمہ: عن قریب لوگ علمِ دین حاصل کرنے کے لیے اونٹوں پر سوار ہوکر سفر کریں گے، لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ جان کار کسی کو نہیں پائیں گے۔(۶)

مروی ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ''**عالم المدینة**'' سے کون مراد ہے؟ انھوں نے جواباً ارشاد فرمایا: اس سے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ آپ کا انتقال ربیع الاول ۱۷۹ھ میں ہوا، جنت البقیع آپ

کا مدفن ہے۔ (۷)

❁ امام حافظ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی مکی:

آپ صاحب تصانیف بزرگ ہیں، ایک قول یہ ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے علم کو مدون کیا، حضرت عطا، حضرت عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع اور عکرمہ وغیرہم محدثین سے روایتِ احادیث کا شرف حاصل کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ۔آپ کی روایتیں صحاحِ ستہ، مسند احمد بن حنبل، معجم طبرانی اور اجزا میں بکثرت موجود ہیں، آپ شب زندہ دار عابد تھے۔

حضرت امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''نظرت فإذا الإسناد یدور علی ستة''

ترجمہ: جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اسانید چھ محدثین پر گردش کرتی ہیں۔

پھر ان کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

اِن محدثین کا علم، علم کی تدوین کرنے والے اصحاب تک پہونچی، انھی میں سے حضرت امام عبدالملک بن جریج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، ان کی کنیت ابوالولید ہے، ۱۴۹ھ میں وصال ہوا۔ (۸)

❁ امام حافظ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک حنظلی مروزی:

آپ ایک عبقری شخصیت اور اپنے وقت کے سید الاتقیاء [تمام پرہیزگاروں کے سردار] تھے، حرمین شریفین، شام، مصر، عراق، جزیرہ اور خراسان کا سفر کیا اور بے شمار مقامات پر علمِ حدیث کی خدمات انجام دی، آپ کی احادیث کے حجت ہونے پر اجماع منعقد ہے اور

وہ مسانید واصول میں پھیلی ہوئی ہیں، آپ نے بہت سی نفع بخش کتابیں تصنیف کی ''کتاب الزھد والرقائق اور کتاب الجھاد والمسند'' آپ کی اہم تصانیف ہیں۔

آپ کے بارے میں حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''ھو امام عصرہ فی الآفاق و أولاھم بذٰلک علماً وزھداً وشجاعةً و سخاءً''

ترجمہ: آپ روئے زمین پر اپنے زمانہ کے سب سے بڑے امام تھے اور علم وفضل، زہد وتقویٰ، شجاعت وبہادری اور جود وسخاوت میں ان سب سے بڑھ کر تھے۔

رمضان ۱۸۱ھ میں نہرِ فرات کے قریب ''ہیت'' نامی شہر میں وصال ہوا، قبر مبارک مرجعِ عوام وخواص ہے۔ (۹)

❁ امام ابوعمرو بن عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانہ میں فقہ وحدیث میں اہلِ شام کے [مسلّم] امام تھے، نیک، فاضل، عیوب سے پاک اور کثیر علم والے تھے، آپ کا مستقل مشہور [فقہی] مذہب تھا، جس پر شام واندلس کے فقہاے کرام نے ایک طویل زمانہ تک عمل کیا، پھر وہ ناپید ہوگیا.

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، جب یہ دونوں چلے گئے تو انھوں نے فرمایا: اِن دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے زیادہ علم والا ہے، لیکن ایک امامت کی اہلیت نہیں رکھتے، جب

کہ دوسرے [امامِ اوزاعی] امامت کی اہلیت رکھتے ہیں ۔ ۱۵۷ھ میں آپ کا وصال ہوا(۱۰)

امامِ زاہد حضرت فضیل بن عیاض بن مسعود تمیمی خراسانی:

آپ حرمِ خدا کے مجاور اور دنیا کے [گنے چنے] صلحا وزہاد میں سے ایک تھے، آپ سمرقند میں پیدا ہوئے اور کتابتِ حدیث کا شرف کوفہ میں حاصل کیا، پھر مکۂ مکرمہ تشریف لائے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے، ۱۸۷ھ میں مکہ ہی میں انتقال ہوا (۱۱)

فقیہ ومحدث عالمِ حمص ابو یزید ثور بن یزید کلاعی حمصی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظِ حدیث اور صاحبِ ضبط و اتقان ہیں، صحیح بخاری شریف میں آپ کی احادیث سندِ عالی کے ساتھ مروی ہیں۔ ۱۵۳ھ میں وفات ہوئی۔(۱۲)

حضرت امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیوخ میں سے ''حضرت اسرائیل بن یونس بن ابو اسحاق سبیعی کوفی، حضرت جعفر بن سلیمان ضبعی، حضرت زکریا بن اسحاق مکی، حضرت معتمر بن سلیمان، حضرت ابوبکر بن عیاش داؤد بن قیس فرّاء'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اساتذہ ہیں جن کے ذکر سے گفتگو کافی طویل ہو جائیگی۔

تلامذۂ خوش بخت:

حضرت امام عبد الرزاق سے خلقِ کثیر [کثیر محدثین] نے حدیثیں روایت کی ہیں، ان سب کی تفصیل کو قیدِ تحریر میں لانا [بہت] دشوار ہے؛ لہٰذا مشاہیر کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہِ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال [جاں کاہ] بھی اسی سَن میں ہوا، ۱۵ سال کی عمر میں علمِ حدیث حاصل کیا، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں بغداد سے نکلا، تو میں نے اپنے پیچھے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا جو فضل وکمال، علم وفقہ اور زہد وتقویٰ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑھ کر ہو۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ربیع الاول ۲۴۱ھ میں ہوا، وقتِ وصال یہ وصیت کی کہ ان کی آنکھوں اور زبان پر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک رکھ دیے جائیں! چناں چہ وصیت پر عمل ہوا اور ان کی آنکھوں اور زبان پر موئے مبارک رکھ دیے گئے۔(۱۳)

امام اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی ابو یعقوب مروزی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''ابن راہویہ'' کے نام سے معروف ہیں۔ ائمۂ مسلمین اور علمائے دین میں سے ایک، اور حفاظِ حدیث کے سردار ہیں، فقہ وحدیث، حفظ وصداقت اور زہد وتقویٰ کے جامع تھے، ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور عراق، حجاز، یمن اور شام وغیرہ کا سفر کیا، امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بخدا اگر حضرت امام اسحاق ابن راہویہ، تابعینِ کرام کے زمانے میں ہوتے تو وہ لوگ ان کے حفظ واتقان اور علم وفقہ کا اقرار کرتے۔ ۲۳۸ھ میں انتقال ہوا۔(۱۴)

امام ابو زکریا یحیی بن معین بن عون مصری بغدادی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے میں محدثین ومشائخ کرام کے امام وسردار تھے

اور ہم عصروں میں امتیازی شان رکھتے تھے۔ ۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ حافظ ابوبکر الخطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''کان ضابطا عالما حافظا ثبتا متقنا''

ترجمہ: آپ ضابط، متقن، حافظ، عالم اور امام تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ۲۳۳ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کو [یہ سعادتِ کریمہ بھی حاصل ہوئی کہ] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تختوں پر غسل دیا گیا۔ (۱۵)

۞ امام ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جعفر بصری:

یہ عروہ بن عطیہ سعدی کے آزاد کردہ غلام تھے اور ''ابن مدینی'' کے نام سے معروف تھے، کثیر تصانیف اور زبردست علم کے مالک تھے۔ ۱۶۱ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں حضرت ابوحاتم رازی نے فرمایا: امام ابن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں میں حدیث وعلل کی معرفت کی علامت تھے، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از راہِ تعظیم ان کا نام نہیں لیتے تھے، بلکہ انھیں ہمیشہ ان کی کنیت سے پکارتے تھے، میں نے کبھی بھی امام احمد بن حنبل کو ان کا نام لیتے نہیں سنا، ۲۳۴ھ میں مقامِ سامرا میں انتقال ہوا (۱۶)

۞ امام ابوعثمان عمرو بن محمد بن بکیر ناقد بغدادی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چیدہ حفاظِ حدیث میں سے تھے، آپ سے، حضرت امامِ بخاری، حضرتِ امامِ مسلم، حضرتِ امامِ ابوداؤد، حضرتِ امامِ ابوزرعہ اور حضرتِ امامِ ابوحاتم وغیرہم محدثین نے حدیثیں روایت کی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ بغداد میں ۲۳۲ھ میں وصال ہوا۔ (۱۷)

۞ امام ابوبکر احمد بن منصور بن سیار رمادی بغدادی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ ضبط و اتقان حافظِ حدیث تھے، آپ نے اپنی کتابوں میں حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ نے اپنی تاریخ میں فرمایا: ۲۰۴ھ میں مجھے امام عبدالرزاق سے سماعتِ حدیث کا شرف حاصل ہوا۔ ''المسند الکبیر'' آپ ہی کی تصنیف ہے۔ ابن مخلد نے فرمایا: رمادی جب بیمار ہوتے، تو انھیں اس وقت شفا ملتی جب لوگ ان کے سامنے احادیث پڑھتے۔ ۲۶۵ھ میں انتقال ہوا۔ (۱۸)

۞ حافظ ابوبکر محمد بن ابان بن وزیر بلخی:

یہ ''حمدویہ'' کے نام سے معروف ہیں، تقریباً ۱۳ر سال کی طویل مدت تک حضرتِ امامِ وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس رہ کر احادیث لکھیں، حضرت عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہمارے پاس بلخ سے محمد بن ابان نامی ایک صاحب آئے، میں نے اپنے والد گرامی سے ان کے بارے میں دریافت کیا، انھوں نے ان کو پہچان کر بتایا کہ جب ہم امام عبدالرزاق کے پاس [رہ کر حدیثیں لکھتے] تھے، تو یہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ تو ہم نے اُن سے حدیثیں روایت کیں۔ بلخ میں ۲۴۵ھ میں وصال ہوا۔ (۱۹)

حضرت احمد بن ازہر نیشاپوری، حضرت ابومسعود احمد بن فرات رازی، حضرت احمد بن فضالہ نسائی، حضرت حسن بن علی خلال، حضرت اسحاق بن منصور کوسج اور حضرت محمد بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے دوسرے بہت سے محدثین نے حضرت امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے [شرفِ تلمذ حاصل کیا اور ان سے] احادیث روایت کی۔

حضرت امام عبدالرزاق محدثین کی نظر:

حضرت امام ابوزرعہ دمشقی، حضرت ابوالحسن بن سمیع کی روایت سے، حضرت احمد بن صالح مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے (امام احمد) ابن حنبل سے پوچھا:

''رأیت احدا احسن حدیثا من عبدالرزاق؟ قال: لا''

ترجمہ: کیا آپ نے امام عبدالرزاق سے بہتر محدث دیکھا ہے؟ تو آپ نے نفی میں جواب دیا.

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: امام عبدالرزاق ثقہ اور معتمد علیہ راویوں میں سے ایک ہیں۔

امام ابوبکر اثرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا:

''حدیث عبدالرزاق عن معمر احب الیّ من حدیث هؤلاء البصریین''

ترجمہ: بروایت معمر، عبدالرزاق کی حدیث میرے نزدیک ان بصری محدثین کی حدیث سے زیادہ پسندیدہ ہے.

امام ابن عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: امام عبدالرزاق سے مختلف النوع کی بہت سی احادیث مروی ہیں، ثقہ ائمہ ومحدثین نے ان کی بارگاہ میں حاضری دی ہے اور ان سے حدیثیں لی ہیں، مگر بعض لوگوں نے انھیں تشیع کی جانب منسوب کیا ہے، کیوں کہ ان سے بابِ فضائل [اہلِ بیت کرام علیٰ جدهم و علیهم الصلاة و السلام] میں ایسی

حدیثیں مروی ہیں، جن کے متابعات نہیں ملتے، لیکن ان احادیث کو روایت کرنے سے زیادہ عظیم ان لوگوں کا امام عبدالرزاق کی مذمت کرنا ہے، کیوں کہ انھوں نے یہ احادیث دوسروں کے عیوب میں نہیں [بلکہ فضائلِ اہلِ بیت کرام میں] روایت کی ہیں۔ بہر حال بابِ صدق میں ان کے ثقہ ہونے کا ہمیں [ہم اہلِ سنت کو مکمل] یقین ہے۔

''سیر اعلام النبلاء'' میں امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے متعلق فرمایا:

''الحافظ الکبیر، عالم الیمن، الثقة الشیعی''

ترجمہ: امام عبدالرزاق حافظِ کبیر، عالمِ یمن اور ثقہ محدث ہیں، آپ کو تشیع کی جانب منسوب کیا گیا ہے [یعنی آپ، بابِ فضیلت میں حضرت علی مولائے کائنات کو، حضرت عثمان غنی پر فوقیت دیتے تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ مترجم]

اور ''المیزان'' میں فرمایا:

''أحد الاعلام الثقات'' ترجمہ: آپ ثقہ محدثین میں سے ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الثقات'' میں فرمایا:

''و کان ممن جمع و صنف و حفظ و ذاکر و کان ممن یخطئی إذا حدث من حفظه علی تشیع فیه''

ترجمہ: آپ حدیثیں جمع کرنے والوں، لکھنے والوں، حفظ کرنے والوں اور بیان کرنے والوں میں سے تھے اور جب یادداشت سے بیان کرتے تو خطا ہوجاتی تھی، علاوہ ازیں آپ متشیع [اہلِ بیتِ کرام سے والہانہ محبت کرنے والے] تھے.

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''التقریب'' میں فرمایا:

''ثقة حافظ مصنف شهیر عمی فی آخر عمره فتغیر و کان یتشیع''

ترجمہ: آپ ثقہ حافظِ حدیث اور مشہور مصنف تھے، عمر کے آخری دور میں بینائی چلی جانے کی وجہ سے حافظہ کمزور ہو گیا تھا اور آپ متشیع تھے۔

میں [عیسیٰ بن مانع] عرض کرتا ہوں کہ حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہلِ سنت و جماعت کے ایک بڑے امام ہیں، ان کا تشیع [یعنی اہلِ بیت کرام علی جدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام سے محبت کرنا] قابلِ ستائش ہے، مگر محبت میں آپ حدِّ شرع سے آگے نہیں بڑھے، کیوں کہ نہ ہی آپ نے [شیخینِ کریمین اور دیگر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر] سبّ وشتم کیا اور نہ ہی ان پر زبانِ طعن وملامت دراز کی۔

آپ کی تصنیفات:

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ امام عبدالرزاق نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں (۲۰):

[۱] السنن فی الفقه۔

[۲] المغازی۔

[۳] تفسیر القرآن۔ یہ تفسیر چار جلدوں پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر مصطفیٰ مسلم کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ الرشد کے ذریعہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔

[۴] الجامع الکبیر فی الحدیث المعروف بالمصنف۔ یہ وہی کتاب ہے، جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، اور استاذ شیخ حبیب الرحمٰن اعظمی [شیخ عیسیٰ مانع صاحب کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ مطبوعہ نسخے اور کئی قلمی نسخوں سے حدیثِ نوری کا غائب ہونا، شروع سے دس ابواب کا ساقط ہونا اور اسناد میں الٹ پھیر ہونا، محض اتفاق نہیں بلکہ

اِنھیں وہابی شیخ صاحب کی کارستانی ہے، انھوں نے مصنف کی تحقیق وتخریج نہیں کی بلکہ بنامِ تخریج احادیث کا اخراج کیا ہے، اگر حضرت، اِس کی وہابیت وگمراہیت سے آگاہ ہوتے تو ہرگز اس خائن کی تعریف نہ کرتے۔ مترجم] کی تحقیق کے ساتھ ''المجلس العلمی'' سے شائع ہو چکی ہے، یہ کتاب مع فہرست ۱۳/ جلدوں پر مشتمل ہے، اور ''ایمن نصر الدین ازہری'' کی تحقیق کے ساتھ ''دار الکتب العلمیة'' بیروت سے بھی شائع ہو چکی ہے اور مع فہرست ۱۲/ جلدوں پر مشتمل ہے۔

[۵] تذکیة الأرواح عن مواقع الفلاح۔

[۶] کتاب الصلاۃ۔

[۷] الأمالی فی آثار الصحابة۔ یہ ایک مختصر جز پر مشتمل ہے، اور یہ جز شیخ سید ابراہیم کی تحقیق کے ساتھ ''مکتبۃ القرآن'' سے شایع ہو چکا ہے۔

وفات:

حضرت امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم وفن اور تصنیف وتالیف سے بھری ہوئی زندگی گزارنے کے بعد، اپنے رب عزوجل سے جا ملے۔ آپ کی وفات ۱۵/ شوال المکرم ۲۱۱ھ میں ہوئی، آپ رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کی ۵۸/ بہاریں دیکھیں۔

خادمِ علمِ حدیث

ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری

سابق جنرل منیجر شعبۂ اوقاف وامور اسلامی، دبئی اور پرنسپل امام مالک شرعی کالج، دبئی

حدیثِ جابر پر لفظ و بیان کے رکیک ہونے کا الزام لگانے والوں کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّل الخلق ہونے پر دلالت کرنے والی حدیثِ جابر کے الفاظ کے رکیک [کمزور] ہونے پر ہمارے زمانے کے بعض [نام نہاد] محدثین نے کافی کچھ کلام کیا ہے، ان محدثین کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے میں [عیسیٰ مانع حمیری] عرض کرتا ہوں:

قدیم وجدید علمائے کرام ومحدثینِ عظام نے اپنی اپنی تصنیفات وتالیفات میں وضاحت فرمائی ہے کہ کسی بھی حدیث کو محض لفظ ومعنیٰ کی رکاکت [کمزوری] کی وجہ سے رد نہیں کیا جاسکتا، اس کے لیے ان حضرات نے اپنی کتابوں میں چند شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔

چناں چہ حافظ بغدادی اپنی کتاب ''کتاب الکفایة فی علم الروایة'' [ص: ۵۱] میں فرماتے ہیں:

قسم ثانی [یعنی جس کے فساد کا علم ہو] کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ احادیث ایسی ہوں کہ عقلیں ان کے موضوع کے صحیح ہونے اور ان میں بیان کردہ دلائل سے اِبا (انکار) کریں، مثلاً وہ اجسام کے قدیم ہونے یا صانعِ عالم کی نفی کی خبر دیں، یا اس کے معانی ایسے ہوں جنھیں آیتِ قرآنیہ، سنتِ متواترہ یا اجماعِ امت رد کردیں، یا اس [حدیث] نے دین

کے کسی حکم کا علم مکلفین پر لازم قرار دیا ہو اور اس سلسلہ میں [کسی کا] کوئی بھی عذر قبول نہ کیا ہو، تو جب کوئی حدیث اس طرح سے وارد ہو، اور علم کو بداہۃً یا استدلالاً ثابت نہ کرے، تو اس کے بطلان [باطل ومردود ہونے] کا یقین کر لینا چاہیے: کیوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کسی ایسے امر کا جاننا لازم نہیں کرتا جو کسی خبرِ منقطع سے معلوم ہو اور وہ خبر اِس قدر ضعیف ہو کہ اس کی صحت نہ بداہۃً معلوم ہو نہ کسی دلیل کے ذریعہ۔ اور اگر علمِ الٰہی میں ہوتا کہ بعض ضروری عبادات کے بارے میں وارد روایات ضعف کے اِس درجے کو پہنچی ہوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس حکم کے علم کی فرضیت کو ساقط کر دیتا، یا روایت کسی امرِ عظیم یا بڑی خبر کے بارے میں ہو، مثلاً شہر کے تمام باشندوں کا امام کے خلاف بغاوت کرنا یا دشمن کا موسمِ حج میں حاجیوں کو خانۂ کعبہ سے روک دینا، تو یہاں اِس طرح کی [عمومی] روایت کا نہ ہونا بلکہ غیر یقینی خاص روایت کا ہونا خود ہی اُس کے فساد کی دلیل ہے؛ کیوں کہ عادۃً ایسے مواقع پر روایات کثیر ہوتی ہیں۔

حضرت امام ابن صلاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقدمۂ ابن الصلاح [ص: ۸۹] میں فرمایا:

ایسی لمبی لمبی حدیثیں وضع کی گئیں ہیں جن کے الفاظ ومعانی کی رکاکت اُن کے موضوع وباطل ہونے پر شاہد [گواہ] ہے۔ [مقدمۂ ابن صلاح، ص: ۸۹]

حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''النکت علی ابن الصلاح'' میں ان پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

اس پر یہ اعتراض ہے کہ لفظ کا رکیک [ہلکا اور کمزور] ہونا حدیث کے موضوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا، کیوں کہ روایت بالمعنیٰ جائز ہے، [اگر رکاکت حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل ہوتی تو روایت بالمعنیٰ جائز نہ ہوتی، حالاں کہ ایسا نہیں ہے] ہاں اگر

راوی صراحت کر دے کہ الفاظِ حدیث یہی ہیں، اور وہ الفاظ فصاحت سے گرے ہوئے ہوں، یا اُن میں اعرابِ نحوی کی [غلطی ہو، اور تاویل کی] کوئی صورت نظر نہ آتی ہو، تو یہ اس کے موضوع ہونے پر دال ہوگا۔

ظاہر یہ ہے کہ مؤلف کا مقصد یہ ہے کہ تنہا لفظ کی رکاکت [حدیث کے] موضوع ہونے پر دلالت نہیں کرتی، جس طرح تنہا معنیٰ کی رکاکت حدیث کے موضوع ہونے پر دلالت کرتی ہے؛ بلکہ ان کے کلام کا ظاہر یہی ہے کہ لفظ اور معنیٰ دونوں کی رکاکت حدیث کے موضوع ہونے پر دلالت کرتی ہے، لیکن اس پر یہ اعتراض ہوگا کہ کبھی لفظ فصیح ہوتا ہے اور معنیٰ رکیک [تو ایسی حدیث کو موضوع ہونا چاہیے اس لیے کہ معنی کی رکاکت بقولِ شما حدیث کی موضوعیت پر دلالت کرتی ہے، ہم جواب دیں گے کہ] اس کا وجود شاذ و نادر ہے، اور [صحیح قول یہ ہے کہ] رکاکتِ معنی تنہا وضع پر دلالت نہیں کرے گی، برخلاف اس صورت کے جب کہ دونوں جمع ہوجائیں۔ یہ قول قاضی باقلانی کی پیروی میں کہا گیا ہے۔

[النکت لابن حجر، ج: ۲، ص: ۸۴۴۔ و توضیح الأفکار للإمام الصنعانی، ج: ۲، ص: ۹۳]

حضرت علامہ امام عبدالحئ لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

جب محدثین عظام ''ھٰذا حدیث صحیح یا حسن'' [یہ حدیث صحیح یا حسن ہے] کہیں، تو میرے نزدیک اُن کی مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ حکم اسناد کے ظاہر کے اعتبار سے ہے، ان کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ [قائل کو] اس کی صحت کا یقین ہے، کیوں کہ ثقہ سے بھی خطا ونسیان ممکن ہے، اسی طرح جب وہ ''ھٰذا حدیث ضعیف'' [یہ حدیث ضعیف ہے] کہیں، تو ان کی مراد یہی ہوتی ہے کہ ہمیں اس حدیث میں صحت کے شرائط [شرطیں] نہ مل سکیں، ان

کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ یہ حدیث نفس الامر میں غلط ہے، اس لیے کہ ہوسکتا ہے کہ کاذب [جھوٹ بولنے والے] نے سچ کہہ دیا ہو، اور کثیر الخطاء [بہت غلطیاں کرنے والے] نے درست کہا ہو، یہی صحیح قول ہے، اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، اسی طرح ''شرح الالفیة للعراقی'' میں ہے۔ [الرفع والتکمیل، ص: ۱۳۶ و شرح الالفیة للعراقی، ج: ۱، ص: ۱۵]

حضرت علامہ محدث سید شیخ احمد بن صدیق غمازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب ''فتح الملک العلی بصحة حدیث باب مدینة العلم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں فرمایا:

حدیث کے منکر اور بے اصل ہونے کی معرفت چند امور سے حاصل ہوتی ہے، ان میں سے کچھ امور ایسے ہیں، جن کی معرفت ہر علمِ حدیث کے جان کار کو رہتی ہے، جیسے لفظ و معنیٰ کا رکیک ہونا، مجازفات وخرافات [ڈینگوں اور لایعنی باتوں] پر مشتمل ہونا، معمولی گناہ پر وعیدِ شدید اور تھوڑے عمل پر ثوابِ عظیم کی بشارت وغیرہ، ان سب کا ذکر موضوعات اور اصولِ حدیث کی کتابوں میں ہے، اور کچھ امور ایسے خفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں جن کا ادراک ماہرینِ فن ہی کر سکتے ہیں، ان میں دو امر زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

امرِ اول:

مجہول یا مستور راوی کا [اپنی روایت میں] منفرد ہونا، یا ایسے شخص کا [اپنی روایت میں] منفرد ہونا جو حفظ وشہرت کے ایسے مقام تک نہ پہنچا ہو کہ اپنے ساتھ اس حدیث کے تفرد کو برداشت کر سکے، جس میں یا جس کی اصل میں دوسرے راوی کا اس کے ساتھ شریک

ہونا ضروری ہو، خواہ یہ تفرد مطلقاً ہو یا مشہور حافظِ حدیث شیخ کی جانب نسبت کرتے ہوئے ہو، جیسا کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں فرمایا: جو راوی اپنی روایت میں منفرد ہو، اس کے بارے میں علماے حدیث کا موقف یہ ہے کہ اس شخص کی بعض احادیث کو ثقہ اور حفاظ راویوں نے بھی روایت کیا ہو، اور انھوں نے کسی حدیث میں اس کی موافقت کی ہو، اس شرط کے پائے جانے کے بعد اگر وہ منفرد راوی اپنی حدیث میں بعض الفاظ کو زیادہ روایت کرتا ہے جس کو اس کے دوسرے معاصرین روایت نہیں کرتے، تو اس کی اس زیادتی قبول کی جائے گی۔

اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً حضرت امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والے کثیر التعداد حفاظ ہیں، اسی طرح حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرنے والوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے، ان دونوں اماموں کی احادیث بہت مشہور ہیں، اور ان کے شاگردوں نے بھی ان کی اکثر روایات کو بالاتفاق روایت کیا ہے، اب اگر کوئی شخص ابن شہاب زہری یا ہشام بن عروہ دونوں یا ان میں سے کسی ایک سے کوئی ایسی حدیث روایت کرے جس کو ان کے شاگردوں میں کوئی اور شخص بیان نہیں کرتا اور یہ شخص ان راویوں میں سے بھی نہیں ہے جو صحیح روایات میں ان کے شاگردوں کا شریک رہا ہو، تو ایسی صورت میں اس شخص کی روایت کو قبول کرنا جائز نہیں انتھی کلامہ۔

اسی وجہ سے آپ محدثینِ کرام کو دیکھتے ہیں کہ وہ یہ کہہ کر راوی کو ضعیف قرار دیتے ہیں:

''أتیٰ بأحادیث لا یتابع علیھا أو ینفرد و یغرب عن الثقات و نحو ھٰذا من العبارات''

ترجمہ: اس راوی کی لائی ہوئی حدیثوں کی متابعت نہیں کی گئی، یہ راوی اپنی حدیث میں منفرد ہے اور ثقہ راویوں سے احادیثِ غریبہ روایت کرتا ہے۔

حتیٰ کہ [کبھی کبھی] یہ حضرات ایسی صحیح و متواتر احادیث کے راوی پر بھی ضعف یا کذب ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں، جن کی اسناد میں کچھ بھی غرابت نہیں ہوتی اور نہ ان [احادیث] کا راوی ان کی روایت میں منفرد ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''**غرائب مالک**'' میں ''**لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلٰث**'' کے بارے میں فرمایا: **ھٰذا باطل** [یہ باطل ہے]۔ اسے امام دارقطنی نے بطریق ابوداؤد و ابراہیم بن فہد عن قعنبی عن مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث ''**البحر ھو الطھور ماءہ الحل میتتہٗ**'' کے بارے میں بھی کہا: **ھٰذا باطل بھٰذا الاسناد** [یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے] اسے انھوں نے بطریق احمد بن عمر بن زنجویہ عن ہشام بن عمار عن مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اسی طرح اس حدیث ''**صلاۃ فی مسجدی ھٰذ أفضل من ألف صلاۃ**'' [میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز ادا کرنا دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے] کے بارے میں فرمایا: **الحدیث لا یثبت بھٰذا الاسناد و أحمد بن محمد مجھول** [یہ حدیث اس سند سے ثابت نہیں اور احمد بن محمد مجہول راوی ہیں] اسے انھوں نے بطریق احمد بن محمد بن عمران عن عبد اللہ بن نافع الصانع عن مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اسی طرح انھوں نے اس حدیثِ پاک ''**اتقوا النار و لو بشق تمرۃ**'' [دوزخ کے عذاب سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے ہی سے کیوں نہ ہو] کے بارے میں کہا: **ھٰذا**

منکر بھذا الاسناد لا یصح [اس سند سے یہ حدیث منکر ہے اور مرتبۂ صحت پر فائز نہیں ہے] اس حدیث کو انھوں نے بطریق الحسن بن یوسف عن بحر بن نصر عن ابن وہب عن مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور جب حافظ عراقی نے ''**ذیل المیزان**'' میں اسے درج کیا، تو آخر میں لکھا: حسن بن یوسف کے علاوہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، کیوں کہ یہ عمداً یا سہواً متہم بالکذب ہے۔

حالاں کہ یہ تمام حدیثیں صحیح [مرتبۂ صحت پر فائز] ہیں، حدیثِ بحر کو چھوڑ کر باقی سب کی تخریج صحیحین میں کی گئی ہے، اور حدیثِ بحر کی تخریج مؤطا میں کی گئی ہے، اور یہ متعدد سندوں سے مروی ہے، جس کی وجہ سے بعض محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امرِ دوم: علامہ ابنِ دقیق نے فرمایا: حدیث کا اصولِ شرع اور ثابت شدہ نقل کے مخالف ہونا، جیسا کہ حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی محدث کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا: جب تم کسی حدیث کو عقل یا نقل یا اصولِ [شرع] کے مخالف دیکھو، تو اس کے موضوع ہونے کا یقین کرلو۔

تو جب محدثینِ کرام کسی حدیث کو اس طرح [کی کیفیت پر] پاتے ہیں، تو اس پر موضوع ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں، اگرچہ اس کے تمام رجال [راوی] ثقہ ہوں، اگرچہ [صحاح ستہ میں سے کسی] صحیح میں اس کی تخریج کی گئی ہو، جیسے وہ حدیث جسے حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے بطریق عکرمہ عن عمار عن ابی زمیل عن عبداللہ ابن عباس روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: مسلمان ابوسفیان کی طرف دیکھتے تھے اور نہ ہی انھیں اپنے پاس بٹھاتے تھے، انھوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے تین خوبیاں دی گئیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ہاں، انھوں نے عرض کیا: میرے پاس عرب کی سب سے خوب صورت عورت یعنی ام حبیبہ بنت ابوسفیان ہے، یارسول اللہ [فداک ابی وامی، آپ] اسے اپنی زوجیت میں قبول فرمالیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

یہ حدیث خبرِ متواتر کے خلاف ہے، کیوں کہ تواتر سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس وقت نکاح فرمایا تھا جب کہ حضرت ابو سفیان نے اپنے اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا، مؤرخین اور سیرت نگاروں کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اسی وجہ سے ابن حزم اور محدثین کی ایک جماعت نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے۔

بعض محدثین نے اس حدیث کی تاویل میں متعدد جوابات دیے ہیں، لیکن وہ [جوابات] سننے کے بھی قابل نہیں [چہ جائے کہ ان کا جواب دیا جائے] ابن قیم نے ''**جلاء الافھام**'' میں ان تمام جوابات کو ذکر کرکے ان کے باطل ہونے کو ثابت کیا ہے۔

حق یہی ہے کہ یہ [حدیث] باطل اور موضوع ہے، راوی سے غلطی ہوگئی ہے، اس میں قصد وارادہ کا دخل نہیں ہے۔ اس طرح کی موضوع روایتیں صحیحین [بخاری ومسلم] میں [بھی] موجود ہیں، جیسا کہ حافظ شمس الدین ابن جزری نے ''**المصعد الاحمد**'' میں ابن تیمیہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: موضوع سے مراد وہ حدیث ہے جس کی خبر کی نفی کا علم یقینی ہو، اگرچہ اس کے راوی نے عمداً [جان بوجھ کر] کذب [جھوٹ] نہ کہا ہو، بلکہ اس سے غلطی ہوگئی ہو، اس طرح کی [موضوع] احادیث مسانید میں بلکہ سننِ ابوداؤد اور سننِ نسائی میں بھی موجود ہیں، اور صحیح بخاری ومسلم کی بعض احادیث میں ایسے الفاظ ہیں جو زائد اور موضوع ہیں۔ **انتھیٰ کلامہٗ۔**

اس کی دوسری مثال شبِ اسرا والی وہ حدیث ہے جسے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بسند شریک روایت کیا ہے ،اس میں ایسے باطل اضافے ہیں، جو جمہور محدثینِ کرام کی روایت کردہ احادیث کے خلاف ہیں،لیکن امام مسلم نے صرف سند بیان کی اور الفاظِ حدیث بیان نہیں کیے۔

تیسری مثال وہ حدیث ہے جسے حضرت امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ:

قیامت کے دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے [عرفی] باپ [یعنی چچا] آزر کے چہرہ پر گرد وغبار دیکھیں گے،تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے میرے رب !تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو قیامت کے دن مجھے رسوا نہیں کرے گا،تو آج اپنے [عرفی] باپ [چچا آزر] کی وجہ سے مجھے کیوں رسوا کیا جارہا ہے؟ الخ

اس پر محدثین نے طعن کیا ہے کہ یہ حدیث اس آیتِ کریمہ کے خلاف ہے۔[لہذا موضوع ہے]:

"وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ" [توبہ: ۱۱۴]

ترجمہ: اور ابراہیم کا اپنے [عرفی] باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب جو اس سے کر چکا تھا، پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے تنکا توڑ دیا۔[کنزالایمان]

اسماعیلی نے فرمایا: اس حدیث کی صحت میں اس جہت سے نظر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ خلفِ وعد نہیں فرماتا،تو یہ جانتے ہوئے وہ اپنے

باپ [چچا] کو دیکھ کر رسوا کیسے ہوں گے؟ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "فتح الباری شرحُ البخاری" میں سورۂ شعرا کی تفسیر میں اس کا جواب دیا ہے۔

اسی طرح حضرت یعقوب بن سفیان نے زید بن خالد جہنی کی اس حدیث پر کہ "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے حذیفہ! بخدا میں منافقین میں سے ہوں" طعن کرتے ہوئے فرمایا: یہ محال ہے۔لیکن ان کا یہ طعن کرنا درست نہیں ، کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ جملے غلبۂ خوف کے وقت صادر ہو گئے تھے، یا انھوں نے ایسا بطور خاکساری کے کہا تھا، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری کے مقدمہ میں یہی جواب دیا ہے۔

چوتھی مثال وہ حدیث ہے جسے حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

اللہ تعالیٰ نے مٹّی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا، اور پھر راویِ حدیث نے باقی ایام [دنوں] کو ذکر کیا۔

محدثینِ کرام نے اسے بھی موضوع قرار دیا ہے، کیوں کہ یہ نصّ قرآنی [قرآنی آیت] کے مخالف ہے،اس لیے کہ قرآنِ مقدس میں ہے:

"إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ" [یونس: ۳]

ترجمہ: بے شک تمھارا رب اللہ عزوجل ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔[کنزالایمان]،اس سے ثابت ہوا کہ مخلوق چھ دنوں میں پیدا کی گئی، نہ کہ سات دنوں میں، اور محدثین کا اجماع ہے کہ سنیچر کے روز کسی چیز کو پیدا نہیں کیا گیا۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الاسماء و الصفات''میں اس کی حکمتوں کو ذکر کیا ہے، اور امام ابن کثیر نے ''سورۂ بقرہ'' کی تفسیر میں بعض حکمتوں کی جانب اشارہ کیا ہے۔

کبھی کسی حدیث کو کوئی راوی غلطی سے مرفوعاً روایت کر دیتا ہے، حالاں کہ [حقیقت میں وہ حدیثِ رسول نہیں ہوتی بلکہ]وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہوتا ہے، جسے انھوں نے حضرت کعبِ احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا تھا۔ اس قبیل کے کلام صحیحین [بخاری و مسلم] میں [مروی] ہیں، جن میں سے اکثر کو ابن حزم [ظاہری] نے [اپنی نادانی سے] حدیثِ رسول سمجھ لیا ہے۔

صحیحین کے علاوہ دوسری کتبِ احادیث میں موضوع روایتیں بکثرت ہیں، اسی وجہ سے حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس حدیث کو باطل قرار دیا جس میں ہے کہ:

ایک شخص نے پانچ سو سال تک ایک پہاڑ کی چوٹی پر عبادت و بندگی کی، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میں نے اس بندے کو جو علم اور نعمتیں دی ہیں اُن پر اِس کی اِس عبادت کو قیاس کرو، انھوں نے اندازہ لگایا، تو پایا کہ صرف آنکھ کی نعمت نے پانچ سو سال کی عبادت کا احاطہ کر لیا ہے اور جسم کی باقی نعمتیں باقی رہ گئیں، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے اس بندے کو دوزخ میں ڈال دو، الخ۔

کیوں کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول:

''اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ''[نحل: ۳۲]

ترجمہ: اور جنت میں جاؤ، بدلہ اپنے کیے کا [کنز الایمان] کے خلاف ہے۔ امام ذہبی نے ''المیزان''میں سلیمان بن ہرم کی سوانح میں اسے ذکر کیا ہے۔

احمد بن صدیق غمازی نے مزید فرمایا:

حافظ [ابن حجر عسقلانی] نے مشہور فقیہ، ابن بطہ حنبلی کو کاذب قرار دیا اور ''کلم اللہ موسیٰ'' والی حدیث میں کی گئی اُن کی زیادتی کو موضوع قرار دیا، وہ زیادتی یہ ہے ''من ذا العبرانی الذی یکلمنی من الشجرۃ''[یہ کون عبرانی ہے جو درخت کی جانب سے مجھ سے ہم کلام ہے] کیوں کہ اللہ عزوجل کا کلام کسی بھی مخلوق کے مشابہ نہیں ہو سکتا۔

اور حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے سبقت لے گئے، چناں چہ انھوں نے اور حضرت امام ذہبی نے اُس حدیث کو باطل قرار دیا، جسے امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے ''کان خاتم النبوۃ مثل البندقۃ من لحم مکتوب علیہ محمد رسول اللہ ''[مہرِ نبوت گول اُبھرے ہوئے گوشت کی شکل میں تھی، جس پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا] کیوں کہ یہ، اُن احادیثِ صحیحہ کے مخالف ہے، جن میں مہرِ نبوت کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''من قال أنا عالم فھو جاھل'' [جو کہے کہ میں عالم ہوں تو حقیقت میں وہ جاہل ہے] کو اس لیے باطل قرار دیا، کہ یہ قول، صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے، اور انھوں نے علم کو اپنی جانب منسوب کیا ہے، اس کے لیے انھوں نے ''اعذب المناھل'' کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے اور ''الصواعق علی النواعق''میں اس کے شواہد کو ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''الموضوعات''میں اس طرح کی بہت سی حدیثوں کو موضوع قرار دیا، اور علامہ جوزقانی، امام ابن جوزی سے سبقت لے گئے اور بقولِ امام ذہبی، انھوں نے اپنی ''موضوعات'' میں احادیثِ صحیحہ کے مقابلے

میں روایاتِ ضعیفہ کو ذکر کیا ہے اور یہی اس کتاب کا موضوع [بھی] ہے، کیوں کہ انھوں نے اس کتاب کا نام ہی ''الأباطیل و المناکیر و الصحاح و المشاهیر'' رکھا ہے، اس کتاب میں اُن کا طریقۂ روایت یہ ہے کہ پہلے ضعیف حدیث کو ذکر کرتے ہیں، پھر اس کی وجہِ ضعف کو بیان کر کے عنوانِ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: باب فی خلاف ذٰلک [یہ باب اس حدیث کے بارے میں ہے جو اس کے خلاف ہے] پھر اس حدیثِ صحیح کو لکھتے ہیں جو بظاہر اس حدیثِ ضعیف کے معارض ہوتی ہے۔

حضرت امام ذہبی نے فرمایا: حضرت علامہ جوزقانی نے اپنی اس کتاب میں بکثرت مناقشات ومعارضات ذکر کئے ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''اللآلی المصنوعة'' میں کتاب الایمان کے آغاز میں یہی طریقہ اختیا کیا ہے۔

جب آپ جان چکے کہ منکرات اور موضوعات کو روایت کرنے ہی کی بنیاد پر راوی پر جرح کی جاتی ہے [اور اُسے ضعیف یا واضع قرار دیا جاتا ہے] اور یہ بھی جان چکے کہ کسی حدیث کا ''منکر'' یا ''موضوع'' ہونا اسی وقت معلوم ہوتا ہے، جب کہ وہ حدیث متفرد یا اصولِ شرع کے خلاف ہو، تو اب آپ جانیے کہ کبھی کبھی بعض اربابِ جرح، بہت زیادہ شدت [سختی] برتتے ہیں اور ہر متفرد حدیث کو موضوع یا منکر قرار دے دیتے ہیں، اور بعض، مبالغہ کرتے ہوئے راوی کو کاذب [جھوٹا] کہہ دیتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ [جمہور محدثین کے نزدیک] باطل اور مردود ہے۔

پھر یہ حضرات کبھی کبھی راوی پر حدیثِ منکر کی روایت کے سبب جرح کر دیتے ہیں، ان کا یہ طریقہ بھی صحیح نہیں، [بلکہ قابلِ رد ہے] چناں چہ حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نے احمد بن سعید بن سعدان سے نقل کیا کہ:

انھوں نے احمد بن عتاب مروزی کے بارے میں فرمایا: شیخِ صالح ہیں، فضیلتوں والی حدیثوں اور منکر روایتوں کو بیان کرتے ہیں، پھر اس کے بعد فرمایا: ہر منکر حدیثیں بیان کرنے والا ضعیف نہیں ہوتا۔

پھر علامہ ذہبی اس ضابطے سے غافل ہو گئے اور ''المیزان'' میں حسین بن فضل بجلی کا تذکرہ کر کے فرمایا: مجھے تو اُن کے بارے میں کوئی کلام نہیں، البتہ حاکم نے ان کی سوانح میں متعدد منکرات کو ذکر کیا ہے [جو ان سے مروی ہیں]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اللسان'' میں ان پر تعقب کرتے ہوئے فرمایا: اس کتاب میں ان کو ذکر کرنے کا کوئی مطلب نہیں، کیوں کہ آپ، کبارِ اہلِ علم اور جلیل القدر فضلا میں سے ہیں۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

کبھی محدثینِ کرام کسی راوی کو منفرد الحدیث گمان کرتے ہیں اور اس کی روایت کو منکرات میں شمار کر کے، اس پر جرح کرتے ہیں، حالاں کہ وہ راوی اس سے بَری ہوتا ہے، کیوں کہ اس کے ایسے متابعین موجود رہتے ہیں، راوی پر جرح کرنے والے جن پر مطلع نہیں ہو پاتے، اور اگر انھیں اس کی اطلاع ہوتی تو ہرگز [راوی پر] جرح نہیں کرتے، اس کی بہت سی مثالیں ہیں اُن سب کو بیان کرنے سے گفتگو کافی طویل ہو جائے گی۔

امام ابو حاتم نے ''ابن عمرو،، کے بارے میں کہا:

''انه مجهول و الحدیث الذی رواه باطل''

ترجمہ: یہ مجہول راوی ہے، اور جس حدیث کو اِس نے بیان کیا ہے وہ باطل و مردود

ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''فتح الباری شرح البخاری'' کے مقدمہ میں ان [امام ابو حاتم] پر تعقب کرتے ہوئے فرمایا: یہ [ابن عمرو] مجہول نہیں ہیں، اِس حدیث کو روایت کرنے کی وجہ سے یہ عیب دار نہیں ہوگئے، کیوں کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں یہ منفرد نہیں ہیں۔ امام دارقطنی نے ''المؤتلف والمختلف'' میں یہی کہا ہے۔

کبھی محدث راوی پر [روایت میں منفرد ہونے کی وجہ سے] جرح کرتا ہے، پھر جب اس کے متابع پر واقف ہوجاتا ہے تو جرح سے براءت کا اظہار کرکے، اس کی توثیق کر دیتا ہے، مثلاً حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہادتِ حضرتِ امامِ حسین والی حدیث کے تحت لکھا ''میں ایک زمانہ تک یہ سمجھتا رہا کہ مسمعی، امام ابونعیم سے اس حدیث کو روایت کرنے میں منفرد ہیں، یہاں تک کہ [جب] ابومحمد سمعی نے بطریق عبداللہ بن محمد بن ناجیۃ عن حمید بن ربیع عن ابی نعیم، مجھ سے یہ حدیث بیان کی، [تو مجھے علم ہوا کہ مسمعی اس روایت میں منفرد نہیں ہیں]۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزید فرمایا:

محدثینِ کرام ایسا اس بنا پر کرتے ہیں کہ راوی کی حدیث [ان کے نزدیک] منکر اور اصول کے خلاف ہوتی ہے، حالاں کہ فی الواقع وہ حدیث نہ ہی منکر ہوتی ہے اور نہ ہی اصول کے خلاف۔ محدث، حدیث پر منکر ہونے کا حکم تطبیق وجمع کی صورت نہ جاننے کی بنیاد پر لگا دیتا ہے، اور حدیثِ معارض کے موضوع ہونے کا حکم اسی وقت لگایا جاتا ہے جب کہ تطبیق ممکن نہ ہو، جیسا کہ اصولِ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے، یا محدث حدیث پر تعارض کا گمان کرنے کی بنیاد پر حکمِ وضع لگا دیتا ہے حالاں کہ [وہاں] حقیقت میں کوئی تعارض نہیں ہوتا

اور اہلِ جرح وقدح سے ایسا بکثرت ہوا ہے، اختصار کے ساتھ علامہ احمد بن صدیق کا کلام ختم ہوا۔ [**فتح الملک العلی بصحة حدیث باب مدینة العلم علی رضی اللی عنه باختصار من، ص: ۸۰ إلی ص: ۹۴**]

شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ جس کسی حدیث کی سند صحیح ہو تو محض منکر ہونے کی وجہ سے اس حدیث پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اسے موضوع قرار دینا درست نہیں ہے، بلکہ غور وفکر کرنا اور احادیث میں تطبیق دینے کی پوری کوشش کرنا، نہایت ضروری ہے، اس لیے کہ ہر علم سے بڑھ کر علم والا ہے، اور کبھی ایک انسان ایسی بات سمجھ جاتا ہے جسے دوسرے لوگ نہیں سمجھ پاتے۔

ہمارے اس قول کی تائید ہمارے شیخ محدث عبدالعزیز بن صدیق غمازی کے اس قول سے ہوتی ہے: جب کسی حدیث کی سند صحیح ہو اور ان قواعد کے مطابق ہو جو علمائے فن کے نزدیک ثابت شدہ ہیں، تو اس کے بعد کسی مومن کی یہ شان نہیں کہ نا سمجھنے کی بنیاد پر اس حدیث کے الفاظ کو غریب کہہ دے، بلکہ اس پر ''سمعت واطعت'' [میں نے سنا اور اطاعت کی] کہنا واجب وضروری ہے، یہی راسخین فی العلم [علمِ حدیث میں کمال ورسوخ رکھنے والوں] کا طریقہ رہا ہے، اور اگر انسان ہر حدیث کو اپنی عقل سے سمجھنے کی کوشش کرے تو در حقیقت اس نے کسی حدیث کی تصدیق نہیں کی، اور ایسا انسان یقیناً دنیا اور آخرت میں خائب وخاسر ہوگا۔

''**من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بحرب**،، اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ذہبی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے جرح کرتے ہوئے کہا:

''**ولم یرو ھٰذا المتن الا بھٰذا الاسناد**''

ترجمہ: یہ متن صرف اسی سند سے مروی ہے۔

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رد کرتے ہوئے شیخ غمازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

میں نہیں جانتا کہ امام ذہبی نے اپنے اس قول سے کیا مراد لیا ہے؟ کیا ان کی مراد یہ ہے کہ حدیثِ صحیح کے لیے طرق ومخارج کا متعدد ہونا ضروری ہے، اگر ان کی مراد یہی ہے، تو یہ [صحیح نہیں، کیوں کہ یہ] شرط کسی بھی محدث نے نہیں لگائی، بلکہ محدثین کے نزدیک حدیثِ صحیح وہ ہے جسے ثقہ راوی دوسرے ثقہ سے روایت کرے اور وہ [حدیث] شاذ ومعلل نہ ہو، اس کے علاوہ محدثین نے کسی اور شرط کا اضافہ نہیں کیا ہے، بخاری شریف کی پہلی حدیث یعنی ''انما الاعمال بالنیات'' غریب ومنفرد ہے، اکثر احکامِ شرع کا مدار اسی حدیث پر ہے، حالاں کہ یہ صرف یحییٰ بن سعید انصاری سے مروی ہے، اس کے باوجود کسی بھی محدث نے اس بنیاد پر اسے معلل قرار نہیں دیا، بلکہ امام بخاری [جیسے جلیل القدر محدث] نے اسے اپنی صحیح میں درج فرمایا، امت نے قبول کیا اور اسے احکامِ شرع کی اصل قرار دیا؛ لہٰذا امام ذہبی کا قول ''لم یروھٰذا المتن الا بھٰذا الاسناد'' باطل ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزید فرمایا:

کسی بھی محدث نے حافظِ حدیث میں یہ شرط نہیں لگائی کہ وہ کبھی غلطی نہ کرتا ہو، نہ ہی اسے وہم ہوتا ہو، اور نہ ہی وہ ثقات کی مخالفت کرتا ہو، کیوں کہ اگر وہ اس طرح کی شرط لگا دیتے تو کسی بھی راوی پر ''حافظِ حدیث'' کا اطلاق نہیں ہو پاتا، اس لیے کہ یہ شرط طاقتِ انسانی سے خارج ہے، اور انسان کے حق میں محالِ قطعی ہے، تنہا معقول شرط کہ جسے تمام اہلِ عقل قبول کرتے ہیں اور جو محدثینِ کرام کے نزدیک ثابت شدہ ہے، وہ یہی ہے، کہ راوی کی

درستگی اس کی غلطی سے، اس کا ضبط اس کے وہم سے اور اس کی موافقتِ [ثقات، ان کی] مخالفت سے زیادہ ہو، محدثین نے حافظ وضابط راوی کی یہی شرط لگائی ہے، تو جب راوی ان اوصاف سے متصف ہوتا ہے، تو محدثین اسے حافظ وضابط مانتے ہیں، اور چند گنی چنی حدیثوں میں اس کی خطا ومخالفت کو لائقِ اعتنا نہیں جانتے، اس امر کی صراحت کتبِ فن [اصولِ حدیث] میں کردی گئی ہے۔ واللہ الھادی للصواب۔

[إثبات المزیۃ بإبطال کلام الذھبی فی حدیث من عاد لی ولیا، من ص: ۱۱ إلیٰ ص: ۱۷ للسید المحدث عبد العزیز بن الصدیق]

اس پوری بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ کسی حدیث کو بعض الفاظ کی بنیاد پر منکر کہہ دینا بہت ہی دشوار امر ہے، ایسا وہی کرے گا جو نادان اور احمق ہو۔ لہٰذا درست یہی ہے کہ اگر کسی لفظ میں اشکال پیدا ہو، تو توقف کرے [رُکا رہے، حکمِ وضع یا حکمِ ضعف لگانے میں جلد بازی نہ کرے] اور اللہ رب العزت سے دعا کرتا رہے، کیوں کہ ہر علم سے بڑھ کر علم والا ہے، یہ نہ ہو کہ فوراً بلا تاخیر اس کے منکر وموضوع ہونے کا اعلان کردے۔ [جیسا کہ نجدیوں اور وہابیوں کا طریقہ ہے کہ جو حدیث بھی اُن کے خود ساختہ باطل مذہب وعقیدے کے خلاف ہوتی ہے، فوراً اسے ضعیف، بلکہ موضوع تک قرار دے دیتے ہیں]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ یَسِّرۡ وَ لَاتُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ وَبِکَ نَسۡتَعِیۡنُ یَافَتَّاحُ

[کِتَابُ الۡاِیۡمَانِ](۱)

[بَابٌ فِیۡ تَخۡلِیۡقِ نُوۡرِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

[سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تخلیق کا بیان]

[رقم الحدیث: ۱] عَبۡدُ الرَّزَّاقِ عَنۡ مَعۡمَرٍ (۲) عَنِ الزُّهۡرِیِّ (۳) عَنِ السَّائِبِ بۡنِ یَزِیۡدَ (۴) قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ شَجَرَۃً وَلَهَا أَرۡبَعَۃُ أَغۡصَانٍ فَسَمَّاهَا شَجَرَۃَ الۡیَقِیۡنِ، ثُمَّ خَلَقَ نُوۡرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیۡ حِجَابٍ مِنۡ دُرَّۃٍ بَیۡضَاءَ مَثَلُهٗ کَمَثَلِ الطَّاوُوۡسِ وَوَضَعَهٗ عَلٰی تِلۡکَ الشَّجَرَۃِ فَسَبَّحَ عَلَیۡهَا مِقۡدَارَ سَبۡعِیۡنَ أَلۡفَ سَنَۃٍ، ثُمَّ خَلَقَ مِرۡأَۃَ الۡحَیَاءِ وَوَضَعَهَا بِاسۡتِقۡبَالِهٖ، فَلَمَّا نَظَرَ الطَّاوُوۡسُ فِیۡهَا رَأٰی صُوۡرَتَهٗ أَحۡسَنَ صُوۡرَۃً وَأَزۡیَنَ هَیۡئَۃً۔

[ترجمہ: **حدیث نمبرا**] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ امام زہری سے، اور وہ صحابیِ رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی نے چار شاخوں والے ایک درخت کو پیدا فرمایا اور اس کا نام

''شجرۃ الیقین'' رکھا پھر [حضرت سیدنا] محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو طاؤس [مور] کے مثل، سفید چمک دار موتی کے حجاب [پردے] میں پیدا فرمایا اور اسے اس درخت پر رکھ دیا، تو اس نور نے اس درخت پر ستر ہزار برس تک [اللہ رب العزت کی] تسبیح خوانی کی، پھر اللہ عزوجل نے آئینۂ حیا کو پیدا فرمایا اور اسے اُس مور کے سامنے رکھ دیا، جب نورِ محمدی نے اس آئینہ میں اپنی صورت دیکھی، تو اسے سب سے حسین وجمیل پایا۔

فَاسۡتَحۡیٰی مِنَ اللّٰہِ فَسَجَدَ خَمۡسَ مَرَّاتٍ، فَصَارَتۡ عَلَیۡنَا تِلۡکَ السَّجۡدَاتُ فَرۡضًا مُؤَقَّتًا، فَاَمَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِخَمۡسِ صَلَوَاتٍ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأُمَّتِهٖ، وَاللّٰہُ تَعَالٰی نَظَرَ اِلٰی ذٰلِکَ النُّوۡرِ فَعَرَقَ حَیَاءً مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی، فَمِنۡ عَرۡقِ رَأۡسِهٖ خَلَقَ الۡمَلٰئِکَۃَ، وَمِنۡ عَرۡقِ وَجۡهِهٖ خَلَقَ الۡعَرۡشَ وَالۡکُرۡسِیَّ وَاللَّوۡحَ وَالۡقَلَمَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالۡحِجَابَ وَالۡکَوَاکِبَ وَمَا کَانَ فِی السَّمَاءِ۔

تو اسے اللہ رب العزت سے حیا آئی، پس اس نے پانچ مرتبہ سجدہ کیا، تو وہ سجدے ہم پر وقتِ مقرر پر فرض ہو گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کو پانچ وقت کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا، اور جب اللہ تبارک وتعالی نے اس نور کی جانب خاص نظرِ رحمت فرمائی، تو وہ نور، اللہ رب العزت سے حیا کے سبب پسینے سے شرابور ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سر کے پسینے سے فرشتوں کو پیدا فرمایا اور اس کے چہرہ کے پسینے سے عرش وکرسی، لوح وقلم، شمس وقمر، حجاب وکواکب اور آسمان کی جملہ مخلوق کو پیدا فرمایا۔

وَمِنۡ عَرۡقِ صَدۡرِهٖ خَلَقَ الۡأَنۡبِیَاءَ وَالرُّسُلَ وَالۡعُلَمَاءَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِیۡنَ، وَمِنۡ عَرۡقِ حَاجِبَیۡهِ خَلَقَ أُمَّۃً مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ، وَمِنۡ عَرۡقِ أُذُنَیۡهِ خَلَقَ أَرۡوَاحَ الۡیَهُوۡدِ وَالنَّصَارٰی وَالۡمَجُوۡسِ وَمَا أَشۡبَهَ ذٰلِکَ، وَمِنۡ

عَرْقِ رِجْلَيْهِ خَلَقَ الْأَرْضَ مِنَ الْمَشْرِقِ وَمَافِيهَا۔

اور اس کے سینے کی تری سے انبیا و مرسلین، علما و شہدا اور صالحین کو پیدا فرمایا، اور ابرؤوں کی تری سے مومن مردوں اور عورتوں اور مسلم مردوں اور عورتوں کے گروہ کو پیدا فرمایا، اور کانوں کی تری سے یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور ان جیسے لوگوں کی روحوں کو پیدا فرمایا، اور پیروں کی تری سے مشرقی زمین اور اس کی تمام چیزوں کو پیدا فرمایا۔

ثُمَّ أَمَرَ اللّٰهُ نُوْرَ مُحَمَّدٍ ﷺ اُنْظُرْ اِلٰى اَمَامِكَ، فَنَظَرَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَرَأٰى مِنْ اَمَامِهٖ نُوْرًا وَعَنْ وَرَائِهٖ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِهٖ نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِهٖ نُوْرًا وَهُوَ اَبُوْ بَكْرٍ وعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ، ثُمَّ سَبَّحَ سَبْعِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ خَلَقَ نُوْرَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ ثُمَّ نَظَرَ اِلٰى ذٰلِكَ النُّوْرِ فَخَلَقَ اَرْوَاحَهُمْ فَقَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

پھر اللہ تبارک وتعالی نے [سیدنا و مولانا] محمد ﷺ کے نور کو سامنے کی جانب دیکھنے کا حکم دیا، تو محمد ﷺ کے نور نے اپنے روبرو دیکھا، تو اُسے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں ایک ایک نور نظر آیا اور یہ، حضراتِ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین [کے انوار] تھے، پھر اس نور نے ستر ہزار سال تک [اللہ تعالیٰ کی] تسبیح خوانی کی، پھر [اللہ رب العزت نے] محمد ﷺ کے نور سے حضراتِ انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا، پھر اس نور کو ملاحظہ کرنے کے بعد انبیاے کرام کی روحوں کو پیدا فرمایا، انھوں نے پیدا ہوتے ہی کہا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔

ثُمَّ خَلَقَ قِنْدِيْلًا مِّنَ الْعَقِيْقِ الْاَحْمَرِ يُرٰى ظَاهِرُهٗ مِنْ بَاطِنِهٖ ثُمَّ خَلَقَ صُوْرَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَصُوْرَتِهٖ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ وَضَعَ فِي هٰذِهِ الْقِنْدِيْلِ قِيَامَهٗ كَقِيَامِهٖ فِي

الصَّلَاةِ، ثُمَّ طَافَتِ الْاَرْوَاحُ حَوْلَ نُوْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَسَبَّحُوْا وَهَلَّلُوْا مِقْدَارَ مِائَةِ اَلْفِ سَنَةٍ، ثُمَّ اَمَرَ لِيَنْظُرُوْا اِلَيْهَا كُلُّهُمْ فَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهَا كُلُّهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى رَأْسَهٗ فَصَارَ خَلِيْفَةً وَسُلْطَانًا بَيْنَ الْخَلَائِقِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ رَاٰى وَجْهَهٗ فَصَارَ اَمِيْرًا عَادِلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى عَيْنَيْهِ فَصَارَ حَافِظًا لِكَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

پھر اس نے سرخ مہرے کا ایک فانوس پیدا فرمایا، جس کا ظاہر اس کے باطن سے ممتاز تھا، پھر اس نے [سیدنا و مولانا] محمد ﷺ کی ایسی صورت بنائی، جس صورت پر آپ دنیا میں تشریف لائے، پھر اس قندیل میں اسے قیام کرایا نماز کے قیام کی طرح، پھر تمام روحوں نے [سیدنا و مولانا] محمد ﷺ کے نور کا طواف کیا، اور سو سال تک تسبیح و تہلیل میں مصروف رہیں، پھر اس نے ساری روحوں کو حکم دیا کہ وہ سب، اس صورت کا دیدار کریں، تو سبھی [روحیں] اس صورت کو دیکھنے لگیں، کچھ روحوں نے اس کے سر کو دیکھا، تو وہ مخلوق میں سردار اور خلیفہ بن گئیں، اس کے چہرے کا مشاہدہ کرنے والی [روحیں] منصف بادشاہ بنیں، اس کی آنکھوں کا نظارہ کرنے والی [روحیں] حافظِ قرآن بنیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى حَاجِبَيْهِ فَصَارَ مُقْبِلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى خَدَّيْهِ فَصَارَ مُحْسِنًا وَعَاقِلًا وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى اَنْفَهٗ فَصَارَ حَكِيْمًا وَطَبِيْبًا وَعَطَّارًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى شَفَتَيْهِ فَصَارَ اَحْسَنَ الْوَجْهِ وَوَزِيْرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى فَمَهٗ فَصَارَ صَائِمًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى سِنَّهٗ فَصَارَ اَحْسَنَ الْوَجْهِ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى لِسَانَهٗ فَصَارَ رَسُوْلًا بَيْنَ السَّلَاطِيْنِ، وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰى حَلْقَهٗ فَصَارَ وَاعِظًا وَمُؤَذِّنًا وَنَاصِحًا۔

کچھ روحوں نے اس کی ابرؤوں کا دیدار کیا، تو انھیں [مخلوق میں] قبولیت حاصل ہوئی، بعض [روحوں] نے [اس کے] رخساروں کا مشاہدہ کیا، تو وہ حسین و دانش مند بن گئیں،

جنھوں نے اس کی بینیِ مبارک کو دیکھا، وہ حکیم وطبیب اور عطار بن گئیں، اور بعض [روحوں] نے اس نوری صورت کے لبہائے مبارک کو دیکھا، تو وہ وزیر اور خوب صورت چہرہ والی بن گئیں، اور کچھ روحوں نے اس کے دہانِ مبارک کو دیکھا تو وہ روزہ دار بن گئیں، اور کچھ نے اس کے دندانِ مبارک کو دیکھا تو وہ مردوں اور عورتوں میں سب سے حسین چہرہ والی بن گئیں اور بعض روحوں نے اس نور کی پاک زبان کا دیدار کیا تو وہ سرداروں کے قاصد بن گئیں اور جنھوں نے اس کے حلقومِ ناز کو دیکھا تو وہ واعظ، مؤذن اور ناصح بن گئیں۔

وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی لِحْیَتَهٗ فَصَارَ مُجَاهِدًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی عُنُقَهٗ فَصَارَ تَاجِرًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی عَضُدَیْهِ فَصَارَ رَمَّاحًا وَ سَیَّافًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی عَضُدَهُ الْیُمْنٰی فَصَارَ حَجَّامًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی عَضُدَهُ الْیُسْرٰی فَصَارَ جَلَّادًا وَ جَاهِدًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی کَفَّهُ الْیُمْنٰی فَصَارَ صَرَّافًا وَ طَرَّازًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی کَفَّهُ الْیُسْرٰی فَصَارَ کَیَّالًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی یَدَیْهِ فَصَارَ سَخِیًّا وَ کَیَّاسًا۔

اور جن بعض روحوں نے [اس صورت کی] لحیۂ مبارکہ کو دیکھا تو وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والی بن گئیں، ان میں سے کچھ نے اس کی گردن دیکھی تو وہ تاجر بن گئیں، کچھ نے اس کے دونوں بازوؤں کو دیکھا، تو وہ نیزہ باز وشمشیر زن بن گئیں، جنھوں نے اس کے داہنے بازو کو دیکھا، وہ حجام بن گئیں اور جنھوں نے بائیں بازو کو دیکھا، وہ جلاد [کوڑے سے مارنے والی] اور سعی [کوشش] کرنے والی ہوگئیں، جن روحوں نے اس کی داہنی ہتھیلی کو دیکھا، وہ صرّاف [سونار، تجارت کرنے والی] اور طرّاز [بیل بوٹے اور نقش ونگار بنانے والی] بن گئیں، کچھ روحوں نے بائیں ہتھیلی کو دیکھا تو وہ کیال [ناپنے کا پیشہ کرنے والی] بن گئیں، جن بعض روحوں نے اس نوری صورتِ [محمدی] کے دونوں ہاتھوں کو دیکھا وہ سخی اور سمجھ دار ہوگئیں۔

وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی ظَهْرَ کَفِّهِ الْیُمْنٰی فَصَارَ صَبَّاغًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی ظَهْرَ کَفِّهِ الْیُسْرٰی فَصَارَ حَاطِبًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی اَنَامِلَهٗ فَصَارَ کَاتِبًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی ظُهُوْرَ اَصَابِعِهِ الْیُمْنٰی فَصَارَ خَیَّاطًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی ظُهُوْرَ اَصَابِعِهِ الْیُسْرٰی فَصَارَ حَدَّادًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی صَدْرَهٗ فَصَارَ عَالِمًا وَ شَکُوْرًا وَ مُجْتَهِدًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی ظَهْرَهٗ فَصَارَ مُتَوَاضِعًا وَ مُضِیْعًا بِاَمْرِ الشَّرْعِ ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی جَبِیْنَهٗ فَصَارَ غَازِیًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی بَطْنَهٗ فَصَارَ قَانِعًا وَ زَاهِدًا

بعض نے اس کی دائیں ہتھیلی کی پشت دیکھی تو وہ رنگ ریز ہوگئیں اور بعض نے بائیں ہتھیلی کی پشت دیکھی تو وہ لکڑ ہارا بن گئیں، جنھوں نے اس نوری صورت کی انگلیاں دیکھیں، وہ کاتب بن گئیں، جن بعض نے داہنی انگلیوں کی پشت دیکھی وہ درزی ہوگئیں، کچھ نے بائیں انگلیوں کی پشت دیکھی تو وہ لوہار ہوگئیں، جن کی روحوں نے اس کا سینہ دیکھا، وہ علم والی، شکر ادا کرنے والی اور مجاہدہ کرنے والی بن گئیں، بعض روحوں نے اس کی پشت کو دیکھا تو وہ ذلیل اور حکمِ شرع کو ترک کرنے والی بن گئیں، ان میں سے بعض نے اس کی پیشانی اقدس کو دیکھا تو وہ غازی بن گئیں، ان میں سے بعض نے اس کے شکم کو دیکھا تو وہ قناعت پسند اور تقوی شعار ہوگئیں۔

وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی رُکْبَتَیْهِ فَصَارَ سَاجِدًا وَ رَاکِعًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی رِجْلَیْهِ فَصَارَ صَیَّادًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی تَحْتَ قَدَمَیْهِ فَصَارَ مَاشِیًا ، وَ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی ظِلَّهٗ فَصَارَ مُغَنِّیًا ، وَ صَاحِبَ الطَّنْبُوْرِ ، وَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ یَنْظُرْ اِلَیْهِ فَصَارَ مُدَّعِیًا بِرَبُوْبِیَّةِ کَالْفَرَاعِنَةِ وَ غَیْرِهَا مِنَ الْکُفَّارِ ، وَ مِنْهُمْ مَنْ نَظَرَ اِلَیْهِ وَ لَمْ یَرَهٗ فَصَارَ یَهُوْدِیًّا وَ نَصْرَانِیًّا وَ غَیْرَهُمْ مِنَ الْکُفَّارِ۔

جن بعض [روحوں] نے اس کے گھٹنوں کو دیکھا وہ رکوع وسجدہ کرنے والی بن گئیں،

بعض نے اس کے پیروں کو دیکھا تو وہ شکاری بن گئیں، جن بعض نے اس کے قدموں کے نیچے دیکھا وہ ماشی [پیدل چلنے والی یا مویشی والی] بن گئیں اور جنھوں نے اس کے سایہ کو دیکھا، وہ گانا گانے اور ستار بجانے والی ہوگئیں اور جن [بد بخت] روحوں نے اس نوری صورت کا دیدار نہیں کیا وہ خدائی کا دعوی کرنے والی ہوگئیں جیسے فراعنہ اور دیگر کفار، اور جنھوں نے دیکھنے کی کوشش تو کی لیکن دیکھ نہ سکیں تو وہ یہودی اور نصرانی بن گئیں۔

[رقم الحدیث: ۲] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: اَخْبَرَنِی الْبَرَاءُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۵)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲] حضرت امام عبدالرزاق حضرت امام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرتِ براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی بھی کسی شے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا۔

[رقم الحدیث ۳] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِی كَثِيْرٍ (۶) عَنْ ضَمْضَمٍ (۷) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِی فِی عَيْنَيْهِ۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرتِ یحیی بن ابو کثیر (۷) سے، وہ حضرتِ ضمضم (۸) سے، وہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، [حسن و جمال کے سبب] ایسا لگتا تھا کہ آفتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [نورانی] آنکھوں میں گردش کر رہا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[رقم الحدیث: ۴] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ (۸) قَالَ: أَخْبَرَنِی نَافِعٌ (۹) أَنَّ ابْنَ

عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ، وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ (۱۰)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۴] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت امام ابن جریج، سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت امام نافع نے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [کے جسمِ اقدس] کا سایہ نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی آفتاب کی روشنی میں کھڑے ہوتے، تو آپ [کے حسن و جمال] کی چمک، آفتاب [سورج] کی روشنی پر غالب آجاتی، اور آپ علیک الصلاۃ والسلام جب بھی چراغ کے ساتھ کھڑے ہوتے، تو آپ کی چمک دمک، چراغ کی روشنی کو مغلوب کر دیتی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[رقم الحدیث: ۵] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِی بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: كَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَدَارَةِ الْقَمَرِ (۱۱)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۵] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت یحیی بن علا سے، وہ حضرت طلحہ سے، وہ حضرت عطا سے اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس چاند کے ہالہ کی طرح تھا۔

[رقم الحدیث: ۶] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا فِی حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِرْجَلًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَكَانَ لَهٗ شَعْرٌ قَرِيْبٌ مِنْ مَنْكِبَيْهِ (۱۲)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۶] امام عبدالرزاق نے امام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

کی، انھوں نے فرمایا: مجھ سے حضرت براابن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ میں نے سرخ [لال] جوڑے [یا سرخ چادر] میں گھنگھریالے بال والا، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا اور آپ ﷺ کے گیسوے مبارک مونڈھوں تک لٹکے ہوئے تھے۔

[رقم الحديث: ۷] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَنْوَرَهُمْ لَوْنًا۔ (۱۳)

[ترجمہ: حدیث نمبر ۷] حضرت امام عبدالرزاق، امام ابن جریج سے، وہ حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، وہ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوب صورت چہرے والے اور چمک دار رنگت والے تھے۔

[رقم الحديث: ۸] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَإِلَى الْقَمَرِ فَلَهُوَ أَحْسَنُ فِي عَيْنَيَّ مِنَ الْقَمَرِ (۱۴)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۸] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرتِ ایوب سے، وہ حضرتِ ابوقلابہ سے وہ صحابیِ رسول حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سرخ حلّہ [لباس] میں دیکھنے کی سعادت حاصل کی، تو میں کبھی حضور [کے حسنِ جہاں آرا کے جلووں] کو دیکھتا اور کبھی چاند [کی معمولی چمک] کو، تو میری نگاہوں نے مشاہدہ کیا کہ آقاے کریم ﷺ چاند سے [بدرجہا] زیادہ حسین وجمیل ہیں۔

[رقم الحديث: ۹] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللهِ أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّ مَعْبَدٍ أَنَّهَا وَصَفَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ أَحْلَى النَّاسِ وَأَجْمَلَهُ مِنْ بَعِيْدٍ وَأَجْهَرَ النَّاسِ وَأَحْسَنَهُ مِنْ قَرِيْبٍ (۱۵)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۹] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت امام مالک سے، وہ حضرت عبداللہ بن ابوبکر سے راوی ہیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے انھیں خبر دی کہ حضرت امِّ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے کہا: آپ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ شیریں کلام تھے، دور سے سب سے زیادہ خوب صورت نظر آتے تھے، آپ لوگوں میں سب سے اچھی ہیئت والے تھے اور قریب سے سب سے حسین نظر آتے تھے۔

[رقم الحديث: ۱۰] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ (۱۶) قَالَ: كَانَ الْبَرَآءُ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ بَحْرِ أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ أَسْرَارِكَ (۱۷)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۰] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت امام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ حضرت براابن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ پڑھا کرتے تھے: اے اللہ! تو اپنے انوار کے سمندر اور اسرار کے سرچشمہ [حضرت سیدنا ومولانا] محمد [مصطفیٰ] ﷺ اور ان کی آلِ پاک پر [اپنی] رحمتیں نازل فرما۔

[رقم الحديث: ۱۱] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ التَّيْمِي عَنْ أَبِيْهِ (۱۸) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: مَنْ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ تَفَتَّقَتْ مِنْ نُوْرِهِ الْأَزْهَارُ زَادَ مَاءَ وَجْهِهِ (۱۹)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۱] حضرت امام عبد الرزاق امام ابن تیمی سے، وہ اپنے والد سے، وہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا: جو شخص کثرت کے ساتھ یہ درود پڑھے گا ''اللھم صل علی من تفتقت من نورہ الأزھار'' [اے اللہ! اُن پر رحمتیں نازل فرما! جن کے نور کی برکت سے پھول کھلتے ہیں] تو یہ [درود] اس کے چہرے کی رونق اور چمک دمک کو دوبالا کر دے گا۔

[رقم الحدیث: ۱۲] عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنِیْ إِبْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ مَالِکٍ أَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ دَائِمًا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُہٗ (۲۰)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۲] حضرت امام عبد الرزاق نے فرمایا کہ حضرت امام ابن عیینہ نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اکثر یہ کہا کرتے تھے ''اللھم صل علی سیدنا محمد السابق للخلق نورہ'' [اے اللہ! ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج! کہ جن کا نور مخلوق میں سب سے پہلے پیدا کیا گیا ہے]۔

[رقم الحدیث: ۱۳] قَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِی یَحْیٰی بْنُ أَبِیْ زَائِدَةَ (۲۱) عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ (۲۲) قَالَ: عَلَّمَنِیْ أَبُوْ قِلَابَةَ (۲۳) أَنْ أَقُوْلَ بَعْدَ کُلِّ صَلَاةٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی أَفْضَلِ مَنْ طَابَ مِنْہُ (النَّجَارُ)، وَسَمَابِہِ الْفِخَارُ، وَاسْتَنَارَتْ بِنُوْرِ جَبِیْنِہِ الْأَقْمَارُ، وَتَضَاءَلَتْ عِنْدَ [جُوْدِ] (۲۴) یَمِیْنِہِ الْغَمَائِمُ وَالْبِحَارُ۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۳] حضرت امام عبد الرزاق نے فرمایا: حضرت امام یحیی بن ابو زائدہ نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت سلیمان بن یسار نے فرمایا: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ہر نماز کے بعد سات مرتبہ مجھے یہ کہنے کی تعلیم دی ''اللھم صل علی أفضل من طاب منہ النجار و سما بہ الفخار و استنارت بنور جبینہ الأقمار و تضاءلت عند جود یمینہ

الغمائم و البحار'' [اے اللہ! اس افضل ذات پر درود بھیج! جن کی بدولت حسب و نسب کو عمدگی اور فضیلت و شرافت کو بلندی حاصل ہوئی، جن کے نورِ جبیں سے چاند [اور ستارے] روشن ہوئے اور جن کی جود و سخاوت کے سامنے بادلوں اور سمندروں کی سخاوت بھی حقیر [معمولی] ہوگئی۔

[رقم الحدیث: ۱۴] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَیْجٍ (۲۵) قَالَ: قَالَ لِیْ زِیَادٌ (۲۶) لَا تَنْسَ أَنْ تَقُوْلَ بِالْغُدْوَةِ وَالْآصَالِ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ مِنْہُ انْشَقَّتِ الْأَنْھَارُ، وَانْفَلَقَتِ الْأَنْوَارُ وَفِیْہِ ارْتَقَتِ الْحَقَائِقُ وَتَنَزَّلَتْ عُلُوْمُ آدَمَ۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۴] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت امام ابن جریج سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: مجھ سے حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے فرمایا: صبح و شام یہ کہنا نہ بھولنا ''اللھم صل علی من منہ انشقت الانھار و انفلقت الأنوار و فیہ ارتقت الحقائق و تنزلت علوم آدم'' [اے اللہ! اُن [پاک باز ہستی، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] پر درود و رحمت نازل فرما! [جن کی برکت سے] سے نہریں جاری ہوئیں اور [آفاقِ عالم میں] روشنیاں پھیلیں اور حقائق [عالَم] جن کی بارگاہ میں [بلند ہوکر] پہنچ گئے اور جن کی بارگاہ میں [حضرت] آدم [علیہ السلام] کے علوم اترے۔

[رقم الحدیث: ۱۵] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ (۲۷) عَنْ إِبْنِ أَبِیْ زَائِدَةَ (۲۸) عَنْ إِبْنِ عَوْنٍ (۲۹) قَالَ: عَلَّمَنِیْ شَیْخِیْ أَنْ أَقُوْلَ لَیْلَ نَھَارَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ خَلَقْتَ مِنْ نُوْرِہٖ کُلَّ شَیْئٍ (۳۰)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۵] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت ابن ابو زائدہ سے، وہ حضرت ابن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، امام ابن عون نے

فرمایا: میرے شیخ نے مجھے رات دن اس درودِ پاک کا وظیفہ پڑھنے کی تعلیم دی ''اللھم صل علی من خلقت من نورہ کل شییء''[اے اللہ! ان پر درود بھیج !جن کے نور سے تونے ساری خلقت کو وجود بخشا]

[رقم الحدیث: ۱۶]عَبدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابنِ جُرَیجٍ عَنْ سَالِمٍ(۳۱)قَالَ عَلَّمَنِی سَعِیدُ بْنُ أَبِی سَعِیدٍ(۳۲) أَنْ أَقُوْلَ دَوْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی کَاشِفِ الْغُمَّۃِ وَمُجَلِّی الظُّلْمَۃِ وَمُوْلِی النِّعْمَۃِ وَمُوْلِی الرَّحْمَۃِ۔

[ترجمہ: حدیث نمبر۱۶]حضرت امام عبدالرزاق،حضرت امام ابن جریج سے، وہ حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں،حضرت سالم نے فرمایا: حضرت سعید بن ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے مجھ کو تلقین کی کہ میں ہمیشہ یہ درود پڑھتا رہوں ''اللھم صل علی کاشف الغمۃ و مجلی الظلمۃ و مولی النعمۃ و مولی الرحمۃ''[اے اللہ! تاریکی دور کرنے والے اور ظلمت کو مٹانے والے،نعمت دینے والے اور رحمت عطا کرنے والے! رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرما]

[رقم الحدیث: ۱۷]عَبدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِی عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِیْہِ أَنَّہٗ قَالَ: رَأَیتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِعَیْنَیَّ ھَاتَیْنِ وَکَانَ نُوْرًا کُلُّہٗ بَلْ نُوْرًا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ مَنْ رَآہُ [بَدِیھَۃً]ھَابَہٗ وَمَنْ رَآہُ مِرَارًا اسْتَحَبَّہٗ أَشَدَّ اسْتِحْبَاب(۳۳)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر۱۷] حضرت امام عبدالرزاق،حضرت امام معمر سے،وہ حضرت امام زہری سے، وہ حضرت سالم بن عبداللہ سے اور وہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے کہا: میں نے اپنی اِن دونوں آنکھوں سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [کے حسن و جمال کے جلووں] کا دیدار کیا ہے، وہ تو سراپا نور تھے، بلکہ اللہ عزوجل کے نور کا فیضان تھے،جس نے بھی ان کو

اچانک دیکھا مرعوب ہوگیا اور جس نے ان کو بار بار دیکھا ان کا شیدائی ہوکے رہ گیا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[رقم الحدیث: ۱۸] عَبدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ (۳۴)عَنِ ابنِ الْمُنْکَدِرِ(۳۵) عَنْ جَابِرٍ(۳۶)قَالَ :سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ أَوَّلِ شَیْیءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی؟فَقَالَ: ھُوَ نُوْرُ نَبِیِّکَ یَا جَابِرُ خَلَقَہُ اللّٰہُ، ثُمَّ خَلَقَ فِیْہِ کُلَّ خَیْرٍ، وَخَلَقَ بَعْدَہٗ کُلَّ شَیْیءٍ، وَحِیْنَ خَلَقَہٗ أَقَامَہٗ قُدَّامَہٗ مِنْ مَقَامِ الْقُرْبِ إِثْنَیْ عَشَرَ أَلْفَ سَنَۃٍ۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۸] حضرت امام عبد الرزاق،حضرت معمر سے، وہ حضرت ابن منکدر سے، وہ صحابیِ رسول حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں،انھوں نے کہا:[ایک مرتبہ] میں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شے [مخلوق] پیدا فرمائی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو[یعنی میرے نور کو] پیدا فرمایا، پھر اُس نور میں ہر خیر [ہر قسم کی بھلائی] کو رکھا،اور اس کے بعد ہر شے کو پیدا فرمایا، اور جس وقت اسے پیدا فرمایا،اسے اپنے روبرو مقامِ قرب میں بارہ ہزار سال تک رکھا۔

ثُمَّ جَعَلَہٗ أَرْبَعَۃَ أَقْسَامٍ، فَخَلَقَ الْعَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ مِنْ قِسْمٍ: وَحَمَلَۃَ الْعَرْشِ وَخَزَنَۃَ الْکُرْسِیِّ مِنْ قِسْمٍ : وَأَقَامَ الْقِسْمَ الرَّابِعَ فِی مَقَامِ الْحُبِّ إِثْنَیْ عَشَرَ أَلْفَ [سَنَۃٍ] ثُمَّ جَعَلَہٗ أَرْبَعَۃَ أَقْسَامٍ فَخَلَقَ الْقَلَمَ مِنْ قِسْمٍ، وَاللَّوْحَ مِنْ قِسْمٍ، وَالْجَنَّۃَ مِنْ قِسْمٍ، ثُمَّ أَقَامَ الْقِسْمَ الرَّابِعَ فِی مَقَامِ الْخَوْفِ إِثْنَیْ عَشَرَ أَلْفَ سَنَۃٍ جَعَلَہٗ أَرْبَعَۃَ أَجْزَاءَ، فَخَلَقَ الْمَلَائِکَۃَ مِنْ جُزْءٍ، وَالشَّمْسَ مِنْ جُزْءٍ، وَالْقَمَرَ وَالْکَوَاکِبَ مِنْ جزءٍ وَأَقَامَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ فِی مَقَامِ الرَّجَاءِ إِثْنَیْ عَشَرَ أَلْفَ سَنَۃٍ۔

پھر اسے چار اجزا [چار حصوں] میں منقسم فرمایا، تو ایک جز سے عرش، دوسرے جز سے کرسی، اور تیسرے جز سے عرش کے فرشتوں اور کرسی کے خازنوں کو پیدا فرمایا، اور چوتھے جز کو بارہ ہزار سال تک مقامِ محبت میں رکھا، پھر اسے چار قسموں میں تقسیم کیا، ایک قسم سے قلم، دوسری سے لوح اور تیسری سے جنت کو پیدا فرمایا، پھر چوتھی قسم کو بارہ ہزار سال تک مقام خوف میں رکھا، پھر اسے بھی چار اجزا میں منقسم فرمایا، چناں چہ ایک جز سے فرشتوں کو، دوسرے جز سے آفتاب کو اور تیسرے جز سے چاند ستاروں کو وجود بخشا، اور چوتھے جز کو بارہ ہزار سال تک مقامِ امید میں رکھا۔

ثُمَّ جَعَلَهٗ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءَ فَخَلَقَ الْعَقْلَ مِنْ جُزْءٍ وَالْعِلْمَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعِصْمَةَ وَالتَّوْفِيقَ مِنْ جُزْءٍ وَأَقَامَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ فِي مَقَامِ الْحَيَاءِ إِثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ نَظَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ فَتَرَشَّحَ النُّورُ عَرَقًا فَقَطَرَ مِنْهُ مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ [وَعِشْرُوْنَ أَلْفاً وَأَرْبَعَةُ آلَافٍ] قَطْرَةٍ مِنْ نُوْرٍ، فَخَلَقَ اللهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ رُوْحَ نَبِيٍّ، أَوْ رُوْحَ رَسُوْلٍ ثُمَّ تَنَفَّسَتْ أَرْوَاحُ الْأَنْبِيَاءِ فَخَلَقَ اللهُ مِنْ أَنْفَاسِهِمِ الْأَوْلِيَاءَ وَالشُّهَدَاءَ وَالسُّعَدَاءَ وَالْمُطِيْعِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

پھر اسے چار اجزا میں منقسم کیا، اور اس کے پہلے جز سے عقل کو، دوسرے جز سے علم، حکمت، عصمت اور توفیق کو وجود آشنا کیا، اور چوتھے جز کو بارہ ہزار سال تک مقامِ حیا میں رکھا، پھر اللہ عزوجل نے اس نور پر تجلی ڈالی، تو وہ نور پسینہ سے شرابور ہو گیا، تو اس سے ایک لاکھ چار ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے ٹپکے، اللہ رب العزت نے ہر قطرہ سے ایک نبی یا ایک رسول کی روح کو پیدا فرمایا، پھر انبیاے کرام کی روحوں نے سانسیں لیں، تو اللہ عزوجل نے ان کی سانسوں سے قیامت تک پیدا ہونے والے اولیا [ولیوں]، شہدا

[شہیدوں]، نیک بختوں [خوش نصیبوں] اور اطاعت شعاروں کو پیدا فرمایا۔

فَالْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ مِنْ نُوْرِي وَالْكَرُوبِيُّوْنَ مِنْ نُوْرِي وَالرُّوْحَانِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرِي وَالْجَنَّةُ وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّعِيْمِ مِنْ نُوْرِي، وَمَلَائِكَةُ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ مِنْ نُوْرِي وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْكَوَاكِبُ مِنْ نُوْرِي، وَالْعَقْلُ وَالتَّوْفِيْقُ مِنْ نُوْرِي وَأَرْوَاحُ الرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ مِنْ نُوْرِي وَالشُّهَدَاءُ وَالسُّعَدَاءُ وَالصَّالِحُوْنَ مِنْ نِتَاجِ نُوْرِي۔

تو [اے جابر!] عرش و کرسی میرے نور سے بنے ہیں، مقرب و معزز فرشتے، روحانیین اور عام فرشتے، جنت اور جنت کی ساری نعمتیں، ساتوں آسمانوں کے فرشتے، شمس و قمر اور ستارے، عقل اور توفیق، رسولوں اور نبیوں کی روحیں، شہدا، سُعَدَا اور صالحین سب کے سب میرے نور کا صدقہ ہیں۔

ثُمَّ خَلَقَ اللهُ إِثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ حِجَابٍ فَأَقَامَ اللهُ نُوْرِي وَهُوَ الْجُزْءُ الرَّابِعُ، فِي كُلِّ حِجَابٍ أَلْفَ سَنَةٍ، وَهِيَ مَقَامَاتُ الْعُبُوْدِيَّةِ وَالسَّكِيْنَةِ وَالصَّبْرِ وَالصِّدْقِ وَالْيَقِيْنِ، فَغَمَسَ اللهُ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِي كُلِّ حِجَابٍ أَلْفَ سَنَةٍ فَلَمَّا أَخْرَجَ اللهُ النُّوْرَ مِنَ الْحُجُبِ رَكَّبَهُ اللهُ فِي الْأَرْضِ فَكَانَ يُضِيْئُ مِنْهَا مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ كَالسِّرَاجِ فِي اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بارہ ہزار حجاب پیدا فرمائے، اس کے بعد ہر حجاب میں میرے نور [جو کہ جزءِ رابع ہے] کو ایک ہزار سال تک رکھا اور یہ عبادت، سکینہ، صبر، صداقت اور یقین کے مقام ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہر حجاب میں ایک ہزار سال تک غوطہ دیا، جب اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ان پردوں سے باہر نکالا اور اسے زمیں پر جلوہ گر فرمایا، تو اس سے

مشرق ومغرب کے سارے علاقے روشن ہو گئے، جس طرح تاریک [اندھیری] رات میں چراغ روشن ہوتا ہے۔

ثُمَّ خَلَقَ اللهُ آدَمَ مِنَ الأَرْضِ فَرَكَّبَ فِيْهِ النُّورَ فِي جَبِيْنِهِ، ثُمَّ إِنْتَقَلَ مِنْهُ إِلىٰ شِيْثٍ، وَكَانَ يَنْتَقِلُ مِنْ طَاهِرٍ إِلىٰ طَيِّبٍ وَمِنْ طَيِّبٍ إِلىٰ طَاهِرٍ، إِلىٰ أَنْ أَوْصَلَهُ اللهُ صُلْبَ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَمِنْهُ إِلىٰ رَحِمِ أُمِّي آمِنَةَ بِنْتِ وَهْبٍ، ثُمَّ أَخْرَجَنِي إِلَى الدُّنْيَا فَجَعَلَنِي سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَرَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَقَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَهٰكَذَا كَانَ بَدْءُ خَلْقِ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ! (۳۷)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین [کی مٹی] سے [حضرت] آدم [علیہ السلام] کو پیدا فرمایا اور اس نور کو ان کی پیشانی میں رکھ دیا، پھر وہ نور ان سے [ان کے فرزند حضرت] شیث [علیہ السلام] میں منتقل ہو گیا، اور وہ نور ہر طاہر [پاکیزہ پشت] سے طیب [مقدس رحم] اور ہر طیب سے طاہر کی جانب منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو حضرت عبداللہ بن عبد المطلب [رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی پشت تک اور ان سے میری والدہ [حضرت] آمنہ بنت وہب [رضی اللہ تعالیٰ عنہا] کے رحم تک پہنچایا، پھر اللہ رب العزت نے مجھے دنیا میں پیدا فرمایا اور مجھے رسولوں کا سردار، نبیوں کا خاتم، سارے جہانوں کی رحمت اور غرمحجلین [روشن اعضاے وضو رکھنے والوں] کا قائد بنایا۔ اے جابر! یہ تھی تمھارے نبی کے نور کی تخلیق کی ابتدا۔

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

[۲: بَابٌ فِيْ الْوُضُوْءِ]

[وضو کرنے کا باب]

[رقم الحديث: ۱۹] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: سَتَأْتِي أُمَّةُ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ، مَنْ تَلُوحُ أَعْقَابُهُمْ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ (۳۸).

[ترجمہ: حدیث نمبر ۱۹] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت سالم بن عبداللہ سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ عن قریب [قیامت میں] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اس حال مین لائی جائے گی کہ آثارِ وضو سے ان کے اعضاے وضو چمک رہے ہوں گے۔

[۳: بَابٌ فِيْ التَّسْمِيَةِ فِيْ الْوُضُوْءِ]

[وضو میں بسم اللہ پڑھنے کا باب]

[رقم الحديث: ۲۰] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ (۳۹) عَنِ الزُّهْرِي (۴۰) عَنْ أَبِي

سَعِیْدِ الْخُدْرِی (۴۱) عَنْ أَبِیْہِ (۴۲) عَنْ جَدِّہٖ (۴۳) أَبِی سَعِیْدٍ [قال] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ (۴۴)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۰] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت امام زہری سے وہ حضرت ابوسعید خدری سے، وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا وضو کامل نہیں جو اس پر اللہ کا نام نہ لے۔

[رقم الحدیث: ۲۱] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ أَخْبَرَہٗ رَجُلٌ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ: لَا صَلَاۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ (۴۵)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۱] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت امام ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ انھیں ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اس کی نماز صحیح نہیں جس کا وضو نہ ہوا اور اس کا وضو کامل نہیں، جس نے اس پر بسم اللہ نہ پڑھا ہو۔

[۴: بَابُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ]

[وضو سے فارغ ہو تو کیا پڑھے]

[رقم الحدیث: ۲۲] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَالِکٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ أَبِی زَائِدَۃَ عَنْ أَبِی سَعِیْدِ

الْخُدْرِیِّ قَالَ: مَنْ قَالَ إِذَا فَرَغَ مِنْ وُضُوْئِہٖ: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوْبُ إِلَیْکَ خُتِمَتْ بِخَاتَمٍ ثُمَّ رُفِعَتْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَمْ [تُکْسَرْ] (۴۶) إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

ترجمہ: حدیث نمبر ۲۲] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت امام مالک سے، وہ حضرت یحیی بن ابوزائدہ سے، وہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا: جو شخص وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھیگا ''سبحانک اللھم وبحمدک أشھد أن لا الٰہ الا أنت أستغفرک وأتوب الیک'' [اے اللہ! میں حمد [تعریف و توصیف] کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہے، میں شہادت [گواہی] دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی خدا نہیں، میں تجھ سے مغفرت [بخشش] طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں [سچی] توبہ کرتا ہوں تو اس دعا کو مہر بند کیا جائے گا اور بلند کر کے عرش کے نیچے [محفوظ] رکھ دیا جائے گا پھر قیامت تک یہ مہر نہیں ٹوٹے گی۔

[رقم الحدیث: ۲۳] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ (۴۷) عَنْ قَتَادَۃَ (۴۸) عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ (۴۹) قَالَ: کَانَ عَلِیٌّ إِذَا فَرَغَ مِنْ وُضُوْئِہٖ قَالَ: أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَبِّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (۵۰)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۳] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت قتادہ سے، وہ حضرت سالم بن ابو الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا کہ [حضرت شیرِ خدا] علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وضو سے فارغ ہوتے، تو یہ دعا پڑھتے ''أشھد أن لا الٰہ الا اللہ و أشھد أن محمدا عبدہ و رسولہ رب اجعلنی من التوابین و

اجعلنی من المتطهرین "[میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور [حضرت سیدنا] محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور ستھرا رہنے والوں میں بنا]

[رقم الحدیث: ۲۴] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِی (۵۱) أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ (۵۲) يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ تَوَضَّأَ فَأَتَمَّ وُضُوْءَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ (۵۳)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۴] حضرت امام عبدالرزاق، امام ابن جریج سے، وہ امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کامل وضو کیا، پھر آسمان کی جانب سر اٹھا کر یہ دعا پڑی "أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له وانّ محمدا عبده ورسوله" [میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں اور ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں] اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے، جس سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

[۵: بَابٌ فِيْ كَيْفِيَّةِ الْوُضُوْءِ]

[وضو کرنے کا طریقہ]

[رقم الحدیث: ۲۵] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ (۵۴) عَنْ مُسْلِمِ بْنِ

يَسَارٍ (۵۵) عَنْ حِمْرَانَ (۵۶) قَالَ: دَعَا عُثْمَانُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَ: أَلَا تَسْأَلُوْنِي مِمَّا أَضْحَكُ: قَالُوْا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ: مَا أَضْحَكَكَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ كَمَا تَوَضَّأْتُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَظَهْرَ قَدَمَيْهِ (۵۷)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۵] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت ابوالجعد سے وہ حضرت مسلم بن یسار سے، اور وہ حضرت حمران رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے پانی منگا کر وضو فرمایا، تھوڑی دیر کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا کہ کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں کیوں ہنسا؟ لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے؟ آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا، جس طرح میں نے وضو کیا ہے، پھر کلی کی اور بینیِ اقدس میں پانی ڈالا، اپنے چہرۂ مقدس اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھلا اور سر اور دونوں پیروں کی پشت کا مسح فرمایا۔

[رقم الحدیث: ۲۶] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ الزُّهْرِی عَنْ يَحْيٰى (۸۷) عَنْ أَبِيْهِ (۵۹) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ (۶۰): أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ (۶۱)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۶] حضرت امام عبدالرزاق، امام زہری سے، وہ حضرت یحییٰ سے، وہ اپنے والد سے، اور وہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے بیان کیا کہ نبیِّ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا، تو اپنے چہرۂ اقدس کو تین مرتبہ اور دونوں ہاتھوں کو دو دو مرتبہ دھویا، سر کا مسح فرمایا اور پیروں کو دو دو مرتبہ دھویا۔

[٦ :بَابٌ فِیْ غَسْلِ اللِّحْیَةِ فِی الْوُضُوْءِ]

[وضو میں داڑھی دھونے کا طریقہ]

[رقم الحديث : ٢٧]عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ طَاوُسٍ(٦٢) عَنْ ابْنِ أَبِی لَيْلٰی(٦٣) قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْلُغَ بِالْمَاءِ أُصُوْلَ اللِّحْيَةِ فَافْعَلْ(٦٤)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۷] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت امام ابن جریج سے، وہ حضرت طاؤس سے، وہ امام ابن ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین سے، روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا: اگر تم پانی کو داڑھی کی جڑوں تک پہنچا سکو تو پہنچاؤ۔

[رقم الحديث:٢٨] عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ شِبْرَمَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ(٦٥) قَالَ: مَابَالُ الرَّجُلِ غَسَلَ لِحْيَتَهٗ قَبْلَ أَنْ تَنْبُتَ فَإِذَا نَبَتَتْ (٦٦)لَهٗ [لم]يَغْسِلْهَا(٦٧)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۸] حضرت امام عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے حضرت امام زہری نے، حضرت امام سفیان بن شبرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے کہ انسان داڑھی نکلنے سے پہلے تو اسے دھوتا ہے، لیکن جب اس کی [داڑھی] نکل آتی ہے، تو نہیں دھوتا۔

[٧ :بَابٌ فِیْ تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ فِی الْوُضُوْءِ]

[وضو میں داڑھی کا خلال کرنے کا باب]

[رقم الحديث : ٢٩]عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ(٦٨) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ

(٦٩ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ وَ خَلَّلَ لِحْيَتَهٗ(٧٠)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۲۹] حضرت امام عبد الرزاق نے، حضرت معمر سے، وہ امام زہری سے، وہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے وضو کر کے داڑھی کا خلال کیا۔

[رقم الحديث: ٣٠]عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِی عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيْدَ الرِّقَاشِی(٧١) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ(٧٢)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۰] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت امام زہری سے، وہ امام سفیان ابن عیینہ سے، وہ حضرت یزید رقاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے، اور وہ صحابیِ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تو داڑھی کا خلال فرماتے۔

[رقم الحديث: ٣١] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو غَالِبٍ (٧٣)قَالَ: قُلْتُ لِأَبِی أُمَامَةَ أَخْبِرْنَا عَنْ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا وَ خَلَّلَ لِحْيَتَهٗ وَ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ(٧٤)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۱] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: مجھ سے حضرت ابو غالب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے [سیدنا محمد] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے [طریقے کے] بارے میں بتایئے! تو انھوں نے اعضاے وضو تین تین مرتبہ دھو کر داڑھی کا خلال کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [وضو میں] اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

[رقم الحدیث: ۳۲] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَاتَوَضَّأَخَلَّلَ لِحْيَتَه(۷۵)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۲] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت امام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو فرماتے، تو داڑھی کا خلال فرماتے۔

[۸:بَابٌ فِيْ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ]

[وضو میں سر پر مسح کرنے کا باب]

[رقم الحدیث: ۳۳] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَسَحَ مَرَّةً(۷۶).

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۴] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت امام زہری سے، وہ حضرت حمران سے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [اپنے سر کا] ایک مرتبہ مسح فرمایا.

[رقم الحدیث: ۳۴] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا اِلَّا الْمَسْحَ مَرَّةً۔(۷۷)

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۴] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت امام مالک سے، وہ حضرت یحییٰ بن ابو زائدہ سے، وہ حضرت مولائے کائنات علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضائے وضو تین تین مرتبہ دھوتے تھے، مگر سر کا مسح صرف

ایک مرتبہ فرماتے تھے۔

[رقم الحدیث: ۳۵] وَ بِهٰذَا الإِسْنَادِ عَنْ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً(۷۸)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۵] اسی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنے سر کے اگلے حصہ کا ایک مرتبہ مسح فرماتے تھے۔

[۹:بَابٌ فِي كَيْفِيَةِ الْمَسْحِ]

[مسح کرنے کی کیفیت کا باب]

[رقم الحدیث: ۳۶] عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ لَيْثٍ(۷۹) عَنْ طَلْحَةَ(۸۰) عَنْ أَبِيْهِ(۸۱) عَنْ جَدِّهِ(۸۲) قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهُ هٰكَذَا وَأَمَرَّ حَفْصٌ بِيَدَيْهِ عَلٰى رَأْسِهِ حَتّٰى مَسَحَ قَفَاهُ(۸۳).

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۶] حضرت امام عبد الرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت لیث سے، وہ حضرت طلحہ سے، وہ اپنے والد سے، اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کا اس طرح مسح کیا، حضرت حفص نے [لوگوں کو دکھانے کے لیے] اپنے دونوں ہاتھوں کو سر پر پھیرتے ہوئے گدی تک مسح کیا ۔

رقم الحدیث: ۳۷] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ(۸۴) قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَأْتِيْنَا فَيُكْثِرُ ، قَالَتْ فَوَضَعْنَا لَهُ الْمِيْضَأَةَ ، فَأَتَانَا فَتَوَضَّأَ وَ مَسَحَ رَأْسَهُ بَدَأَ

بِمُؤَخَّرِہٖ ثُمَّ رَدَّیَدَیْہِ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ(۸۵)

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۷] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت امام ابن جریج سے، وہ حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول پاک [صاحبِ لولاک] ﷺ میرے پاس کثرت سے تشریف لاتے تھے، تو میں نے آپ کے لیے وضو کرنے کا ایک برتن [لوٹا] رکھ دیا، چناں چہ [جب] آپ ﷺ تشریف لائے تو وضو کر کے سر کا مسح فرمایا، سر کے اگلے حصے سے ابتدا کر کے ہاتھوں کو پیچھے لے گئے، پھر انھیں پیشانی کی جانب واپس لائے۔

[۱۰: بَابٌ فِی مَسْحِ الْاُذُنَیْنِ]

[کانوں پر مسح کرنے کا باب]

[رقم الحدیث: ۳۸] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ: رَأَیْتُ أَنَسًا تَوَضَّأَ فَجَعَلَ یَمْسَحُ ظَاھِرَ اُذُنَیْہِ وَ بَاطِنَھُمَا فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ فَقَالَ: اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَأْمُرُ بِذٰلِکَ(۸۶)۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۸] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے، وہ حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے [خادمِ رسول] حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وضو کرتے ہوئے دیکھا وہ [دوران وضو] اپنے دونوں کانوں کے ظاہر و باطن پر مسح کرنے لگے، جب میں انھیں [تعجب سے] دیکھنے لگا، تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کا حکم دیتے تھے۔

[رقم الحدیث: ۳۹] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِی عَطَاءٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا تَوَضَّأَ أَدْخَلَ الْاِصْبَعَیْنِ اللَّتَیْنِ تَلِیَانِ الْاِبْھَامَیْنِ فِی اُذُنَیْہِ فَمَسَحَ بَاطِنَھُمَا وَ خَالَفَ بِالْاِبْھَامَیْنِ اِلٰی ظَاھِرِھِمَا(۸۷)

[ترجمہ: حدیث نمبر ۳۹] حضرت امام عبدالرزاق حضرت امام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: مجھے حضرت عطا نے، حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو فرماتے، تو انگوٹھوں سے قریب والی انگلیوں [کے پوروں] کو اپنے کانوں میں داخل کرتے اور کانوں کے اندرونی حصے کا مسح کرتے اور انگوٹھوں سے باہری حصے کا مسح کرتے۔

[رقم الحدیث: ۴۰] عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ الْاَسْوَدِ ابْنِ یَزِیْدَ (۸۸) اَنَّ ابْنَ عُمَرَ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ أُصْبُعَیْہِ فِی بَاطِنِ أُذُنَیْہِ وَ ظَاھِرِھُمَا فَمَسَحَھُمَا۔

[ترجمہ: حدیث نمبر ۴۰] حضرت امام عبدالرزاق، حضرت امام زہری سے، وہ حضرت جندب سے، وہ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو فرماتے، تو اپنی انگلیوں کو کانوں کے باطن میں داخل فرماتے اور کانوں کے ظاہر کا [بھی] مسح فرماتے۔

تحقیق و تخریج و تعلیق

از: محدّثِ جلیل حضرت علامہ شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع
حمیری حفظہ اللہ تعالیٰ
سابق جنرل منیجر شعبۂ اوقاف و امورِ اسلامی، دبئ
و پرنسپل امام مالک شرعی کالج، دبئ

ترجمہ نگار
احقر سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی
صدر المدرسین: دار العلوم محبوبِ سبحانی، کرلا ویسٹ، ممبئ ۷۰

[حاشیہ نمبر:۱] اِن کی سوانح جاننے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں !

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۵۴۸/۵)۔
(۲) تاریخ البخاری الکبیر (۱۳۰/۶)۔
(۳) الجرح و التعدیل (۳۸/۶)۔
(۴) و الثقات لابن حبان (۴۱۲/۸)
(۵) تذکرۃ الحفاظ (۳۶۴/۱)۔
(۶) سیر أعلام النبلاء (۵۶۳/۹)۔
(۷) العبر (۳۶۰/۱)۔
(۸) میزان الاعتدال (۶۰۹/۲)۔
(۹) المغنی (۳۹۳/۲)۔
(۱۰) الکاشف (۱۷۱/۲)۔
(۱۱) تاریخ الاسلام (وفیات ۲۱۱۔۲۲۰)۔
(۱۲) تہذیب التہذیب (۵۷۲/۲)۔
(۱۳) تقریب التہذیب (۱۱۸۳)۔
(۱۴) لسان المیزان (۲۸۷/۷).
(۱۵) شذرات الذہب (۲۷/۲)۔
(۱۶) الکنی و الاسماء للدولابی (۱۱۹/۱)۔
(۱۷) الکامل فی الضعفاء لابن عدی (۱۹۴۸/۵)
(۱۸) رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۴۹۶/۲)۔

(۱۹) رجال صحیح مسلم لابن منجویه (۸/۲)۔

(۲۰) الجمع بین الصحیحین (۳۲۸/۱)۔

(۲۱) الکامل فی التاریخ (۴۰۶/۶)۔

(۲۲) التبصرة (۲۷۰/۳)۔

(۲۳) وفیات الأعیان (۲۱۶/۳)۔

(۲۴) تهذیب الکمال (۵۲/۱۸)۔

(۲۵) البدایة والنهایة (۲۶۵/۱۰)۔

(۲۶) شرح علل الترمذی لابن رجب (۵۷۷/۲)۔

(۲۷) النجوم الزاهرة (۲۰۲/۲)۔

(۲۸) التاریخ لابن معین بروایة الدوری (۳۶۲/۲)۔

(۲۹) والعیون والحدائق (۳۷۱/۳)

[حاشیہ نمبر:۲] الجرح والتعدیل (۲۵۶/۸)

[حاشیہ نمبر:۳] اِن کی سوانح جاننے کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں!

(۱) تهذیب التهذیب (۱۲۷/۱۴)۔

(۲) تهذیب الکمال (۳۰۳/۲۸)۔

(۳) سیر أعلام النبلاء (۷/۵)۔

[حاشیہ نمبر:۴] تهذیب التهذیب (۵۶/۲)۔

تهذیب الکمال (۱۵۴/۱۱)۔

سیر أعلام النبلاء (۲۲۹/۷)۔

[حاشیہ نمبر:۵] تهذیب التهذیب (۵۹/۲)۔

تهذیب الکمال (۱۷۷/۱۱)۔

سیر أعلام النبلاء (۴۵۴/۸)

[حاشیہ نمبر:۶] أخرجه احمد (۳۸۵/۱۳)۔

والترمذی (۴۷/۵) فی باب ما جاء فی عالم المدینة۔

والحاکم (۱۶۸/۱)۔

وابن حبان فی صحیحه (۵۳/۹)۔

[حاشیہ نمبر:۷] تهذیب التهذیب (۶/۴)۔

تهذیب الکمال (۹۱/۲۷)۔

والسیر (۴۸/۸)۔

[حاشیہ نمبر:۸] تهذیب التهذیب (۶۱۶/۲)۔

تهذیب الکمال (۳۳۸/۱۸)۔

والسیر (۳۲۵/۶)۔

[حاشیہ نمبر:۹] تهذیب التهذیب (۴۱۵/۲)۔

تهذیب الکمال (۵/۱۶)۔

والسیر (۳۷۸/۶)

[حاشیہ نمبر:۱۰] تهذیب التهذیب (۵۳۷/۲)۔

تهذیب الکمال (۳۰۷/۱۷)۔

والسیر (۱۰۷/۷)۔

[حاشیہ نمبر:۱۱]تهذيب التهذيب(۴۰۰/۳)۔

تهذيب الكمال(۲۸۱/۲۳)۔

والسير(۴۲۱/۸)۔

[حاشیہ نمبر:۱۲]تهذيب الكمال(۴۱۸/۴)۔

وسير أعلام النبلاء(۳۴۴/۶)۔

[حاشیہ نمبر:۱۳]تهذيب التهذيب(۴۳/۱)۔

تهذيب الكمال(۴۳۷/۱)۔

وسير أعلام النبلاء(۱۷۷/۱۱)

[حاشیہ نمبر:۱۴]تهذيب التهذيب(۱۱۲/۱)۔

تهذيب الكمال(۳۷۳/۲)۔

وسير أعلام النبلاء(۳۵۸/۱۱)۔

[حاشیہ نمبر:۱۵]تهذيب التهذيب(۳۸۹/۴)۔

تهذيب الكمال(۵۴۳/۱۳)۔

وسير أعلام النبلاء(۷۱/۱۱)۔

[حاشیہ نمبر:۱۶]تهذيب التهذيب(۱۷۶/۳)۔

تهذيب الكمال(۵/۱۲)۔

وسير أعلام النبلاء(۴۱/۱۱)۔

[حاشیہ نمبر:۱۷]تهذيب التهذيب(۳۰۱/۳)۔

تهذيب الكمال(۲۱۳/۴۲)۔

وسير أعلام النبلاء(۱۴۷/۱۱)۔

[حاشیہ نمبر:۱۸]تهذيب التهذيب(۴۸/۱)۔

تهذيب الكمال(۴۹۲/۱)۔

وسير أعلام النبلاء(۳۸۹/۱۲)۔

[حاشیہ نمبر:۱۹]تهذيب التهذيب(۴۸۷/۳)۔

تهذيب الكمال(۲۹۶/۲۴)۔

وسير أعلام النبلاء(۱۱۷/۱۱)

[حاشیہ نمبر:۲۰]ملاحظہ فرمائیں!

هدية العارفين(۵۶۶/۵)

معجم المؤلفين لعمر رضا(۲۱۹/۵)

[كِتَابُ الْإِيمَانِ]

[حاشیہ نمبر:۱] یہ اضافہ ہے، جو ہم نے مناسبت کی وجہ سے یہاں کیا ہے۔

[حاشیہ نمبر:۲] یہ، حضرت معمر بن راشد ازدی حدانی، ابوعروہ بن ابوعمرو بصری ہیں، یمن میں سکونت اختیار کی اور جلیل القدر تابعی حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کی، حضرت ثابت بنانی، حضرت قتادہ، امام زہری، حضرت عاصم احول، حضرت زید بن اسلم اور حضرت محمد بن منکدر وغیرہم سے حدیثیں روایت کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ثقہ، معتمد علیہ اور صاحبِ فضل وکمال بزرگ ہیں ۱۵۴ھ میں وفات پائی۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱)طبقات ابن سعد (۵/۵۴۶)۔

(۲)تاریخ البخاری الکبیر (۷/۳۷۸)۔

(۳)و الصغیر (۲/۱۱۵)۔

(۴)الجرح و التعدیل (۸/۲۵۵)۔

(۵)الثقات لابن حبان (۷/۴۸۴)۔

(۶)سیر أعلام النبلاء (۷/۵)۔

(۷)فیات الأعیان (۱۴۱۔۱۶۰)۔

(۸)العبر (۱/۲۲۰)۔

(۹)تذکرۃ الحفاظ (۱/۱۹۰)۔

(۱۰)میزان الإعتدال (۴/۱۵۴)۔

(۱۱)تھذیب التھذیب (۴/۱۲۷)۔

(۱۲)التقریب (۹/۶۸۰)۔

(۱۳)تھذیب الکمال (۲۸/۳۰۳)۔

(۱۴)شذرات الذھب (۱/۲۳۵)۔

[حاشیہ نمبر: ۳] یہ، حضرت محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب قرشی زہری ابوبکر مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، فقیہ و حافظ ہیں، ان کی جلالتِ شان وضبط و اتقان پر تمام محدثین کا اتفاق ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار حجاز و شام کے علماے کِبار اور ائمۂ راسخین میں ہوتا ہے، اِنھیں حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن جعفر، حضرت انس بن مالک

، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت سائب بن یزید، حضرت سعید بن مسیب، حضرت سلیمان بن یسار اور متعدد صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے حدیثیں روایت کرنے کا شرف حاصل ہے، ۱۵۵ھ میں وفات پائی۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱)طبقات ابن سعد (۴/۱۲۶)۔

(۲)تاریخ البخاری الکبیر (۱/۲۲۰)۔

(۲)الصغیر (۱/۳۲۰)۔

(۴)الجرح و التعدیل (۸/۷۱)۔

(۵)الثقات لابن حبان (۵/۳۴۹)۔

(۶)سیر أعلام النبلاء (۵/۳۲۶)۔

(۷)وفیات الاعیان (۱۲۱۔۱۴۰)۔

(۸)العبر (۱/۱۵۸)۔

(۹)تذکرۃ الحفّاظ (۱/۱۰۸)۔

(۱۰)التقریب (۶/۶۲۹)۔

(۱۱)تھذیب الکمال (۲۶/۴۱۹)۔

(۱۲)شذرات الذھب (۱/۱۶۲)۔

[حاشیہ نمبر: ۴] قلمی نسخے میں ''سائب بن زید'' ہے لیکن درست ''سائب بن یزید'' ہے۔ اور یہ ''حضرت سائب بن یزید بن سعید بن ثمامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' ہیں اور اِن کے نسب میں ''عائذ بن اسود کندی'' یا ''ازدی'' کا بھی اضافہ کیا گیا ہے، آپ ''ابن اخت النمر'' کے نام

سے مشہور ہیں، صحابی ہیں، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست حدیثیں روایت کرنے کا شرف حاصل ہے، نیز اپنے والدِ محترم، خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقِ اعظم اور خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

ایک مرتبہ ان کو کچھ تکلیف لاحق ہوگئی تھی، ان کی خالہ جان، انھیں لے کر حضور رحمتِ عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیر کر دعا فرمائی اور آپ ﷺ نے وضو فرمایا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور آقائے کریم ﷺ کے وضو کے پانی کو نوش کرنے کا شرف حاصل کیا، نیز مہرِ نبوت کے دیدار سے اپنی آنکھیں روشن کیں۔

حضرت امام بغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کے مطابق، اِن کے آزاد کردہ غلام حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے پچھلے حصے سے اگلے حصے تک کے بال سیاہ اور ما بقی [بال] سفید تھے، انھوں [حضرت عطا] نے ان [حضرت سائب بن یزید] سے عرض کیا: میں نے آپ سے زیادہ خوب صورت بالوں والا کسی کو نہیں دیکھا، [یہ سن کر] حضرت سائب بن یزید نے فرمایا: اے فرزند! تمھیں معلوم نہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ پھر [خود ہی] فرمایا کہ [ایک مرتبہ] رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے، [کم عمری کے باعث] میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضور رحمتِ عالم ﷺ [کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور آپ] نے میرے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیر دیا اور ارشاد فرمایا: اللہ تجھ میں برکت دے! لہٰذا [میرا اعتقاد و یقین ہے کہ اب] یہ بال کبھی بھی سفید نہیں ہوں گے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ ''حضرت ام العلاء بنت شریح حضرمیۃ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور حضرت علا بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' آپ کے ماموں جان ہیں۔ ۸۲ھ میں وفات پائی، ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ آپ نے ۹۰ھ کے بعد وفات پائی۔ ملاحظہ فرمائیں!

(۱) الإصابة (۴/۱۱۷)۔

(۲) أسد الغابة (۲/۱۶۹)۔

(۳) معجم الصحابة للبغوی (۳/۱۸۸)۔

(۴) الاستیعاب (۲/۵۷۶)۔

(۵) معجم الصحابة لأبی نعیم (۳/۱۳۷۶)

[حاشیہ نمبر:۵] حضرت امام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حافظِ حدیث اور ثقہ و معتمد علیہ ہیں، [کبھی کبھی] تدلیس کرتے تھے، مگر یہاں [اس سند میں] انہوں نے اِخبار کی صراحت کر دی ہے، [لہٰذا یہ حدیث مقبول ہے] ''باب صفة النبی ﷺ و انه کان احسن الناس وجها'' میں حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تخریج کی ہے، الفاظِ حدیث یہ ہیں: کان رسول الله ﷺ رجلا مربوعا، بعید ما بین المنکبین، عظیم الجمة الی شحمة أذنیه، علیه حلة حمراء، ما رأیت شیئا قط احسن منه۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا قد درمیانہ تھا، آپ کے دونوں شانوں کے مابین زیادہ فاصلہ تھا، آپ کے موے مبارک لمبے تھے جو کانوں کی لو تک آتے تھے، [راوی، حضرت برا بن عاذب نے کہا: جس وقت میں نے آپ کا دیدار کیا، اس وقت] آپ دو سرخ [لال رنگ کی] چادروں کا جوڑا پہنے ہوئے تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا۔

(۴/ ۱۸۱۸) و أخرجه البخاری (۳/ ۱۳۰۳) رقم (۳۳۵۸) و ابو داؤد (۴/ ۴۰۹) والنسائی (۸/ ۱۸۳) وابویعلی (۳/ ۲۶۲) واحمد (۳۰/ ۲۲۴)۔
اِن تمام حوالوں سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

[حاشیہ نمبر:۶] یہ، حضرت یحییٰ بن ابوکثیر طائی مولی ابونصر یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت ضمضم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راوی، ثقہ اور [عندالمحدثین] معتمد علیہ ہیں، لیکن [کبھی کبھی] تدلیس وارسال کرتے ہیں، مزید تفصیل کے لیے التقریب (۲/ ۸۶۳) کا مطالعہ کریں!

[حاشیہ نمبر:۷] یہ، حضرتِ ضمضم بن جوس یمامی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، صحابیٔ رسول حضرت سیدنا ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، ثقہ اور معتمد علیہ ہیں (التقریب ۱/ ۲۹۹ وتهذیب التهذیب ۲/ ۲۳۰)۔

[حاشیہ نمبر:۸] یہ، حضرتِ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، صاحبِ فضل وکمال اور ثقہ ومعتمد علیہ ہیں، [کبھی کبھی] تدلیس اور ارسال کرتے تھے، ۱۴۹ھ میں وفات پائی، التقریب (۳/ ۴۱۹) و تهذیب التهذیب (۲/ ۲۱۶) وتهذیب الکمال (۱۸/ ۳۳۸)۔

[حاشیہ نمبر:۹] یہ، حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام ''حضرت ابوعبداللہ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ایک غزوہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کو ملے تھے، مشہور اور معتمد علیہ فقیہ ہیں ۱۱۷ھ میں وفات پائی (التقریب ۷۰۸۶، وتهذیب الکمال ۲۹/ ۲۹ وتهذیب التهذیب ۴/ ۲۱۰)۔

[حاشیہ نمبر:۱۰] اِس حدیث کی سند [بالکل] صحیح ہے، اس [حدیث] کو حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمة الله تعالیٰ علیه نے'' الخصائص الکبری (۱/ ۱۶۹)'' میں

روایت کیا ہے، جو کہ ''ہراس'' کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے اور اس کی نسبت حضرت حکیم ترمذی از ذکوان کی طرف کی ہے، ہمارے پاس حکیم ترمذی کی کتاب کے مطبوعہ اور مخطوطہ جو نسخیں ہیں، ہمیں ان میں یہ روایت نہیں مل سکی۔

جس روایت کو حضرت امام سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''الخصائص الکبریٰ'' میں ذکر کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

''أن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یکن له ظل فی شمس ولا قمر''

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ سورج کی دھوپ میں، نہ چاند کی چاندنی میں۔

حضرت امام ابن سبع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نور تھے، جب دھوپ میں یا چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔

بعض محدثین نے فرمایا کہ اس کی شہادت اس قول سے ملتی ہے، جو آپ دعا میں کہا کرتے تھے یعنی ''واجعلنی نورا'' [اے اللہ! مجھے سراپا نور بنا دے!] اس کلام کو حضرت امام مقریزی رضی الله تعالیٰ عنه نے ''امتاع الاسماع (۱۰/ ۳۰۸)'' میں، حضرت امام خیضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''کتابة اللفظ المکرم بخصائص النبی صلی الله علیه وسلم (۲/ ۲۳۵)'' میں، حضرت امام قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''المواهب اللدنیة (۲/ ۳۰۷)'' میں، حضرت امام صالحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''کتب الهدی والرشاد (۲/ ۹۰)'' میں، حضرت عمر بن عبداللہ بن سراج الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''کتابة غایة الرسول فی خصائص الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱/ ۲۹۷)'' میں درج کیا ہے۔

رہ گئی حضرت امام عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت، تو اسے حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''شرح المواھب اللدنیۃ میں (۴/۲۲۰)'' پر درج کیا ہے۔ اور امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ذکر کرنے کے معاً بعد فرمایا:

حضرت امام عبد اللہ بن مبارک اور حضرت امام ابن جوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ''نبیِّ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی [سورج کی] دھوپ میں چلتے تھے، تو آپ [کے رخ زیبا کی] کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آجاتی تھی، اور جب بھی آپ چراغ کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے تو اُس کی روشنی آپ [کے حسن و جمال] کی چمک کے سامنے پھیکی پڑ جاتی تھی۔

لہٰذا [نجدی محدّث] ناصر الدین البانی کا اس روایت کو ضعیف قرار دینا، کچھ حیثیت نہیں رکھتا اور ''ہراس'' کا اِس روایت کو معلل قرار دینا بھی ساقط الاعتبار ہے، یہ چیز [اِس طرح کی خباثت، بسا اوقات] انسان کو کفر [کی دہلیز] تک پہنچا دیتی ہے، اللہ رب العزت ہمیں بری نیتوں اور تاریک دلوں سے محفوظ رکھے۔

[حاشیہ نمبر:۱۱] حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۳/۱۳۰۴) رقم (۳۳۵۹)'' حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (۴/۱۸۱۹) رقم (۲۳۳۸)'' اور حضرت امام ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (۱۴/۱۹۶)'' پر، صحابیِ رسول حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، یہ حدیثِ پاک اِن الفاظ میں روایت کی ہے:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أحسن الناس وجھا وأحسنہ خلقا''

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوب صورت اور خوش

اخلاق تھے۔

اِسے حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ نے ''السنن الکبری (۶/۲۶۳)'' اور حضرت رویانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ''مسند (۲/۳۹۲)'' میں صحابیِ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۱۲] اس کی تخریج حدیث نمبر (۲) پر گزر چکی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۱۳] اس کی تخریج حدیث نمبر (۵) پر گزر چکی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۱۴] اسے حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''المستدرک علی الصحیحین (۴/۲۰۷)'' میں حضرت امام دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ''سنن (۱/۴۴)'' میں، حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''شعب الایمان (۲/۱۵۱)'' اور حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''معجمِ کبیر (۲/۲۰۶)'' میں روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۱۵] الطبقات الکبری لابن سعد (۱/۲۳۱)

[حاشیہ نمبر:۱۶] حدیث نمبر (۴) میں ان کی سوانح گزر چکی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۱۷] اس حدیث کی سند منقطع ہے؛ کیوں کہ حضرت امام ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پا سکے۔

[حاشیہ نمبر ۱۸] یہ، حضرت امام ابن تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں، اور ابنِ تیمی ''معتمر بن سلیمان بن طرخان تیمی'' ہیں، ان کی کنیت ابو محمد بصری اور لقب طفیل ہے، ثقہ اور معتمد علیہ ہیں ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

ان کے والد ''حضرت سلیمان بن طرخان تیمی ابو معمر بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' ہیں،

[یہ بھی] ثقہ اور [بڑے] عبادت گزار تھے ، انھوں نے حضرت انس بن مالک حضرت طاووس، حضرت حسن بصری اور حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم سے حدیثیں روایت کرنے کا شرف حاصل کیا، ۱۴۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) التقریب (۶۷۸۵)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۱۱۷/۴)۔

(۳) تھذیب الکمال (۲۵۰/۲۸)۔

(۴) التقریب (۲۵۷۵)۔

(۵) تھذیب التھذیب (۹۹/۲)۔

(۶) تھذیب الکمال (۵/۱۲)۔

[حاشیہ نمبر:۱۹] اس کی اسناد صحیح ہے۔

[حاشیہ نمبر:۲۰] اس کی اسناد بھی صحیح ہے۔

[حاشیہ نمبر:۲۱] یہ، حضرت یحیی بن زکریا بن ابوزائدہ ہمدانی ابوسعید کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، ثقہ اور صاحبِ ضبط واتقان ہیں، ۱۸۴ یا ۱۸۳ھ میں وفات ہوئی۔

ملاحظہ ہو!

(۱) التقریب (۷۵۴۸)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۳۵۳/۴)۔

(۳) تھذیب الکمال (۳۰۵/۳۱)۔

[حاشیہ نمبر:۲۲] یہ، حضور نبیِّ کریم رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ''حضرت سلیمان بن یسار ہلالی، ابو ایوب مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکاتب ہونے کا قول بھی ملتا ہے، آپ [زبردست] فاضل، ثقہ اور فقہاے سبعہ میں سے ایک ہیں، امہات المومنین حضرت میمونہ، حضرت ام سلمہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین اور [صحابۂ کرام میں سے]، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر بن عبد اللہ وغیرہم سے حدیثیں روایت کی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ آپ کا وصال ۱۰۰ھ کے بعد ہوا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا وصال ۱۰۰ھ سے پہلے ہوگیا تھا۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) التقریب (۲۶۱/۹)۔

(۲) تھذیب (۱۱۲/۲)۔

(۳) تھذیب الکمال (۱۰۰/۱۲)۔

[حاشیہ نمبر:۲۳] یہ، حضرت عبداللہ بن زید بن عمرو، ابوقلابہ جرمی بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، صاحبِ فضل وکمال اور ثقہ ومعتمد علیہ ہیں، احادیث کی سندوں میں بکثرت ارسال کرتے تھے، ۱۰۴ھ میں ملکِ شام میں انتقال ہوا اور [آپ کے وصال سے متعلق] ایک ضعیف قول ۱۰۴ھ کے بعد کا بھی ہے ۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) التقریب (۳۳۳/۳)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۳۳۹/۲)۔

(۳) تھذیب الکمال (۵۴۲/۱۴)۔

اصل نسخے میں تو ''البخار'' تھا، لیکن شاید درست وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے ''نجر، نَجار، اور نُجار'' کا معنیٰ ''اصل وحسب'' ہے، دیکھئے! لسان العرب (۲/ ۳۳۹)، اس کے بعد ''الفخار'' آیا ہے، جو کہ اس کا رد کر رہا ہے، لہذا کلمہ ''البخار'' کا یہاں کوئی مطلب نہیں ہے، بلکہ یہ ناسخ کی غلطی ہے واللہ تعالیٰ اعلم، حضرت علامہ جزولی علیہ الرحمۃ نے اسے ''دلائل الخیرات شریف'' میں استعمال کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''اللھم صل علی مَنْ طاب منہ النجار''

ترجمہ: اے اللہ! اس ذات پر درود وسلام نازل فرما! جس کے صدقے میں حسب و نسب کو پاکیزگی نصیب ہوئی۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) دلائل الخیرات (۱۴۲۔۱۴۳)۔

(۲) مطالع المسرات (۴۱۰۔۴۱۱)۔

[حاشیہ نمبر: ۲۴] اصل نسخے میں ''جنود'' ہے، لیکن درست وہی [جود] ہے، جو ہم نے لکھا ہے، ''دلائل الخیرات (۱۴۲/ ۱۴۳) اور ''مطالع المسرات (۴۱۲/ ۴۱۳)'' میں ایسا ہی ہے۔

ممکن ہے کہ اِس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم سخاوت کی جانب اشارہ ہو؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''ریح مرسلة'' [تیز ہوا] سے بھی زیادہ فیاض تھے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے یہاں در اصل ''جنوب'' ہو، لیکن [کاتب کی غلطی سے] ''جنود'' ہوگیا ہو، تو اس صورت میں یہ ''جنب'' بمعنیٰ ''جانب و پہلو'' کی جمع ہوگا، اور یہاں اس کا معنیٰ ہوگا ''دستِ یمین''۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) الغریبین لإبن سلام (۱/ ۱۸۱أ۔۱۸۲ب، خ ط)۔

(۲) و لسان العرب (۱/ ۲۷۵)۔

[حاشیہ نمبر: ۲۵] حدیث نمبر (۱۰) میں ان کی سوانح گزر چکی۔

[حاشیہ نمبر: ۲۶] یہ، حضرت زیاد بن سعد بن عبدالرحمٰن خراسانی ابوعبدالرحمن شریک بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، مکۂ مکرمہ میں سکونت اختیار کی، پھر یمن منتقل ہوگئے، ثقہ اور ضابط ہیں، حضرت امام سفیان ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امام زیاد بن سعد، حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ثقہ ہیں، ان سے حضرت امام مالک، حضرت امام ابن جریج، حضرت سفیان بن عیینہ اور ہمّام وغیرہم نے حدیثیں روایت کی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ملاحظہ کریں!

(۱) التقریب (۲۰۸۰)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۱/ ۶۴۷)۔

[حاشیہ نمبر: ۲۷] حدیث نمبر (۱) میں ان کی سوانح گزر چکی۔

[حاشیہ نمبر: ۲۸] حدیث نمبر (۱۳) میں ان کے حالات گزر چکے۔

[حاشیہ نمبر: ۲۹] یہ، حضرت عبداللہ بن عون بن ارطبان مزنی، ابوعون بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، لیکن اُن سے سماع [حدیث کی سماعت] ثابت نہیں، ثقہ، فاضل اور معتمد علیہ ہیں، علم، فضل اور عمر میں حضرت ایوب کے ہم پایہ ہیں، حضرت امام اعمش، حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام شعبہ، حضرت امام عبداللہ بن مبارک، حضرت امام بن زائدہ اور حضرت امام وکیع وغیرہم کو آپ سے حدیثیں

روایت کرنے کا شرف حاصل ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱)التقریب(۹/۳۵۱)۔

(۲)تھذیب التھذیب(۲/۳۹۸)۔

(۳)تھذیب الکمال(۱۵/۳۹۴).

[حاشیہ نمبر:۳۰]اس کی سند منقطع ہے،اس لیے کہ حضرت معمر کی ،حضرت ابن ابوزائدہ سے روایت ثابت نہیں ہے۔

[حاشیہ نمبر:۳۱]یہ،حضرت سالم بن ابوامیہ تیمی، ابونصر مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں،ثقہ اور معتمد علیہ ہیں،حدیثیں ارسال کرتے تھے،۱۲۹ھ میں وفات ہوئی۔

ملاحظہ کریں!

(۱)التقریب(۲۱۶۹)۔

(۲)تھذیب التھذیب(۱/۶۷۴)۔

(۳)تھذیب الکمال(۱۰/۱۲۷)۔

[حاشیہ نمبر:۳۲]یہ،حضرت سعید بن ابوسعید مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کا نام کیسان مقبری ہے،ان کے والد ابوسعید اہلِ مدینہ کی ایک عورت کے مکاتب تھے[اسی لیے"مدنی" کہے جاتے ہیں]اور مدینہ کے ایک قبرستان کے پڑوسی تھے،اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے "مقبری" کہے جاتے ہیں، اِن کی ثقاہت محدثین کے نزدیک ثابت ہے، ۱۲۰ھ کے اواخر میں انتقال ہوا۔

ملاحظہ کریں!

(۱)التقریب(۲۳۲۱)۔

(۲)تھذیب التھذیب(۲/۲۲)۔

(۳)تھذیب الکمال(۱۰/۴۶۶)۔

[حاشیہ نمبر:۳۳]اصل نسخے میں"بدیھا" تھا لیکن درست "بدیھة" ہے۔کبھی کبھی کاتب سے بھی غلطی ہوجاتی ہے۔

اِس حدیث کی سند صحیح ہے، حدیث نمبر(۱) میں حضرت معمر کے حالات گزر چکے ہیں،اور رہی "امام زہری عن سالم عن ابیہ والی سند" تو یہ اُن صحیح ترین سندوں میں سے ایک ہے، جسے حضرت امام حمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر حفاّظِ احادیث نے ذکر کیا ہے ،اس کی تفصیل امام نووی کی کتاب "اِرشاد طلاب الحقائق (۱/۱۱۲)" میں ہے، حضرت امام ترمذی نے (۵/۵۹۹)پر اور امام ابن ابوشیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی "مصنف" میں (۶/۳۲۸) پر،اِسے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معنیً روایت کیا ہے، کہ جب حضرت علی، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کرتے،تو کہتے:

"لم یکن بالطویل الممغّط ولا بالقصیر المتردّد وکان رَبعةَ القوم الی أن قال: من راٰہ بدیھة ھابہ ومن خالطہ معرفة أحبہ، یقول ناعتہ: لم أر قبلہ ولا بعدہ"

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ لمبے نہیں تھے، اور نہ ہی انتہائی پست قد تھے، بلکہ آپ میانہ قد تھے، اور آگے فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی انھیں اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا اور انھیں پہچان کر ان کی صحبتِ بافیض میں رہتا، تو ان سے محبت کرنے لگتا اور آپ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہوتا کہ میں نے آپ جیسا نہیں دیکھا، نہ پہلے اور نہ بعد میں۔

[حاشیہ نمبر: ۳۴] حدیث نمبر (۱) میں ان کے حالات گزر چکے۔

[حاشیہ نمبر: ۳۵] یہ، حضرت محمد بن منکدر بن عبداللہ بن ہدیر تیمی، ابوعبداللہ مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، آپ کا شمار جلیل القدر ائمہ میں ہوتا ہے، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت زید بن اسلم، حضرت امام زہری، حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام ابن عیینہ اور حضرت امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین اور بہت سے محدثین نے روایتِ حدیث کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ ثقہ ومعتمد علیہ اور صاحبِ فضل وکمال محدث ہیں، ۱۳۰ھ میں وفات پائی۔

دیکھئے!

(۱) التقریب (۶۳۲/۷)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۷۰۹/۳)۔

(۳) تھذیب الکمال (۵۰۳/۲۶)۔

[حاشیہ نمبر: ۳۶] یہ، حضرت جابر بن عبداللہ بن عمر بن حرام بن سلمہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ابوعبداللہ اور ابوعبدالرحمٰن آپ کی کنیت ہے، اُن خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کثرت کے ساتھ حدیثیں روایت کی ہیں، خود بھی صحابی ہیں اور آپ کے والدِ بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شرفِ صحابیت حاصل ہے، بیعتِ عقبہ میں حاضر ہونے والوں کے ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۱۹ غزوات میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی، ۷۸ھ میں وفات ہوئی، آپ مدینۂ منورہ میں انتقال فرمانے والے آخری صحابی ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی عمر ۹۴ برس کی تھی۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) الإصابة (۴۵/۲)۔

(۲) الإستیعاب لابن عبد البر (۲۱۹/۱)۔

(۳) أسد الغابة (۲۵۶/۱)۔

ان محدثینِ عظام کے حالات بیان کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ حدیثِ نوری صحیح الاسناد ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۳۷] حضرت شیخِ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''تلقیح الفھوم'' (خ ل ۱۲۸ أ) میں انھی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث درج کی ہے، اور علامہ خرکوشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''شرف المصطفی (۷۰۳/۱)'' میں حضرت امام علی مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم سے اسے معنیً روایت کی ہے۔ حضرت امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ''کشف الخفاء (۳۱۱/۱)'' میں درج کرنے کے بعد فرمایا:

''رواہ عبد الرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما''

ترجمہ: حضرت امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔

اور اسے حضرتِ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''المواھب اللدنیة (۷۱/۱)'' میں روایت کیا ہے، اور حضرتِ عبدالملک بن زیادۃ اللہ طبنی نے اس کی تخریج اُن فوائد میں کی ہے جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہیں: (الفاظِ حدیث یہ ہیں)

''یا عمر! أتدری من أنا؟ أنا الذی خلق اللہ عز و جل أول کل شیی نوری

فسجد للہ فبقی فی سجودہ سبع مأۃ عام، فأول کل شیی سجد نوری و لا فخر، یا عمر! أتدری من أنا ؟أنا الذی خلق اللہ العرش من نوری والکرسی من نوری و اللوح والقلم من نوری والشمس والقمر من نوری و نور البصائر من نوری و العقل الذی فی(رؤوس) الخلائق من نوری و نور المعرفۃ فی قلوب المؤمنین من نوری و لا فخر ،ذکرہ المحدث السید محمد جعفر الکتانی فی کتابہ العلم النبوی(ل خ ۲/ ۱۳۳)''

ترجمہ: اے عمر! کیا تمھیں میری حقیقت معلوم ہے؟ سنو! اللہ عزوجل نے سب سے پہلے میرے ہی نور کو پیدا فرمایا، پھر اس نور نے اللہ کے لیے سجدہ کیا اور اس سجدہ میں سات سو سال تک پڑا رہا، تو [رب تبارک وتعالیٰ کو] سب سے پہلے میرے نور نے سجدہ کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، لیکن مجھے اس پر فخر نہیں ہے، اے عمر! جانتے ہو کہ میں کون ہوں [میری حقیقت کیا ہے؟ نہیں جانتے ہو تو] ؟ سنو! اللہ نے میرے ہی نور سے عرش و کرسی، لوح و قلم اور شمس [سورج] و قمر [چاند] کو پیدا فرمایا ہے، نگاہوں کا نور، مخلوق کی عقلیں اور مومنوں کے دلوں میں معرفت کا نور [یہ ساری چیزیں] میرے ہی نور کا صدقہ ہیں، لیکن مجھے اس پر بھی فخر نہیں ہے۔ اسے محدث سید محمد جعفر کتانی نے اپنی کتاب ''**العلم النبوی** (ل خ ۲/ ۱۳۳)'' میں درج کی ہے۔

حضرت امام حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب '' **مواکب ربیع** '' میں (۲۷/ ۳۳) پر، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثِ نوری پر پیش آنے والے اشکالات کا حل پیش فرمایا ہے۔

انھوں نے فرمایا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی حدیثِ نوری متعدد سندوں سے مروی ہے، اس حدیث پر [مختلف وجوہ سے] پانچ اشکالات وارد ہوتے ہیں۔

پہلا اشکال:

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیت کے معارض وہ حدیث ہے جو متعدد سندوں سے مروی ہے، وہ یہ ہے کہ

''اللہ تعالیٰ نے پانی سے پہلے کسی مخلوق کو پیدا نہیں فرمایا''

اسی طرح ''**أول ما خلق اللہ روحی ،أول ما خلق اللہ القلم ،أول ما خلق اللہ اللوح ،أول ما خلق اللہ العقل**''

اور اسی طرح اولیت والی [دوسری] حدیثیں ایک دوسرے کے معارض ہیں، تو [ان کے مابین] تطبیق و توفیق کی کیا صورت ہوگی؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الاطلاق ساری مخلوق سے پہلے پیدا کیا گیا ہے، جیسا کہ گزشتہ حدیثوں کی تفصیل سے واضح ہو چکا ہے، اسی لیے علماے کرام کی عبارتیں اس پر متفق ہیں اور دیگر اشیا [دوسری چیزوں] کی اولیت اضافی [اپنے مابعد کی طرف نظر کرتے ہوئے] ہے، تو پانی کی اولیت نورِ مقدس کے علاوہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے، اسی پر ''**کل شیی ء خلق من الماء ،الحدیث**'' کو محمول کیا جائے گا، اسے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے، اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث مرتبۂ صحت پر فائز ہے، لہذا اس حدیثِ پاک میں ''**من کل شیی ء**'' سے مراد نورِ مقدس کے علاوہ

دیگر اشیا ہیں۔

اور یہ جو حدیث پاک میں آیا ہے کہ

''جنات گرم آگ سے اور فرشتے نور یا ہوا سے پیدا کیے گئے ہیں''

تو یہ اس [کل شیيء خلق من الماء والی حدیث] کے منافی نہیں ہے، کیوں کہ ماہرینِ طبعیات نے بیان کیا ہے کہ پانی، بہنے کے سبب بخارات [بھاپ] میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور بخارات ہوا میں، اور ہوا آگ میں تبدیل ہو جاتی ہے، لہذا آگ کو پانی سے پیدا کیے جانے میں کوئی استبعاد نہیں، استبعاد بھلا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے سبز درخت میں آگ اور پانی کو جمع فرما دیا ہے۔

رہی روحِ مقدسہ، قلمِ اعلی اور لوحِ محفوظ کی اولیت، تو یہ اُن مخلوقات کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے، جو اِن اشیا کے بعد وجود آشنا ہوئیں، یا اِن کی اولیت اپنے ہم جنس ارواح، اقلام اور الواح کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے۔

ہاں ''أول ما خلق الله العقل'' [اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا] اور ''اول ما خلق الله نوری'' [اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا] میں اولیت سے مراد ''اولیتِ حقیقی'' ہے، [اور دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے] کیوں کہ حقیقتِ محمدیہ کو کبھی عقل سے اور کبھی نور سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کی ''یواقیت الشعرانی'' میں مذکور ہے، بلکہ بہت سے محدثینِ کرام نے ذکر کیا ہے کہ یہ سارے اسما نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی [مبارک نام] ہیں [جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کے مختلف پہلوؤں پر دلالت کرتے ہیں]۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور ہونے اور فیضانِ انوار کے اعتبار سے نور کہا گیا ہے، اور اِس

اعتبار سے کہ آپ مصدرِ علم اور احکامِ الٰہی کے نفاذ کا ذریعہ ہیں آپ کو قلم کہا گیا ہے، جیسے بادشاہوں کے قلم سے احکام صادر ہوتے ہیں، اور چوں کہ آپ علوم کا مظہر ہیں، اس لیے آپ کو لوح سے تعبیر کیا گیا، اور چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقل بدرجۂ اتم موجود ہے، اس لیے [بعض حدیثوں میں] آپ کو عقل سے بھی تعبیر کیا گیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح اور پانی سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے وجود اور اس کی حسی [ظاہری] اور معنوی [باطنی] حیات [زندگی] کا وسیلہ ہیں۔

قلتُ: [میں کہتا ہوں] کہ آیتِ کریمہ ''وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ'' [انبیاء: ۱۰۷] ترجمہ: اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔ [کنز الایمان] میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت کہنے کی وجہ یہی ہے [کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجودِ کائنات کا سبب ہیں] جس طرح آیتِ کریمہ ''فَٱنظُرۡ إِلَىٰٓ ءَاثَٰرِ رَحۡمَتِ ٱللَّهِ كَيۡفَ يُحۡيِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَآۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحۡيِ ٱلۡمَوۡتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ'' [روم: ۵۰] ترجمہ: تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو، کیوں کر زمین کو جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے، بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ [کنز الایمان] میں بارش کے پانی کو رحمت کہا گیا ہے [کیوں کہ پانی کائنات کی حیاتِ ظاہری کا سبب ہے]۔

نیز نور اور پانی تموّج وانبساط [موج مارنے اور پھیلنے] میں، ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، حتی کہ حدیثِ پاک میں نور کو پانی کے وصف سے موصوف کیا گیا ہے، چناں چہ آقائے کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا فرمایا، تو ان پر اپنے نور سے تجلی فرمائی'' [جس سے تاریکی دور ہو گئی] اسی لیے

بعض مفسرین نے نورِ محمدی کی تفسیر ''العماء'' سے یعنی'' موسلا دھار برسنے والے بادل'' سے کی ہے۔

حدیث میں ہے:

حضرت ابورزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

''أین کان ربنا قبل أن یخلق خلقه؟ قال: کان فی عماء، ما فوقه هواء و ما تحته هواء، ثم خلق عرشه علی الماء''[جامعِ ترمذی باب ومن سورۃِ ہود، رقم الحدیث ۳۳۹۴]

ترجمہ: مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسے موسلا دھار بادل میں جس کے اوپر ہوا تھی نہ نیچے، پھر اس نے پانی کے اوپر اپنے عرش کو پیدا فرمایا۔ اسے حضرت امام ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

[انہیں] بعض [مفسرین] نے فرمایا: اس لئے کہ اصل میں'' عماء'' اس موسلا دھار برسنے والے بادل کو کہتے ہیں، جو رقیق یا سفید یا بلند ہو، اور نورِ مقدس'' برسنے والے رقیق بادل'' کے مشابہ ہے، کیوں کہ زمانۂ اولین میں مخفی ہونے اور آخری زمانے میں آنے کے باوجود نورِ مقدس حیاتِ عالم کا سبب ہے اور صاف و واضح اور روشن و تابناک ہونے کی حیثیت سے سفید بادل کے مشابہ ہے اور اپنی حسی اور معنوی رفعتوں کے ذریعے مخلوقات پر بلند ہونے کی حیثیت سے بلند بادل کے مشابہ ہے، اور چوں کہ ہوا اُس ''عماء'' کے لیے لازم ہے جو کہ بادل ہے اور یہاں اس [ہوا] کا کوئی وجود نہیں، کیوں کہ یہ مخلوق کی تخلیق سے پہلے کی بات ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول ''ما فوقه هواء و ما تحته هواء'' سے ہوا کی نفی کی ہے، لہذا معلوم ہو گیا کہ نور اور پانی میں من کل الوجوہ مشابہت نہیں ہے، بعض

مفسرین نے اسی طرح کہا ہے۔

اس قول کی بنیاد پر حدیث پاک میں مذکور ''فی'' ''مع'' کے معنی میں ہوگا اور اُس مصاحبت و اتصال پر دلالت کرے گا جو رب تبارک و تعالیٰ کی شایانِ شان ہے، نہ کہ اُس اتصال و مصاحبت پر، جس سے اللہ عزوجل کا منزہ ہونا ضروری ہے۔

پھر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ذریعہ جو جواب دیا ہے، وہ جواب مسئول عنہ کی جانب سے اسلوبِ حکیم کے طور پر ہے، اور اس میں اس بات کی ہدایت ہے کہ اس طرح کے [جاہلانا] سوال کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے، کیوں کہ اللہ عزوجل این و مکان سے منزہ [پاک] ہے، مناسب یہی ہے کہ مسئول عنہ سے یہ پوچھا جائے کہ، سب سے پہلے کون سی مخلوق موجود اور حاضر تھی۔

اِس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے، کہ سوال کی تقدیر یہ ہے ''أین کان عرش ربنا''[ہمارے رب کا عرش کہاں تھا؟] تو وسعت دے کر مضاف کو حذف کر دیا گیا، جیسا کہ آیتِ کریمہ ''و اسئل القریة'' میں مضاف حذف کیا گیا ہے، کیوں کہ اصل میں ''و اسئل أهل القریة'' تھا، [بستی والوں سے پوچھیے] اور ایک روایت میں ''و کان عرشه علی الماء''[اور اس کا عرش پانی پر تھا] آیا بھی ہے، یہ روایت بھی اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ سوال عرش ہی کے بارے میں ہے۔

نیز جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل [سوال کرنے والے] کو ''عماء'' کا ذکر کر کے جواب دیا، تو وہ خاموش ہو گیا اور اُس نے دوبارہ یہ نہیں پوچھا کہ ''عماء'' کی تخلیق سے پہلے وہ [اللہ عزوجل] کہاں تھا، یہ بھی اسی بات پر دال ہے کہ سائل نے مخلوق ہی کے بارے میں سوال کیا تھا نہ کہ خالق کے بارے میں۔ تو [اِس پوری گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ] حدیثِ

پاک میں ''عماء'' سے ''پانی'' کا کنایہ کیا گیا ہے، کیونکہ ''بادل'' پانی کا محل ہوتا ہے [لہذا حدیثِ پاک میں محل [بادل] بول کر حال [پانی] مراد لیا گیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ سوال اپنے ظاہر پر ہے اور اَیْنِیَّتْ (ظرفیت) مجازی ہے اور ''عماء'' سے مراد مرتبۂ احدیت ہے، اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں، لیکن اکثر علماے کرام کا رجحان اِس طرف ہے کہ یہ [حدیث] متشابہات میں سے ہے، اس کی حقیقی مراد اللہ و رسول ہی کو معلوم ہے [عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم]۔

لیکن جو ''یواقیت'' میں ہے، کہ مطلقاً سب سے پہلی مخلوق ''ھباء'' [غبار] ہے، اُس قول سے استدلال کرتے ہوئے جو ''فتوحات'' میں ہے، اور جس کی تائید وحمایت قصری المار کے اُس اثر سے ہوتی ہے، جو حضرت علی شیرِ خدا مولاے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سو اُس قول میں نظرِ جلی [اُس قول پر واضح اعتراض وارد ہوتا] ہے، کیوں کہ ''غبار'' کی اولیت ''پانی'' کے وجود کے بعد ہے، جب کہ زمین پھلا دی گئی تھی اور آسمان بلند کر دیا گیا تھا، جیسا کی اس کی جانب اشارہ بھی گزر چکا ہے، لہذا یہ اضافی اولیت ہے، نہ کہ حقیقی، حقیقی اوّلیت بھلا کیسی ہوسکتی ہے جب کہ ''فتوحات'' کی عبارت خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّل الخلق [مطلقاً پہلی مخلوق] ہونے کی صراحت کر رہی ہے، کیوں کہ صاحبِ فتوحات نے فرمایا:

''اول ما خلق اللہ الھباء و اول ما ظھر فیہ حقیقتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل سائر الخلق''

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے ''غبار'' کو پیدا فرمایا اور ساری مخلوق میں سب سے پہلے اُس میں حقیقتِ محمدیہ کا ظہور ہوا۔

کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے علمِ سابق کے مطابق جب عالم کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا، تو عالم اُس ارادۂ مقدسہ سے متاثر ہوکر سبحانہ تعالیٰ کی ایک تجلی سے حقیقتِ کلیہ کی شکل میں موجود ہوگیا۔

یہ اُس عمارت کی منزل میں ہے جس پر مسالہ لگایا جائے، تاکہ اس پر من مانی شکلیں بنائی جاسکیں، پھر رب تبارک وتعالیٰ نے اس ''ھباء'' پر اپنے نور کی [خاص] تجلی فرمائی، اور اُس میں عالم بالقوۃ موجود تھا، تو عالم کی ہر شے نے اُس تجلی کے نور کو اپنے مرتبۂ قرب کے اعتبار سے قبول کیا، جس طرح گھر کے گوشے چراغ کے نور کو قبول کرتے ہیں، تو عالم کی جو شے [چیز] اُس نور سے جتنا زیادہ قریب تھی، اور اس نے جتنا زیادہ اس نور [کے فیضان] کو قبول کیا، اس کی چمک دمک اور رونق وتابانی اتنی ہی زیادہ بڑھتی گئی، اور کوئی شے حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اُس نور کے قریب نہیں تھی، تو حقیقتِ محمدیہ نے ''ھباء'' کی تمام چیزوں سے زیادہ اس تجلی کے نور کو قبول کیا۔

لہذا رسول پاک صاحبِ لولاک جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل مخلوق اور مبدء ظُہورِ عالم ہیں، اور اس ''ھباء'' میں حقیقتِ محمدیہ سے سب سے زیادہ قریب حضرت علی بن ابو طالب مولاے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جو کہ کل انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسرار کے جامع ہیں۔

دوسرا اشکال:

نورِ مبارک کا تمام اشیا [چیزوں] سے پہلے پیدا کیا جانا، اس امر کا مقتضی [تقاضا کرتا] ہے، کہ اسے تنہا پیدا کیا گیا ہو [حالاں کہ یہ ممکن نہیں] کیوں کہ اگر ہم اُسے [نورِ محمدی

کو] عرض کہیں، جیسا کہ نور کی شان ہے، تو یہ اعتراض پڑے گا کہ عرض کسی نہ کسی محل میں پایا جاتا ہے [یعنی عرض کا قیام محل کے بغیر ممکن نہیں] اور اگر ہم اسے جوہر کہیں، جیسا کہ بعض محققین نے اسے جوہر مانا ہے، کیوں کہ وہ مشیتِ الٰہی کے مطابق گردش کرتا تھا [اور گردش کرنا اور چکر لگانا جوہر ہی کی شان ہے] تو یہ شبہ [پیدا] ہوگا کہ جوہر کے لیے فراغِ لاحق یا فراغِ مقارن ضروری ہے۔

غرض یہ کہ عرض یا جوہر میں سے جو بھی مانیں، اس کا وجود تنہا ممکن نہیں، چہ جائے کہ وہ علی الاطلاق اول الخلق ہو، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ''**ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح**'' [اور اس وقت لوح نہ تھی] بھی اشارہ کر رہا ہے کہ اس [نور] کے ساتھ زمانہ کا وجود تھا، پس یہ بھی نورِ محمدی کے مطلقاً اول الخلق ہونے کے منافی ہے۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب دو طرح سے دیا گیا ہے۔

(۱) اس نور کو جوہر یا عرض میں سے جو بھی مانیں، اس کے تنہا پیدا کیے جانے میں کچھ بھی اشکال نہیں ہے، کیوں کہ اس کا تعلق اُن امور سے ہے جو بطورِ خرقِ عادت رونما ہوتے ہیں، [یعنی عادت کے خلاف رونما ہوتے ہیں] لہٰذا اُسے اُن چیزوں پر قیاس نہیں کیا جائے گا، جنھیں ہم اپنی عقلوں سے جانتے ہیں، بھلا کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے، جب کہ آقائے کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں:

''**والذی بعثنی بالحق لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی**''

ترجمہ: قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا! مجھے درحقیقت میرے

رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔

رہا وقتِ مذکور [کی موجودگی والا] اعتراض، تو یہ [سائل کا] محض وہم ہے، اس لیے کہ زمانہ فلک کی حرکت کا نام ہے [جیسا کہ ہدایت الحکمت وغیرہ فلسفے کی کتابوں میں لکھا گیا ہے] اور اُس وقت نہ کوئی مخلوق تھی اور نہ ہی کسی طرح کی کوئی حرکت۔

اس جواب کے قریب قریب وہ جواب بھی ہے جو بایں الفاظ دیا گیا ہے کہ

''وہ نور اُن جواہر میں سے تھا، جو عناصرِ اربعہ [آگ، مٹی، ہوا، پانی] کے مادے اور ان کے ملحقات سے خالی ہوتے ہیں۔ [یعنی وہ نور جوہرِ مجرد تھا]''

أقول: [میں کہتا ہوں] کہ یہ جواب اُس وقت درست ہوگا جب کہ مجردات کو جوہر اور عرض کے علاوہ کوئی تیسری قسم مانی جائے، جیسا کہ فلاسفہ اور اہلِ سنت میں سے حضرت امام غزالی، علامہ حلیمی، علامہ راغب اصفہانی اور بعض صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مسلک ہے، اور فلاسفہ نے ذکر کیا ہے کہ مجردات نہ ہی کسی حیز [مکان] میں ہوتے ہیں اور نہ کسی حیز کے ساتھ قائم ہوتے ہیں، وہ [فلاسفہ] مجردات کو جواہرِ روحانیہ بھی کہتے ہیں، انھوں نے عقول [عقلوں] اور ارواح [روحوں] کو انھیں مجردات میں سے شمار کیا ہے۔

تو یہ مجردات [عقول وارواح] ان کے نزدیک بالذات قائم ہوتے ہیں، متحیز نہیں ہوتے [یعنی کسی حیز و مکان میں نہیں ہوتے] بلکہ اُن کا تعلق بدنوں کے ساتھ، محض تدبیر و تحریک کے لیے ہوتا ہے، یہ نہ ہی بدن میں داخل ہوتے ہیں، اور نہ ہی ان سے خارج، جمہورِ اہلِ سنت مجردات کا [خارج میں] کوئی ثبوت نہیں مانتے، انھوں نے فلاسفہ کا ساتھ دینے والوں کی جانب کچھ بھی التفات نہیں کیا، اور [بالخصوص] عارف باللہ حضرت امام شعرانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے مجردات کے باطل ومردود ہونے کی صراحت کی ہے۔

(۲) دوسرا جواب اس طور پر دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ نور اُس فراغ کے وجود سے مقارن ہو، جس میں وہ نور متحیز ہو، اور اس میں کچھ استبعاد نہیں ہے، جیسا کہ دورانِ گفتگو ہم اِس کی جانب اشارہ کر چکے ہیں، کیوں کہ یہ اس کے ایجاد کا تتمہ ہے، لہٰذا یہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلقاً اول الخلق ہونے کے منافی نہیں۔

تیسرا اشکال:

''من نورہ''میں اگر اضافت لامیہ ہے، یعنی اگر''من نورہ،من نور لہ تعالی'' کے معنی میں ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں (۱) اس کا قیام باری تعالی کے ساتھ ہوگا (۲) یا نہیں ہوگا۔ اگر وہ نور، باری تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو، تو اس کا [باری تعالیٰ کا] جسم و جسمانیت والا ہونا لازم آئے، کیوں کہ نور کا قیام اجسام کے ساتھ ہی ہوتا ہے، نیز اگر وہ نور قدیم ہو [اور اُس کے وجود کی کوئی ابتدا نہ ہو]، تو لازم آئے گا کہ قدیم [نور] حادث [مخلوق] کا مادہ ہو جائے، اور اگر وہ نور حادث ہو، تو قدیم [ذاتِ باری تعالیٰ] کے ساتھ حادث [نور] کا قیام لازم آئے گا، اور یہ دونوں باتیں محال ہیں، نیز شقِّ ثانی میں نورِ محمدی سے کسی مخلوق کا مقدم ہونا لازم آئے گا، حالاں کہ یہ نص کے خلاف ہے۔

اور اگر [وہ نور] باری تعالیٰ کے ساتھ قائم نہ ہو، تو دو صورتیں ہوں گی (۱) اگر قدیم ہو، تو اس کا مادّۂ حادث ہونا لازم آئے گا (۲) اور اگر حادث ہو تو نورِ مبارک سے [کسی] مخلوق کا مقدم ہونا لازم آئے گا [اور دونوں باتیں ممنوع ہیں]۔

اور اگر اضافت بیانیہ ہو یعنی ''من نورہ، من نورٍ ھو ذاتہ تعالیٰ'' کے معنی میں ہو،

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود فرمایا ''اللہ نور السمٰوٰت والأرض'' اِس صورت میں باری تعالیٰ متجزی [اجزا والا] اور مادۂ حادث ہو جائے گا اور یہ محال ہے۔ [کیوں جو متجزی اور قابلِ تقسیم ہو اور جو مادۂ حادث ہو، وہ حادث ہوتا ہے، پس اِس صورت میں رب تبارک وتعالیٰ کا حادث ہونا لازم آئے گا اور اُس کا حادث ہونا محال ہے، تو اُس کا متجزی اور مادۂ حادث ہونا بھی محال ہے۔ مترجم]

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اضافت لامیہ ہے، اور نور سے مراد یہ نہیں کہ وہ عرض ہے، جیسا کہ معترض [اعتراض کرنے والے] کو وہم ہوا ہے، بلکہ اس سے مراد ظہور ہے، جیسا کہ مفسرینِ کرام نے باری تعالیٰ کے اسمِ نور کی تفسیر اُس ظاہر سے کی ہے جو تمام اشیا [کائنات کی تمام چیزوں کو] کو ظاہر کرنے والا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس نے نورِ محمدی کو اپنے ظہور سے یعنی بغیر کسی واسطہ کے پیدا فرمایا، برخلاف ساری مخلوقات کے، کیوں کہ انھیں باری تعالیٰ نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے واسطے سے پیدا فرمایا، اِس جواب کی روشنی میں ''من نورہ''میں ''من'' ابتدائیہ ہوگا، اور اس سے متبادر [اور مفہوم] بھی یہی ہوتا ہے، حضرت علامہ عبدالرحمٰن عبدروس نے اس جواب کو ''الصلاۃ الشجریۃ''میں ذکر فرمایا ہے۔

ایک جواب یہ دیا کہ ''من نورہ''میں اضافت بیانیہ ہے اور ''من'' یا تو ابتدائیہ ہے [اس صورت میں] معنی ہوگا کہ ''اس نے نورِ محمدی کو اپنی ذات سے پیدا فرمایا''، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں [ہوگا] کہ اُس کی ذات، نورِ محمدی کا مادۂ تخلیق تھی [کیوں کہ یہ ممکن نہیں] بلکہ

مطلب یہ ہے کہ قدرت کا اس سے تعلق ہو گیا اور بس، اس کے وجود میں کوئی شے واسطہ نہیں بنی، یا تو [من] با کے معنی میں ہے، اِس صورت میں مطلب ہوگا کہ باری تعالیٰ نے نورِ محمدی کو بذاتہ، بغیر کسی واسطہ کے پیدا فرمایا۔

یہ جواب بھی اگر چہ صحیح و درست ہے، لیکن پہلا جواب زیادہ ظاہر [اور حق سے زیادہ قریب ہے] ہے، کیوں کہ اِس جواب میں تکلف اور بُعد ہے۔

بعض [محدثینِ کرام] نے یہ جواب دیا کہ ''من نورہ'' میں اضافت لامیہ ہے، اور مراد یہ ہے کہ نورِ محمدی کی تخلیق ایسے نور سے کی گئی ہے، جسے رب تبارک تعالیٰ نے نورِ محمدی کی اضافت اپنی جانب کرنے سے پہلے پیدا فرمایا تھا، تا کہ [سب کو] اُس نور کی عظمت و شان معلوم ہو جائے، اور سب یہ جان لیں کہ وہ ایسا عظیم الشان نور ہے، جسے رب تبارک و تعالیٰ سے خاص مناسبت ہے۔

ایک اعتراض کا جواب:

اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نورِ محمدی ﷺ سے ایک مخلوق، تخلیق میں مقدم ہو گئی اس لیے کہ [ہم جواب میں کہیں گے کہ] ہوسکتا ہے کہ اُس نور کو نورِ محمدی بننے ہی کے لیے پیدا کیا ہو، لہذا وہی نور آگے چل کے نورِ محمدی بن گیا، ہاں [البتہ اتنا ضرور ہے کہ] رب تبارک و تعالیٰ نے اس نور کو نورِ محمدی سے اُس وقت موسوم کیا، جب کہ اس نے خلق [مخلوق] کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔

لہذا رسولِ پاک ﷺ کا قول ''خلق نور نبیک من نورہ'' کا معنی یہ نہیں کہ اس [نور محمدی] کی تخلیق کی ابتدا اُس نور سے ہوئی، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ باری عزوجل نے اُس

نور کو ایسی صورت سے آراستہ کیا، جو پہلی صورت کا غیر تھی، اور اسے پہلے سے زیادہ قرب عطا فرمایا، پھر اسی کا نام نورِ محمدی رکھ دیا انتھی کلامہ۔

اس جواب کا ضعف:

اس جواب [میں ضعف ہے۔ کیوں کہ اس] پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تمام حدیثوں میں خلق کا معنیٔ متبادر ''معدوم کو موجود کرنا'' ہی ہے، نہ کہ ''موجود کی تصویر بنانا، قریب کرنا اور اس کا نام رکھنا'' نیز ان تمام امور کا ایک ساتھ جمع ہونا اگر ایسا امر ہے جسے شریعت نے بیان نہیں کیا، تو اس کے لیے درست [اور محتاط] راستہ، سکوت [خاموشی اختیار] کرنا ہی ہے، بلکہ [حق بات یہی ہے کہ] اُس نور کی تصویر [صورت گری] کے بارے میں کوئی معتمد علیہ [قابلِ اعتماد] اصل [حدیث] وارد نہیں ہے، اگر چہ حدیثِ پاک میں اِس قدر آیا ہے کہ:

''وہ نورِ مبارک مقامِ قرب میں بارہ ہزار سال تک مقیم رہا''

اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ:

''رسول پاک ﷺ کو مخلوق کے پیدا کیے جانے سے دو ہزار سال پہلے ہی محمد ﷺ کے نام سے موسوم کر دیا گیا تھا''

اور رہا اُس نور کا [نورِ محمدی ﷺ] سے [خلقت میں] بڑھ جانا، کہ جس کے بارے میں مجیب [جواب دینے والے] نے یہ گمان کر لیا، کہ اس کی تصویر بنائی گئی اور اسی کا نام ''نورِ محمد'' رکھ دیا گیا تو [یہ ایسا قول ہے کہ] بفحوائے حدیثِ مرفوع جس سے اپنے آپ کو آرام دے لینا ہے، وہ حدیثِ مرفوع یہ ہے:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''قلت: یا ربِ ! مما خلقتنی ؟ قال: یا محمد !نظرت الیٰ صفاۃ بیاض نوری الذی خلقته بقدرتی و أبدعته بحکمتی و أضفته تشریفا الیٰ عظمتی واستخرجت منه جزءا فقسمته الیٰ ثلاثة أقسام فخلقتک و أهل بیتک من القسم الأول و خلقت أزواجک و أصحابک من القسم الثانی و خلقت من أحبک من القسم الثالث فإذا کان یوم الجمعة ردت النور الیٰ نوری و أدخلتک و أهل بیتک و أزواجک و أصحابک و من أحبک جنتی برحمتی فأخبرهم عنی بذٰلک''

ترجمہ: میں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے مجھے کس چیز سے پیدا فرمایا؟ اس نے فرمایا: اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] تم نے میرے اُس نور کی خوب صورت چمک کو دیکھا، جس کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنی حکمت سے ایجاد کیا اور اور اس کی شرافت کی خاطر اسے اپنی عظمت کی جانب منسوب کیا اور اس سے ایک جز نکال کر اسے تین قسموں میں منقسم کیا ،تو قسمِ اول سے تمھیں اور تمھارے اہل بیت کو پیدا کیا، اور قسمِ ثانی سے تمھاری ازواج مطہرات اور صحابۂ کرام کو وجود بخشا، اور قسمِ ثالث سے تم سے محبت کرنے والوں کو پیدا کیا، جب قیامت قائم ہوگی، تو میں اُس نور کو اپنے نور کی طرف لوٹا دوں گا، اور تمھیں، تمھارے اہلِ خانہ، ازواج ،صحابہ اور محبین ومخلصین کے ساتھ جنت میں داخل کردوں گا، تو آپ انھیں میری طرف سے اس کی خبر کردیں!

اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قول باری تعالیٰ ''فخلقتک و اهل بیتک الی آخر التقسیم'' مجیب [جواب دینے والے] کے اُس جواب کے منافی [خلاف] ہے، جس میں انھوں نے نورِ محمدی کے علاوہ کسی اور مخلوق کے سابق الخلق ہونے کا قول کیا ہے، اس لیے کہ نورِ

اول اُس [نورِ محمدی] کی طرف اور اس کے غیر کی طرف منقسم ہوا، اور وہ نور تو نورِ محمدی ہی تھا۔ بہر حال اگر یہ روایت ثابت ہو، تو اس کی ایسی تاویل کی جائے کہ [جس کے سبب یہ حدیث اِس باب میں وارد] تمام حدیثوں کے مطابق ہو جائے، اس کے برعکس کرنا جائز نہیں۔

اور رہا یہ جواب کہ ''من نورہ'' سے ایسا معنی مراد ہے، جو قدیم، موجود اور ازلی ہے، جس طرح باری تعالیٰ کی صفات موجود [قدیم اور ازلی] ہیں، اُسی معنی کو مجازاً نور سے تعبیر کیا گیا ہے، سو [یہ جواب درست نہیں ہے، کیوں کہ] اس جواب پر قدما کا تعدد اور قدیم کا مادۂ حادث ہونا لازم آئے گا [اور یہ دونوں باطل ہیں] نیز اس جواب [کو صحیح ماننے کی صورت] میں ایسی چیز کو ثابت کرنا [لازم آتا] ہے، جس کے ثبوت پر کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی۔

چوتھا اشکال:

حضرت امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قول:

''فلما أراد الله تعالیٰ أن یخلق الخلق قسم ذلک النور أربعة أجزاء فخلق من الجزء الاول القلم، و من الثانی اللوح، و من الثالث العرش الی آخر قوله فخلق من الاول السمٰوٰت و من الثانی الأرضین''

اس بات کا افادہ کر رہا ہے، کہ نورِ محمدی کے بعد سب سے پہلے اللہ تبارک تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا، اور لوح کو عرش سے پہلے اور آسمانوں کو زمینوں سے پہلے پیدا فرمایا، حالاں کہ [محدثینِ کرام کی] ایک جماعت کا قولِ صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ مقدس کے بعد سب سے پہلی مخلوق پانی ہے، پانی کے بعد پہلی مخلوق عرش ہے، عرش کے بعد سب سے پہلے

قلم کو پیدا کیا گیا، اور قلم کے بعد لوح کی تخلیق عمل میں آئی، اور زمینوں کی تخلیق آسمانوں سے پہلے ہوئی۔ [تو تطبیق وتوفیق کی کیا صورت ہوگی؟]

جواب:

[اس کا جواب یہ ہے کہ] ''**فخلق من الجزء الاول القلم**''میں اول سے مراد شمار [کرنے] میں اول ہے نہ کہ وجود [پانے] میں، گویا کہ یہ کہا کہ'' پھر اللہ نے ان چاروں اجزا میں سے ایک سے قلم کو پیدا فرمایا،، جیسا کہ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ''**فخلق القلم من قسم، و اللوح من قسم**''[تو اس نے ایک قسم سے قلم کو اور ایک قسم سے لوح کو پیدا فرمایا] ہے۔

ثانی اور اس کے مابعد میں یہی جواب دیا جائے گا اور'' واؤ '' ترتیب کا مقتضی نہیں ہے، تو یہ قلم سے پہلے کسی بھی ایک قسم سے پانی کے پیدا کیے جانے کے منافی نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے منافی ہے کہ عرش کو پیدا کیا گیا پھر لوح سے پہلے اور پانی کے بعد قلم کو پیدا کیا گیا، اور اس کے بھی منافی نہیں کہ آسمان سے پہلے زمین کو پیدا کیا گیا۔

لیکن آپ جان چکے ہیں، کہ آسمان اپنے مادہ یعنی'' دخان'' [دھویں] کے لحاظ سے زمین سے پہلے پیدا کیا گیا ہے، تو اس کی طرف نظر کرتے ہوئے آخری اعتراض وارد نہیں ہوگا۔

صحیح بخاری کی حدیثِ مرفوع بھی اس ترتیب کی صحت پر دلالت کر رہی ہے، وہ حدیثِ مرفوع یہ ہے:

''**کان اللہ و لم یکن شییء قبلہ و کان عرشہ علی الماء**''[صحیح بخاری باب و

کان عرشہ علی الماء، رقم الحدیث ۷۴۱۸]

ترجمہ: اللہ اس وقت تھا، جب کہ اس سے قبل کوئی شے نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

تو ''**و کان عرشہ علی الماء**'' سے اس بات کی جانب اشارہ کیا کہ یہ دونوں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد'' مبدأ عالم'' ہیں، کیوں کہ حضرت امام رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثِ صحیح مرفوع میں گزرا کہ'' پانی کو عرش سے پہلے پیدا کیا گیا'' اسے حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے، اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ'' پانی دوشِ ہوا پر تھا'' اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہوا کی تخلیق بھی عرش سے پہلے ہوئی۔

اس کی تصریح اس حدیثِ پاک سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

''**لما أراد اللہ أن یخلق الماء، خلق من النور یاقوتۃ غلظھا کسبع سمٰوٰت و سبع أرضین و ما بینھما، ثم دعاھا فذابت فرقا** [فاء اور راء کے فتحہ کے ساتھ] **ای خوفا من ھیبۃ خطابہ فصارت ماء، فھو یرعد** [عین کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ] **و یضطرب إلیٰ یوم القیامۃ مخافۃ خطابہ تعالیٰ، ثم خلق الریح فوضع الماء علیٰ متن الریح، ثم خلق العرش فوضع علیٰ الماء**''

ترجمہ: جب اللہ عز وجل نے پانی کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا، تو نور سے ایک ایسے یاقوت کو پیدا فرمایا، جس کی ضخامت [موٹائی] ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور ان کی درمیانی مسافت کے برابر تھی، پھر جب باری تعالیٰ نے اسے بلایا، تو وہ خطابِ الٰہی کی ہیبت

[خوف] سے پانی میں تبدیل ہو گیا،تو یہ خطابِ باری تعالی کے خوف سے قیامت تک مضطرب [بے قرار] رہے گا، پھر اُس نے ہوا کو پیدا فرما کر پانی کو دوشِ ہوا پر رکھا، پھر عرش کو پیدا فرما کر اسے پانی کے اوپر رکھا۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک دوسری روایت مروی ہے کہ:

''لما أراد الله أن يخلق الخلق، و لا خلق، خلق نورا و خلق من ذٰلک النور ظلمة و خلق من تلک الظلمة نورا و خلق من ذٰلک النور یاقوتة خضرآء غلظها غلظ السبع السمٰوٰت و السبع الأرضين و ما بينهن، ثم دعا تلک الیاقوتة، فلما سمعت کلام الله عز و جل ذابت الیاقوتة فرقا حتیٰ صارت ماءً، فارتقی الماءُ من دهش تلک المهابة و الخوف، ثم خلق الریح، ثم وضع الماءَ علیٰ متن الریح، ثم خلق العرش فوضع العرش علیٰ الماءِ، خلق للعرش ألف لسان، لکل لسان الف لون من التسبیح و التحمید و کتب فی قباله إنی أنا الله لا اله الا أنا وحدی لا شریک لی و محمد عبدی و رسولی فمن آمن برسلی و صدق بوعدی أدخلته جنّتی،

ثم خلق الکرسی بعد عرشه بألفی عام من غیر الجوهر الذی خلق منه العرش، و الکرسی فی جوف العرش کحلقة ملقاة فی وسط الفلاة، ثم خلق القلم من نور و جعل طوله من السماءِ إلیٰ الأرض، فخرّ لله ساجدا، ثم خلق اللوح المحفوظ فخرّ أیضا ساجدا، ثم قال لهما: إرفعا رؤوسکما! و خلق ثلث مأة و ستین سنا للقلم، یستمد کل سن من ثلث مأة و ستین بحرا من العلوم و اللوح من زمردة خضرآء، له دفتان من یاقوتة، فقال للقلم: اکتب! فقال: ماذا اکتب یارب؟

قال: أکتب فی اللوح، فالقلم یکتب، و الحق یملی ما هو کائن إلیٰ یوم القیامة''

ترجمہ: جب اللہ عزوجل نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس وقت کوئی بھی مخلوق نہیں تھی، تو اس نے ایک نور کو پیدا فرمایا اور اس نور سے ظلمت [تاریکی] کو پیدا کیا اور اُس ظلمت سے ایک دوسرے نور کو پیدا کیا، اور اس نور سے ایسے سبز یاقوت کو پیدا فرمایا جس کی غلاظت [موٹائی] ساتوں آسمان وزمین اور ان کی مسافت کے برابر تھی، پھر اُس نے، اُس یاقوت کو پکارا، جب اُس [یاقوت] نے اللہ عزوجل کا [پُر ہیبت] کلام سنا، تو مارے خوف کے پانی پانی ہو کر اُس خوف ودہشت کے باعث اوپر کو چلا گیا، پھر اللہ عزوجلّ نے ہوا کو پیدا فرمایا اور پانی کو دوشِ ہوا پر رکھا، پھر عرش کو پیدا فرما کر اسے پانی پر رکھا، اور اس نے عرش کی ایک ہزار زبانیں پیدا فرمائیں اور ہر زبان کے لیے تسبیح وتحمید کے ایک ہزار رنگ پیدا کیے، اور اس کے سامنے لکھا:

''میں ہی اللہ ہوں، تنہا میں ہی خدا ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، میرا کوئی شریک نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور میرے رسول ہیں، پس جو میرے رسولوں پر ایمان لائے گا اور میرے وعدے کی تصدیق کرے گا، میں اُسے اپنی جنت میں داخل کروں گا''

پھر عرش کو وجود آشنا کرنے کے دو سال کے بعد، اُس نے کرسی کو ایسے جوہر سے پیدا فرمایا، جس سے عرش کو پیدا نہیں فرمایا تھا، اور پھر کرسی کو عرش کے درمیان میں اِس طرح رکھا جیسے وسطِ میدان میں کوئی گول چیز ہو، اور آسمان وزمین کو وسطِ کرسی میں اِس طرح رکھا جیسے کسی وسیع بیابان میں کوئی گول چیز ڈال دی گئی ہو۔

اس کے بعد اُس نے نور سے قلم کو پیدا فرمایا، اور اُس کی لمبائی زمین سے لے کر

آسمان تک رکھی، تو وہ قلم اللہ کے لیے سجدہ ریز ہوا، پھر اُس نے لوحِ محفوظ کو پیدا فرمایا، تو اُس نے بھی اُس کے حضور سجدۂ بندگی پیش کیا، پھر اللہ عزوجلّ نے اِن دونوں کو سر اٹھانے کا حکم دیا، اور قلم کے تین سو ساٹھ خط پیدا کیے، ان خطوں میں سے ہر ایک، علوم کے ایک ایک سمندر کو محیط ہے، اور یاقوت کی دو دفتیوں والی لوح کو سبز رنگ کے زمرّد سے پیدا فرمایا، پھر قلم سے فرمایا: لکھ اس نے کہا: کیا لکھوں؟ اے میرے رب! اس نے جواب دیا کہ لوح میں لکھ! قلم اس وقت لکھنا شروع کرتا ہے، اور رب تعالیٰ قیامت تک ہونے والے تمام امور اسے املا کراتا ہے۔

اسے حضرت امام اسحاق ابن بشر نے مقاتل بن سلیمان سے، انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے، انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے، لیکن مقاتل کی طرح اسحاق بھی ضعیف ہیں، اور ضحاک اگرچہ معتمد علیہ ہیں، لیکن حضرت عبداللہ بن عباس سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ہے، لہذا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان کی روایت منقطع ہے۔ [لہذا یہ حدیثِ پاک صرف ضعیف ہے، موضوع نہیں ہے اور بابِ فضائل میں احادیثِ ضعیفہ باتفاقِ محدثین معتبر ہیں۔ احادیثِ ضعیفہ کو مطلقاً تسلیم نہ کرنا غیر مقلدین کا طریقۂ بد ہے، مترجم] واللہ تعالی اعلم۔

پانچواں اشکال:

یہ ہے کہ حقیقتِ محمدیہ حدیث میں ذکر کردہ اقسام میں سے کوئی ایک قسم ہے، اور یہ تقسیم کے بعد بچنے والا ''جز رابع'' [چوتھا جز] ہی ہے اور [یہ بھی مسلّمات میں سے ہے کہ] حقیقتِ واحدہ منقسم نہیں ہوتی ہے، تو اگر [تقسیم کے بعد] باقی رہنے والا [جز] حقیقتِ محمدیہ ہی

کا حصہ ہے، تب تو حقیقتِ واحدہ منقسم ہوگئی، اور اگر [باقی رہ جانے والا] وہ جز حقیقتِ محمدیہ کا غیر ہے، تو انقسام کا مطلب کیا ہوا؟

جواب:

اس [اشکال] کا جواب دو طرح سے دیا گیا ہے:

[۱] اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جزوِ رابع جو نورِ مقدس پر زائد کیا گیا ہے، حقائقِ ہبائیہ [غبار والی حقیقتوں] میں سے ایک حقیقت ہے، یا اُس کے علاوہ کوئی اور حقیقت ہے [کہ جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں] لیکن چوں کہ وہ [جزوِ رابع] اسی [نورِ محمدی] کی مدد کا محتاج تھا، اور اسی کی روشنی سے مستنیر تھا، تو اُسے لے لیا گیا، پھر اس سے تقسیم وجود میں آئی، تو یہ تقسیم صورتاً ہے، ورنہ حقیقت میں یہاں کوئی تقسیم نہیں، یہ تو محض [نورِ محمدی سے] مدد لینا اور روشنی حاصل کرنا ہے، سب کی حقیقتیں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں، یہ ایسے ہی ہے، جیسے ایک چراغ سے بے شمار چراغ روشن ہو جاتے ہیں اور وہ [چراغ] علیٰ حالہ باقی رہتا ہے۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا یہ شعر بھی اسی کی جانب اشارہ کر رہا ہے:

أنت مصباح كل فضل فما تصدر إلا عن ضوئک الأضواء

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ جملہ فضائل و مناقب کے چراغ ہیں، پس آپ ہی کی روشنی تمام روشنیوں کا منبع و مصدر ہے۔

[۲] یہ تقسیم صُوَری ہے، ہوسکتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ وہ [نورِ محمدی] حقائق پر، ان کے مراتب کے اعتبار سے چمکتا تھا، کبھی اُس کی چمک زیادہ ہوتی تھی، کبھی کم، تو وہ [حقائق] اس سے روشنی حاصل کرتے تھے، تو اُس وقت، وہ نور مظہرِ انقسام میں ظاہر ہوتا تھا، اس لیے کہ

جب وہ [نورِ محمدی] کسی حقیقت پر چمکتا، تو وہ [حقیقت] اُس کے نور سے روشن ہوجاتی۔

پس [اِس گفتگو سے] ظاہر ہوا کہ یہاں پر دو نور ہیں [۱] مفیض [۲] مفاض، تو یہ دونوں شے واحد ہونے کے بعد بظاہر متعدد ہوگئے، ورنہ حقیقت میں یہاں کوئی تعدد نہیں ہے، بلکہ وہ [نورِ محمدی] ایسا نور ہے، جو ایسی حقیقت پر طلوع ہوا، جو روشن ہونے کی صلاحیت رکھتی تھی، لہذا وہ روشن و تابناک ہوگئی، اور کبھی یہ حقیقتِ قابلہ دوسرے قوابل پر اپنی قوت کے اعتبار سے طلوع ہوجاتی، تو وہ قوابل بھی اس سے اسی طرح روشن ہوجاتے، [جس طرح یہ حقیقت نورِ محمدی سے روشن ہوئی تھی]

تو یہاں بھی صورتاً کئی واسطوں سے انقسامِ صوری کا تعدد ہو رہا ہے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول اس پر دلالت کر رہا ہے جو حضرت امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، وہ قول یہ ہے:

''ثم تنفست أرواح الأنبياء فخلق الله من أنفاسهم نور الأولياء الى آخر الحديث''

ترجمہ: پھر حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ السلام کی روحوں نے سانسیں لینا شروع کی، تو اللہ تبارک وتعالی نے اُن کی سانسوں سے اولیائے کرام کے انوار کو پیدا فرمایا۔

تو یہ ایسے ہی ہے، جیسے آفتاب کا نور، جو کہ سیاروں پر پڑتا ہے تو سیارے دنیا میں روشن ہوتے نظر آتے ہیں۔

یہ تمثیل اُس قول کی روشنی میں ہے، کہ سارے سیارے آفتاب کی روشنی سے روشن ہیں، اور اُن کی بذاتِ خود کوئی روشنی نہیں ہے۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر اسی کی جانب اشارہ کر رہا ہے:

فانک شمس والملوک کواکب إذا ظهرت لم يبد منهن کوکب

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں کہ آپ بلا شبہ آفتاب ہیں اور دنیا کے تمام بادشاہ سیارے، جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو کوئی بھی سیارہ اپنا چہرہ نہیں دکھا پاتا۔

یا جیسے پانی پر چمکنے والی سورج کی روشن کرنیں، یا کانچ کی شیشیاں، کہ اُن کے روبرو آنے والے درخت اور دیواریں، اُن کی روشنی پڑنے سے روشن ہو جاتی ہیں، جیسے آفتاب [سورج] کا نور اپنی تابانی سے کائنات کو روشن کرتا ہے، اور اس کی روشنی اپنے محل سے کچھ بھی جدا نہیں ہوتی۔

یہ نکتہ مجھے اس شعر نے یاد دلایا جو کسی شاعر نے کہا ہے:

تراءی و مرآة السماء صقيلة فأثر فيها وجهه صورة البدر

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف وشفاف آسمان کو ملاحظہ فرمایا تو آپ کے رخِ زیبا نے آبگینۂ چرخ میں ماہِ کامل کا نشان چھوڑ دیا۔

اور شیخ دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے [اپنی کتاب] ''حقائق'' میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چمکنے کا معنی یہ بیان کیا ہے:

''وہ نور اُن حقائق کو سیراب کرتا رہا، اور فرمایا: ہماری مراد یہ نہیں کہ اُس سیراب کرنے کے سبب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ [نور] کم ہوگیا، [یہ ممکن نہیں] کیوں کہ انوار سے اگر کچھ لے لیا جائے، تو بھی وہ اپنے مقام ومحل سے جدا نہیں ہوتے [اور اُن سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا] **انتهى قوله**''

شیخ دباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جوابِ اول کی طرف مائل ہیں، لیکن میرے آقا حضرت عبد اللہ عیاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سفر نامے میں صراحت کی ہے کہ دوسرا

جواب تحقیقی ہے اور کشف اسی کی تائید کر رہا ہے۔

قلتُ: میں کہتا ہوں: کہ [حضرت شیخ دباغ اور سیدی عبداللہ عیاشی کے قول میں] تطبیق کا احتمال ہے، تو [تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ] دونوں کے محامل الگ الگ قرار دیے جائیں، کیوں کہ غوثِ دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کشف کی خبر دی ہے، مگر دوسرے قول کی تائید اُس حدیثِ مبارک سے ہوتی ہے جو ''المواهب اللدنية'' میں ہے کہ:

''إنّ الله تعالىٰ لما خلق نوره صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أمره أن ينظر الىٰ أنوار الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، فلما نظر اليهم غشيهم من نوره، لما انطقهم الله به، فقالوا: ياربنا! من غشينا نوره؟ فقال تعالىٰ: هٰذا نور محمد بن عبد الله، إن آمنتم به جعلتكم انبيآء، قالوا آمنا به و بنبوته، فقال تعالىٰ: أشهد عليكم، قالوا: نعم، فذٰلك قوله تعالىٰ: ''وإذ أخذ الله ميثاق النبيين الىٰ قوله من الشاهدين''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [کے نور] کو حضرات انبیا علیہم الصلاۃ السلام کے انوار کی جانب دیکھنے کا حکم دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے انبیاے کرام علیہم الصلاۃ السلام کے انوار کو دیکھا تو انھیں اپنے نور سے ڈھانپ لیا، جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں اُس نور کے صدقے میں قوت گویائی عطا فرمائی، تو وہ بولے: اے ہمارے رب! ہمیں کس کے نور نے ڈھانپ لیا ہے؟

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے، اگر تم اِن پر ایمان لے آؤ، تو میں تمھیں مرتبۂ نبوت پر فائز کروں گا، تو وہ [سب بیک زبان] بولے: ہم سب ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم پر گواہ بن جاؤں؟ تو انھوں نے اثبات میں جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ کے اِس قول:

''وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ''، [آلِ عمران: ۸۱]

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمھارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا: کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی: ہم نے اقرار کیا، فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ [کنز الایمان]

میں اسی عہد و پیمان کا بیان ہے۔

گویا کہ صاحبِ مواہب نے اپنے قول ''لما خلق نوره صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے مراد یہ لیا ہے کہ ''جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوّت و رسالت جیسے کمالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کو کامل کیا

نفسِ نور کی تخلیق مراد نہیں لی، لہٰذا یہاں پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اِس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے حضرات انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے انوار کی تخلیق ہو چکی ہو، اس لیے کہ کسی شے پر حکم کو معلق کرنا اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اُس شے کا وجود اس سے پہلے ہو چکا ہو، یا پھر حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اِس عبارت کا

مفہوم یہ ہے کہ:

''اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو مستقبل میں انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی تخلیق کے بعد ان کی روحوں کی جانب دیکھنے کا حکم دیا ہو۔

دوسرے جواب کی تائید وتوثیق اُس حدیثِ پاک سے بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

''إن اللہ عز و جل خلق خلقه فی ظلمة، فألقی [و فی لفظ فرش] علیهم من نوره فمن أصابه من ذٰلک النور یو مئذ اهتدیٰ و من أخطأ ضلّ''

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جملہ مخلوق کو تاریکی میں پیدا فرمایا، پھر اُن پر نور کا چھینٹا مارا، تو اُس دن جن لوگوں کو اُس نور کے چھینٹے مل گئے، وہ ہدایت یافتہ ہو گئے، اور جو لوگ اُس دن اُس [نور کے چھینٹے] سے محروم رہے، وہ گم راہ ہو گئے۔

اسے حضرت امام ترمذی وغیرہ محدثین نے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ [باب ما جاء فی افتراق هٰذه الامة، رقم الحدیث: ۲۸۵۴]

کیوں کہ اگر [اس حدیث کی تاویل میں] یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں مخلوق سے مراد ''گزشتہ حقائق [ارواحِ انبیا] ہیں اور جس نور کا چھینٹا مارا گیا وہ ''نورِ محمدی ہے، تو یہ تاویل گزشتہ دلیل سے زیادہ قریب ہوگی، اور ''و من أخطأ ضلّ یہ مراد لینے سے مانع نہیں ہے، کیوں کہ مقصود یہ ہے کہ [نور کا چھینٹا مارنے] کا حکم جملہ حقائق کو عام ہے، اس لیے کہ ممکن ہے کہ حدیثِ پاک کا معنی یہ ہو کہ، اُس نور کی ہدایت کی مدد جن بعض تک پہنچی، وہ ہدایت یافتہ ہو گئے اور وہ [نصرتِ ہدایت] جن بعض تک نہیں پہنچی، وہ گم راہ ہو گئے، تو ''من ذلک النور میں ''من تبعیضیہ ہے، ''أخطأ کی ضمیر مستتر اسی کی جانب راجع ہے، تو اس کا لفظ ''أصاب'' کا

فاعل ہے اور اس کی ضمیر ''أخطأ کا فاعل ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جب اللہ رب العزت نے اس نور کا چھینٹا مارا، تو وہ نور، جملہ مخلوق کو پہنچا، تاکہ اس نور سے ان کی ذوات اور ان کے مادے درست ہو جائیں، لیکن مددِ ہدایت، تو یہ خاص لوگوں کو ہی حاصل ہوئی، سب کو حاصل نہیں ہوئی۔

[و قیل:] ایک جواب یہ دیا گیا کہ، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حدیثِ پاک میں خلق سے ''یوم ألست'' کا عالمِ ذرّ مراد ہو، اور جس نور کا چھینٹا مارا گیا تھا اس سے ''الطافِ ہدایت'' مراد ہوں [اس کو یوں سمجھیں کہ] بارش اولاً قطروں کی شکل میں ہوتی ہے، پھر وہی قطرے بڑھتے بڑھتے سیلاب بن کر بہنے لگتے ہیں۔

[و قیل:] اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ، ممکن ہے کہ حدیث پاک میں خلق سے ''جن وانس''، ظلمت سے ''نفسِ امارہ کی تاریکی'' اور نور سے ''وہ دلائل وشواہد اور آیات ومعجزات مراد ہوں جو اللہ تعالی نے اتارے اور قائم فرمائے''

[لیکن] یہ جواب حق سے بہت دور ہے، خاص طور سے حدیثِ پاک مین موجود لفظ ''یو مئذ'' اور اس کا ماقبل اس سے اِبا [انکار] کر رہا ہے، اور جو قول ہم نے کیا، ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ وہی أقرب الی الصواب [درستگی کے زیادہ قریب ثابت] ہوگا، اگر چہ آپ، کسی کو اُس قول کی طرف اشارہ کرنے والا [بھی] نہیں پائیں گے۔

حضرت غوثِ دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ حضرات انبیاے کرام و مرسلینِ عظام علیہم الصلاۃ والسلام اور تمام مومنین اسی امت [گروہ] سے ہیں [کہ جسے اُس نور کے چھینٹے نصیب ہوئے تھے] یہ حضرات اُس مبارک نور سے آٹھ مرتبہ سیراب کیے گئے۔

[۱] پہلی مرتبہ عالمِ ارواح میں، جب کہ تمام روحوں کے نور کو پیدا کیا گیا تھا۔

أقول: [میں کہتا ہوں:] اسی وجہ سے ہمارے آقا حضرت رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''أنا أبو الأرواح و أنا من نور اللہ و المؤمنون فیض نوری [تفسیرِ حقی، ج: ۸، ص: ۳۵۰]''

ترجمہ: میں تمام روحوں کی اصل ہوں اور میں اللہ کا نور ہوں اور جملہ مومنین میرا ہی فیض ہیں۔

[حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے] اِس [ارشادِ گرامی] سے بھی ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے، اس لیے کہ جملہ ارواح میں گم راہ ہونے والوں کی روحیں بھی داخل ہیں، یہ حضرت غوث دباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

[۲] دوسری مرتبہ اس وقت، جب کہ اللہ تبارک و تعالی روحوں کی تصویر بنا کر انھیں ایک دوسرے سے ممتاز کرنے لگا، تو ہر روح کی تصویر کشی کے وقت اسے اُس مبارک نور سے سیراب کیا گیا۔

[۲] تیسری مرتبہ ''یوم ألست میں، اس دن ''بلی [لبیک] کہنے والی جملہ روحوں کو سیراب کیا گیا، لیکن [اس دن] کچھ روحوں کو کم سیرابی حاصل ہوئی، جب کہ کچھ روحوں کو بہت زیادہ سیراب کیا گیا، لہذا وہ سیراب ہونے میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگئیں، یہاں تک کہ کچھ روحیں مقامِ نبوت سے سرفراز ہوئیں، اور کچھ ولایت کے مرتبے پر فائز ہوئیں، اور کافروں کی روحوں نے اس نور سے سیراب ہونے کو ناپسند کیا، لیکن جب سیراب ہونے والوں کی سعادت اور فیروز مندی کو دیکھا، تو کفِ افسوس ملنے لگیں، اور [نور کی بجائے] تاریکی سے سیرابی

حاصل کی، [جس کے سبب ان کے قلوب تیرہ و تاریک رہے] و العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اقول: [میں کہتا ہوں:] یہ قولِ ثانی کی تائید کر رہا ہے۔

[۴] چوتھی مرتبہ ماؤں کے شکموں میں تصویر بنانے کے وقت، تاکہ مفاصل [جوڑ] نرم ہو جائیں، اور آنکھ اور کان کھل جائیں، اگر اُس وقت نور سے سیراب نہ کیا جائے، تو یہ چیزیں حاصل نہیں ہوں گی۔

[۵] پانچویں مرتبہ روح کے پھونکے جانے کے وقت، ورنہ روح جسم میں داخل نہیں ہوگی، سیرابی ہو جانے کے باوجود داخل نہیں ہوتی، فرشتے اسے زبردستی داخل کرتے ہیں، اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اسے حکم نہ دے، اور اسے اس نور کی معرفت نہ کرائے، تو کوئی فرشتہ اسے جسم میں داخل نہیں کر سکتا۔

[۶] چھٹی مرتبہ ولادت کے وقت، اس بات کا الہام کرنے کے لیے کہ منہ سے کھانا کھایا جاتا ہے، کیوں کہ اگر یہ نہ کیا جائے تو اسے کھانے کا طریقہ معلوم نہیں ہو سکے گا۔

[۷] ساتویں مرتبہ اس وقت، جب کہ [بچہ] پہلی مرتبہ دودھ پینے کے لیے ماں کا پستان منہ میں لیتا ہے۔

أقول: [میں کہتا ہوں] کہ حضرت شیخ دباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی حکمت بیان نہیں کی، اس کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ بچہ ایک غذا یعنی دودھ پر صبر کرنے کا عادی ہو جائے جب تک کہ دوسری غذائیں کھانے کی عمر تک نہیں پہنچتا۔

[۸] آٹھویں مرتبہ ''یوم البعث'' میں تصویر بناتے وقت سیراب کیا جائے گا، تاکہ اجسام ٹھہر جائیں۔

حضرت شیخ دباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

پانچ [مرتبہ کی سیرابی] میں مومنین و کفار دونوں شریک ہیں، کیوں کہ اگر انھیں اس نور سے سیراب نہ کیا جاتا، تو جہنم دنیا ہی میں آ کر انھیں [کافروں کو] ہڑپ کر جاتی، آخرت میں کھانے کا انتظار نہ کرتی، اور آخرت میں [بھی] اُس وقت تک اُن کے پاس آ کر انھیں نہیں کھائے گی، جب تک اُن سے وہ نور چھین نہیں لیا جائے گا، جس سے اُن کے حالات درست ہوئے تھے۔

بہر حال اُس نور نے کافروں کی روحوں کو صرف تین مرتبہ سیراب نہیں کیا، باقی پانچ مرتبہ انھیں بھی سیراب کیا، رہے حضراتِ انبیاے کرام و مرسلینِ عظام علیہم الصلاۃ والسلام و جملہ مومنین، تو انھیں ہر مرتبہ اُس نور سے سیرابی حاصل ہوئی، لیکن انبیاے کرام کو اِس قدر سیراب کیا گیا، جسے غیرِ انبیا برداشت نہیں کر سکتے۔

پس ہر ایک کو بقدرِ طاقت سیراب کیا گیا، اور اِس امت [امتِ محمدیہ] کے مومنوں کو، دوسری اُمتوں کے مومنوں پر یہ مزید فضیلت حاصل ہے کہ انھیں نورِ مقدس سے اُس وقت بھی سیراب کیا گیا، جب کہ وہ مبارک نور، جسم اقدس میں داخل ہوا اور جسم و روح کے اسرار کا جامع ہوا، اور دوسروں کو صرف سِرِّ روح [روح کے راز] ہی سے حصہ ملا، اسی وجہ سے یہ امتِ [محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام والتحیۃ] درمیانی، کامل، عادل اور بہترین امت ہے جسے لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت امام شہاب الدین احمد بن احمد بن اسماعیل حلوانی خلیجی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگو ختم ہوئی، امامِ موصوف، شاعر اور عالم تھے، مصر کے مغربی مضافات میں واقع راس الخلیج شہر میں ۱۳۰۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی تصانیف میں (۱)

الاشارۃ الأصفیۃ فیما لا یستحیل با لإنعکاس فی الصورۃ الرسمیۃ فی بعض

محاسن الدمیاطیۃ(۲)والبشری بأخبار الاسراء والمعراج الأسری(۳)شذ العطر فی زکاۃ الفطر (۴)مواکب الربیع (۵)العلم الاحمدی با لمولد المحمدی(۶)النا غم فی الصادح والبا غم وغیرھا کافی اہمیت کی حامل ہیں۔

[معجم المؤلفین لعمر رضا، ج:۱، ص: ۱۴۶، ھدیۃ العارفین، ج:۵، ص: ۱۹۲]

قلت: [میں کہتا ہوں کہ] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیتِ [مطلقہ] کے بارے میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں، انھی میں سے وہ حدیث بھی ہے، جسے حضرت ابو طاہر مخلص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''**الفوائد (خ ل ۲۴۸/ب)**''میں سندِ حسن کے ساتھ، حضرت امام ابن ابو عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''**أوائل (۲۷)**'' میں اور حضرت امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''**دلائل النبوۃ (۴۸۳/۵)**''میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ حضور رسولِ پاک، صاحبِ لولاک، جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''**لما خلق اللہ آدم علیہ السلام، خَبَرہ ببنیہ، فجعل یری فضائل بعضھم علی بعض، فرأی نورًا ساطعًا فی أسفلھم، فقال : یا رب !من ھذا؟ فقال : ابنک أحمد، ھو أول وھو آخر وھو اول مشفع**''

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو انھیں [قیامت تک پیدا ہونے والی] اُن کی اولاد سے باخبر کیا، تو آدم [علیہ السلام] اپنی بعض اولاد کی بعض پر فضیلتوں کو دیکھنے لگے، تو سب سے آخر میں انھیں پھیلتا ہوا ایک نور نظر آیا، انھوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ جواب ملا، یہ تمھارے فرزند احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، یہی اول

وآخر ہیں، سب سے پہلے انھی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اور وہ حدیث بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیت [اول الخلق ہونے] پر دلالت کر رہی ہے جسے حضرت امام ابن سعد نے ''طبقات (۱/۱۴۹)''میں، حضرت امام بخاری نے ''تاریخ کبیر (۶/۶۸)''میں، اور''تاریخ صغیر (۱/۱۳)''میں، حضرت امام طبرانی نے''معجمِ کبیر (۱۸/۲۵۲)''میں حضرت امام حاکم نے ''المستدرک علی الصحیحین (۲۸/۴۱۸)''میں، حضرت امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ (۱/۸۰)'' میں، اور حضرت امام ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنی ''صحیح (۶۳۷۰)'' میں صحابیِ رسول حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، انھوں نے کہا :میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''إنی عبد اللہ خاتم النبیین و ان آدم لمنجدل بین طینتہ، و سأخبر کم عن ذلک:أنا دعوت أبی ابراھیم و بشارۃ أخی عیسی بی، و رؤیا أمی التی رأت''

ترجمہ: میں اللہ کا بندۂ خاص ہوں اور [اس وقت سے] نبیوں کا خاتم [تمام نبیوں کے بعد آنے والا اور سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والا] ہوں، جس وقت آدم آب وگل کے درمیان تھے، [یعنی اُن کا پیکرِ خاکی بھی تیار نہیں ہوا تھا] عن قریب میں تمھیں اس سے باخبر کروں گا ،میں اپنے والد ابراہیم [خلیل اللہ] کی دعا کا ثمرہ ہوں اور اپنے بھائی عیسی [روح اللہ] کی بشارت ہوں، اور اپنی والدۂ محترمہ [حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا] کا وہ خواب ہوں، جو انھوں نے دیکھا تھا۔

اسی طرح امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین نے بھی خواب دیکھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ محترمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت ایسا نور دیکھا تھا،

جس سے ملکِ شام کے قلعے روشن وتابناک ہو گئے تھے۔

اِس طرح کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں، جنھیں ہم نے اپنی [عظیم الشان] کتاب ''نور البدایات و ختم النھایات''میں [باحوالہ] درج کر دیا ہے، اور اپنے سردار نبیِّ اکرم نورِ مجسم حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیتِ مطلقہ کو قرآنِ مقدس کی دلیلوں، احادیثِ مبارکہ اور جلیل القدر علمائے کرام کے اقوال سے ثابت کیا ہے۔

[حاشیہ نمبر:۳۸] اس کی اسناد منقطع ہے، اس لیے کہ حضرت معمر نے، حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا زمانہ نہیں پایا، مگر یہ حدیث، مرتبۂ صحت پر فائز ہے، حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنی ''صحیح (۱/۶۳)'' میں سندِ صحیح کے ساتھ، اِنہیں الفاظ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل کی سند سے روایت کیا ہے، مگر اس میں ''غرا''کے بجائے'' ھم الغر''ہے، اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی''مسند (۱۴/۱۳۷)'' میں حدیث نمبر ۸۴۱۳ پر اور (۱۶/۴۵۴) میں حدیث نمبر ۱۰۷۷۸ پر، حضرت امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے''السنن الکبری (۱/۵۷)''میں اور''شعب الایمان (۳/۱۶)''میں بطریق نعیم بن مجمر عن أبی ہریرۃ روایت کی ہے،، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''إنّ أمتی یدعون یوم القیامۃ غرا محجلین من آثار الوضوء، فمن استطاع أن یطیل غرتہ فلیفعل''

ترجمہ: میری امت بروزِ قیامت اِس حال میں بلائی جائے گی، کہ آثارِ وضو سے ان کے اعضا چمک رہے ہوں گے، پس جو مومن اپنے [اعضاے وضو کی] چمک کو بڑھا سکتا ہو، وہ بڑھالے۔

اسے حضرت امام مسلم نے اپنی ''صحیح (۱/۲۱۶)''میں، امام ابویعلیٰ نے اپنی ''مصنف (۱۱/ ۲۹۵)'' میں، امام ابوعوانہ نے اپنی کتاب (۱/ ۲۰۵) میں، امام طبرانی نے ''مسند الشامیین (۱/ ۴۳۴)'' میں، امام بیہقی نے ''السنن الکبریٰ (۱/ ۷۷)''میں اور امام دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ''مسند الفردوس (۱/ ۳۹۳)''میں، اسی سند سے روایت کی ہے، مگر الفاظ یہ ہیں:

''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أنتم الغر المحجلون یوم القیامة من آثار الوضوء فمن استطاع منکم فلیطل غرته وتحجیله''

ترجمہ: اللہ کے رسول جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: [اے میرے غلامو!] بروزِ قیامت صرف تمھاری یہ شان ہوگی کہ آثارِ وضو سے تمھارے اعضاے وضو چمک رہے ہوں گے، سو تم میں سے جس کے پاس استطاعت ہو، اسے چاہیے کہ وہ اپنی [اپنے اعضاے وضو کی] چمک دمک کو بڑھالے۔

نیز اسے حضرت امام مسلم نے اپنی ''صحیح (۱/ ۲۱۷)''میں، امام ابوعوانہ نے (۱/ ۲۴۳) میں، امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف (۱/ ۶)''میں، امام بیہقی نے ''شعب الایمان (۳/ ۱۸)'' میں، اور امام منذری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ''الترغیب والترھیب (۴/ ۲۹)''میں، بطریق ابوحازم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما [بایں الفاظ] روایت کی ہے:

''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تردون علیّ غراً محجلین من آثار الوضوء''

ترجمہ: تم لوگ [بروزِ قیامت] میری بارگاہ میں اِس حال میں لاے جاؤ گے کہ آثارِ وضو سے تمھارے اعضاے وضو چمک رہے ہوں گے۔

نیز اسے امام مسلم نے اپنی ''صحیح (۱/ ۲۱۷۔۲۱۸)'' میں، امام مالک نے اپنی ''مؤطا (۱/ ۲۹)'' میں، امام نسائی نے ''سنن کبریٰ (۱/ ۹۵)''میں، اور ''المجتبیٰ (۱/ ۹۴)''میں، امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن (۲/ ۱۴۴۰)''میں، امام ابن خزیمہ نے اپنی ''صحیح (۱/ ۶)''میں، امام ابن حبان نے اپنی ''صحیح (۳/ ۳۲)'' میں، امام بیہقی نے ''السنن الکبریٰ (۴/ ۷۸)'' میں، اور ''شعب الایمان (۳/ ۱۷)''میں اور امام منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ''الترغیب والترھیب (۱/ ۹۱)''میں بطریق علاء بن عبدالرحمٰن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بایں الفاظ روایت کی ہے:

''أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أتی المقبرة، فقال: السلام علیکم دار قوم مؤمنین !۔۔۔الی أن قال: فانهم یأتون غرا محجلین من الوضوء، وأنا فرطهم علی الحوض ۔۔۔''

ترجمہ: رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرستان تشریف لائے، اور فرمایا: اِس گھر میں رہنے والے مومنو! تم پر سلامتی نازل ہو!۔۔۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: [بروزِ قیامت] یہ لوگ اِس حال میں آئیں گے، کہ اِن کے اعضا، آثارِ وضو سے چمک رہے ہوں گے، اور میں حوضِ کوثر پر ان کا پیش رَو ہوں۔۔۔

نیز اسے، امام مسلم نے ''اپنی صحیح (۱/ ۲۱۷)،، میں، اور امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن (۲/ ۱۴۳۸)''میں، حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بایں الفاظ روایت کی ہے، کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' إن حوضی لأبعد من ایله من عدن إلیٰ أن قال ـ:تردون علیّ غرا

محجلین من آثار الوضوء، لیست لأحد غیرکم"

ترجمہ: یعنی ایلہ کی عدن سے جو دوری ہے میرے حوض [کی مسافت] اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس حدیث کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مجھ پر [میرے روبرو] اس حال میں پیش کئے جاؤ گے، کہ تمھارے اَعضا، آثارِ وضو سے چمک رہے ہوں گے، اور یہ شان تمھارے علاوہ کسی اور کی نہ ہوگی۔ [سبحان اللہ]

[حاشیہ نمبر: ۳۹] حدیث نمبر (۱) میں ان کا ترجمہ [تذکرہ] گزر چکا ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۴۰] ان کے حالاتِ زندگی حدیث (۲) میں گزر چکے ہیں۔

[حاشیہ نمبر: ۴۱] یہ، حضرت روبیح بن عبد الرحمٰن بن ابو سعید خدری مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اپنے والد اور جد کریم سے شرفِ روایت حاصل ہے، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "تقریب" میں اِن کو ثقہ و معتمد علیہ قرار دیا ہے، اور حضرت امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ [محدثین کے] شیخ ہیں، اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اِن کے ثقہ ہونے کا مجھے یقین ہے، اور امام ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِنہیں ثقات [معتمد علیہ محدثین] میں شمار کیا ہے۔

احمد بن حفص سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "**تسمیۃ فی الوضوء**" [آغازِ وضو میں **بسم اللہ** پڑھنے کے وجوب] کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انھوں نے فرمایا کہ اس بارے میں کسی حدیثِ صحیح کا مجھے علم نہیں ہے، اِس سلسلے میں [از روئے سند] سب سے قوی [مضبوط] حدیث وہ ہے، جسے حضرت کثیر بن زید نے، حضرت روبیح سے روایت کی ہے اور روبیح [محدثین کے یہاں] معروف نہیں ہیں"

ملاحظہ فرمائیں:

(۱) التقریب (۱۸۸۱)۔

(۲) تہذیب التہذیب (۱/ ۵۸۹)۔

(۳) تہذیب الکمال (۹/ ۵۹)۔

(۴) الثقات لابن حبان (۶/ ۳۰۹)

[حاشیہ نمبر: ۴۲] یہ، حضرت عبد الرحمٰن بن سعد بن مالک بن سنان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی کنیت، ابو حفص ہے، انھیں محمد بن ابو سعید خدری مدنی بھی کہا جاتا ہے، ثقہ ہیں، روبیح اور سعید کے والد ہیں، انھیں اپنے والد حضرت ابو سعید خدری اور ابو حمید وغیرہم سے شرفِ روایت حاصل ہے، ۱۱۲ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

دیکھیں!

(۱) التقریب (۳۸۷۴)۔

(۲) تہذیب التہذیب (۲/ ۵۱۰)۔

(۳) تہذیب الکمال (۱۷/ ۱۳۴)۔

[حاشیہ نمبر ۴۳] یہ، حضرت سعد بن مالک بن سنان بن عبید انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی کنیت، ابو سعید خدری ہے، یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثیر حدیثیں یاد کی تھیں اور آپ سے علمِ کثیر مروی ہے، ۷۴ھ میں وفات پائی۔

ملاحظہ کریں!

(۱) الإصابۃ (۴/ ۲۴۶)۔

(۲)الإستیعاب (۶۰۲/۲).

[حاشیہ نمبر: ۴۴] یہ حدیث اِس سند کے اعتبار سے حسن ہے، اس کی ایک دوسری سند بھی ہے، جس کی تخریج حضرت امام حاکم نے مستدرک (۲۴۶/۱) حدیث نمبر ۵۲۰ پر ''لا صلاۃ'' کے لفظ کے ساتھ کی ہے، حضرت امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حدیث نمبر ۱۰۱ پر، حضرت امام ترمذی نے العلل الکبیر (۱۱۱/۱) میں، حضرت امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں حدیث نمبر ۸۰۷۶ پر، حضرت امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن (۱۳۹/۱)'' میں، حضرت امام ابن شیبہ نے اپنی ''مصنف (۳/۱)'' میں، حضرت، امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند (۲۴۳/۱۵)'' میں، حدیث نمبر ۵۴۱۸ پر، حضرت امام ابویعلی نے اپنی ''مسند (۳۳۴/۲۔۲۴۲/۲)'' میں، حضرت امام دارقطنی نے اپنی ''سنن (۷۹/۱)'' میں، حضرت امام دارمی نے اپنی ''سنن (۱۷۶/۱) باب التسمیۃ فی الوضوء'' میں، حضرت امام عبد بن حمید نے اپنی ''کتاب (۲۸۵/۱)'' میں، اور حضرت امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ''السنن الکبریٰ (۴۳/۱)'' میں، حضرت کثیر بن زید عن روبیح بن عبدالرحمن بن أبی سعید خدری عن ابیہ عن جدہ اِسے روایت کیا ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۴۵] یہ حدیث شواہد ومتابعات کی وجہ سے حسن لغیرہ ہے، جیسا کی آپ عن قریب جان لیں گے، اس لیے کہ اس روایت میں ایک شخص مبہم ہے، لیکن تمام روایتوں کی متابعات سے معلوم ہوا وہ مبہم راوی یعقوب بن سلمہ لیثی ہیں، جیسا کہ حضرت امام حاکم نے ''المستدرک (۱۴۶/۱)'' میں اس کی تخریج کر کے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے، امام مسلم نے یعقوب بن ابوسلمہ الماجشون کو قابلِ حجت مانا ہے، اور ابوسلمہ کا نام ''دینار'' ہے، شیخین نے ان سے روایت نہیں لی، حالاں کہ ان کا ایک شاہد ہے، اور امام ذہبی نے یہ کہہ کر ان پر تعقب

کیا کہ

''صوابہ حدثنا یعقوب بن سلمۃ لیثی عن أبیہ عن أبی ہریرہ رضی اللہ عنہ''

اس کی سند میں ضعف ہے، حضرت امام ابن حجر عسقلانی نے ''تہذیب التہذیب (۸۰/۲)'' میں یہ قول کیا ہے، اور امام حاکم نے ''المستدرک'' میں جب اس حدیث کی تخریج کی، تو یہ گمان کیا، کہ یہ یعقوب، ماجشون کے بیٹے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ ان کی روایت میں ''عن یعقوب بن أبی سلمہ الماجشون'' ہے، حالاں کہ یہ غلط ہے، اور سلمہ کا نام صرف اِس حدیث میں اور اُس حدیث میں ہے جسے حضرت امام ابوداؤد نے اپنی ''سنن (۲۵/۱)'' میں، امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن (۴۰/۱)'' میں، امام ابویعلی نے اپنی ''مسند (۲۹۳/۱۱)'' میں، حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند (۴۱۸/۲)'' میں، اور امام طبرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ''معجمِ اوسط (۹۶/۸)'' میں روایت کی ہے۔

اور جہاں تک یعقوب بن ابوسلمہ کا تعلق ہے، تو انہیں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''التقریب (۷۸/۸)'' میں مجہول الحال کہہ کے ضعیف قرار دیا ہے، اور ''تہذیب التہذیب (۴۴۲/۴)'' میں ہے کہ انھوں نے اپنے والد سے بطریق ابوہریرہ روایت کی ہے، اور ان سے محمد بن موسیٰ فطری اور ابوعقیل یحییٰ بن متوکل نے روایت کی ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''اپنے والد سے اِن کی سماعت معروف نہیں ہے، اور نہ ہی ان کے والد کی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماعت ثابت ہے''

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''میزان (۴۵۲/۴)'' میں فرمایا:

''یہ غیر معتمد شیخ ہیں اور المغنی (۷۵۸/۲) میں ہے ''یہ عادل نہیں ہیں''

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''العلل الکبیر (۱/۱۱)'' میں فرمایا:

''میں نے محمد [بن اسماعیل بخاری] سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے فرمایا:

''محمد بن موسیٰ مخزومی میں کوئی حرج نہیں، یہ فنِّ حدیث کے ماہر ہیں، اور یعقوب بن سلمہ مدنی کا اپنے والد سے سماع معروف نہیں ہے اور نہ ہی ان کے والد کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع ثابت ہے۔''

حضرت امام ترمذی نے مزید فرمایا:

''میں نے حضرت اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے اس باب میں کسی ایسی حدیث کا علم نہیں ہے، جس کی اسناد جید ہو''

اور اس باب میں بروایت رباح بن عبدالرحمٰن بن حویطب عن جدتہ عن أبیھا ایک حدیث اور مروی ہے، جس کی تخریج امام ترمذی نے اپنی ''جامع (۱/۳۸)'' میں، امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند (۵/۳۸۱)'' میں، امام ابویعلیٰ نے ''معجم (۱/۲۱۲)'' میں، امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف (۱/۱۲)'' میں، امام دارقطنی نے اپنی ''سنن (۱/۷۲)'' میں اور امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ''السنن الکبریٰ (۱/۴۳)'' میں کی ہے۔

ان سب کا خلاصہ وہی ہے جسے امام ابن حجر نے ''النتائج (۱/۲۳۷)'' میں امام ابن صلاح سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے، انھوں نے فرمایا:

''ان کے مجموعہ سے وہی حکم ثابت ہوگا جو حدیثِ حسن سے ثابت ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور ''تلخیص الحبیر (۱/۷۵)'' میں ہے: ظاہر یہی ہے کہ، اِن احادیث کے مجموعہ سے ایسی قوت حاصل ہوگئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی ایک اصل ہے۔

[حاشیہ نمبر:۴۶] قلمی نسخہ میں ''تکتر'' ہے، لیکن درست ''تکثر'' ہے، اِس حدیث کو حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (۱/۱۸۶) باب وضوء المقطوع میں روایت کیا ہے، اور اس میں ''تکثر'' ذکر کیا ہے، جیسا کہ اسی نسخے میں ''باب اذا فرغ من الوضوء'' میں امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے، دار الکتب العلمیہ کے نسخے (۱/۱۴۵۔ ۱۵۶) میں بھی اسی طرح ہے، اور مصنف ابن ابوشیبہ (۱/۳) میں انھیں الفاظ کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۴۷] حدیث (۱) میں ان کی سوانح گزر چکی۔

[حاشیہ نمبر:۴۸] یہ، حضرت قتادہ بن دعامہ بن قتادہ سدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، کنیت ابوالخطاب بصری ہے، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوسعید خدری، حضرت سعید بن مسیب، حضرت عکرمہ، اور حضرت سالم بن ابوالجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم سے شرفِ روایت حاصل ہے، ثقہ اور معتمد علیہ ہیں، ۱۱۷ھ میں واسط میں وفات پائی۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) تقریب التھذیب (۵۵۱۸)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۴۲۸/۳)۔

(۳) تھذیب الکمال (۱۳۰/۱۰)۔

[حاشیہ نمبر: ۴۹] یہ، حضرت سالم بن ابو الجعد غطفانی اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت علی بن ابو طالب، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ، اور حضرت جابر بن عبد اللہ وغیرہم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ آپ ثقہ و معتمد علیہ شیخ تھے، لیکن حدیثیں بکثرت ارسال کرتے تھے، ۹۸ھ یا ۹۹ھ میں وصال ہوا۔

ملاحظہ فرمائیں:

(۱) التقریب (۱۲۷۰)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۱/ ۶۷۴)۔

(۳) تھذیب الکمال (۱۰/ ۱۳۰)۔

[حاشیہ نمبر: ۵۰] حضرت امام ابن ابو شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تخریج اپنی ''مصنف (۱/ ۳۔ ۱۰/ ۴۵۰)'' میں کی ہے، اور حضرت امام حاکم نے ''المستدرک (۱/ ۵۳۷)'' میں بطریقِ سفیان اِسے معنیً روایت کی ہے، اور بطریقِ شعبۃ عن ابی ہاشم عن قیس بن عباد عن اَبی سعید مرفوعاً روایت کی ہے، اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حضرت امام مسلم کی شرط پر [بالکل] صحیح ہے، لیکن انھوں نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۵۱] حضرت امام ابن جریج کی سوانح حدیث (۲) اور حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سوانح حدیث نمبر (۱) پر گزر چکی ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۵۲] ہمارے پاس اصولِ جرح و تعدیل کی جو کتابیں ہیں، ان میں امام زہری کا حضرت عقبہ بن عامر سے سماع کا ذکر نہیں ہے، کیوں کہ امام زہری ۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت عقبہ بن عامر نے، حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے دورِ اخیر یعنی ۶۰ھ میں وفات پائی، تو حضرت عقبہ بن عامر کی وفات کے وقت، امام زہری دس سال کے تھے، لیکن احتمال

ہے کہ امام زہری کو حضرت عقبہ بن عامر سے اُسی عمر میں سماعت حاصل ہوگئی ہو، کیوں کہ ثبوتِ سماعت کی عمر ماہرینِ فن نے پانچ سال مقرر کی ہے، جیسا کہ حضرت امام ابن صلاح نے اپنے ''مقدمہ'' میں اسے اُس مقام پر ذکر کیا ہے جہاں پر انھوں نے حضرت عقبہ بن عامر سے امام زہری کی سماعت ثابت کی ہے، تو اس اعتبار سے [حضرت عقبہ بن عامر سے حضرت امام زہری کی سماعت ثابت ہوگی] اور یہ سند صحیح ہوگی ورنہ منقطع۔

دیکھیں: مقدمۂ ابن صلاح (۱۶۴)

[حاشیہ نمبر: ۵۳] اسے حضرت امام مسلم نے اپنی ''صحیح (۱/ ۲۱۰)'' میں اور حضرت امام ابن ابو شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی ''مصنف (۱/ ۴۔ ۱۰/ ۴۵۲)'' میں بطریق اَبی عثمان بن نفیر عن جبیر اَبی عثمان بن مالک الحضرمی روایت کی ہے ''جز: ۱۶۲، حدیث نمبر (۱۸۰)'' امام ابو یعلیٰ اور امام بزار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی سندِ صحیح کے ساتھ اسے روایت کی ہے، اس میں ''فاذا مسح رأسه كان كذلك'' کا اضافہ ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۵۴] یہ ابو الجعد، شاید کہ جعد بن دینار ابو عثمان صیرفی یشکری ہیں، یہ حدیث حضرت معمر بن راشد نے انھی سے روایت کی ہے۔ دیکھیں! ''تھذیب الکمال (۴/ ۵۶۰)'' انھوں نے حضرت انس بن مالک اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیثیں روایت کی ہیں اور انھیں حضرت مسلم بن یسار کا زمانہ ملا ہے، لہذا ان سے سماع کا احتمال ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

[حاشیہ نمبر: ۵۵] یہ، حضرت مسلم بن یسار بقری ہیں، انھیں مسلم بن یسار مکی بھی کہا جاتا ہے، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، حضرت حمران سے حدیثیں روایت کی ہیں، ثقہ و معتمد علیہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں! تھذیب الکمال (۲۷/ ۵۵)۔

(حاشیہ نمبر: ۵۶] یہ، خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام، حضرت حمران بن ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت مسلم بن یسار مکی نے ان کی حدیثیں روایت کی ہیں، یہ طبقۂ ثانیہ کے ثقہ محدثین میں سے ہیں، ۷۵ھ میں وصال ہوا، ملاحظہ ہو ! تهذيب الكمال (۲۹/۵۵) والتقريب (۲۱۶).

[حاشیہ نمبر: ۵۷] حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند (۱/۴۷۷)'' میں حدیث نمبر (۴۱۸) پر، امام ابن ابوشیبہ نے اپنی ''مصنف (۱/۸)'' میں، اور امام بزار نے اپنی ''مسند (۲/۴۷)'' میں، اس کی تخریج کی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام ہیثمی نے اسے ''مجمع الزوائد (۱/۲۲۹)'' میں روایت کرنے کے بعد فرمایا:

اسے امام بزار نے روایت کیا ہے، اس کے سب راوی صحیح ہیں اور یہ صحیح بخاری میں اختصار کے ساتھ مروی ہے۔

اور حضرت امام منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الترغيب والترهيب (۱/۱۵۱۔۱۵۲)'' میں روایت کر کے فرمایا:

اسے امام احمد اور امام ابویعلی نے سندِ جید کے ساتھ اور امام بزار نے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: فإذا طهر قدميه كان كذلك (۴/۲۲۰)

[حاشیہ نمبر: ۵۸] یہ، حضرت عمر بن یحییٰ عمارہ کے والد، حضرت یحییٰ بن عمارہ بن ابوالحسن انصاری مازنی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، تیسرے طبقے کے ثقہ محدث ہیں، ان سے امام زہری اور صاحب زادہ عمر بن یحییٰ وغیرہما نے روایت کی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) التقريب (۲/۷۶)۔

(۲) تهذيب التهذيب (۴/۳۷۹)۔

(۳) تهذيب الكمال (۳۱/۴۷۴)۔

[حاشیہ نمبر: ۵۹] یہ، حضرت عمارہ بن ابوالحسن انصاری مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپ حضرت یحییٰ کے والد اور حضرت عمر بن یحییٰ کے جدِّ امجد [دادا جان] ہیں، ثقہ اور معتمد علیہ ہیں، بعض حضرات نے ان کے صحابی ہونے کا قول کیا ہے، لیکن ان کو صحابہ میں شمار کرنا وہم ہے، کیوں کہ صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ان کے والد کے لیے ثابت ہے، نہ کہ ان کے لیے۔

ملاحظہ کریں!

(۱) التقريب (۴۸۴۲)۔

(۲) تهذيب الكمال (۲۱/۲۳۷)۔

(۳) الإستيعاب (۳/۱۱۴۱)۔

[حاشیہ نمبر: ۶۰] یہ، حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب مازنی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی کنیت، ابومحمد ہے، آپ ''ابن ام عمارہ'' کے نام سے معروف ہیں، اور مشہور صحابی ہیں، ان سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو والی حدیث اور دیگر بہت سی حدیثیں مروی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ انھوں نے ہی ''مسیلمہ کذاب'' [جھوٹے مدعیِ نبوت] کو قتل [کر کے واصلِ جہنم] کیا تھا، ۶۳ھ واقعہ حرہ میں شہید ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) الإصابة (۶/۹۱)۔

(۲) الإستیعاب (۹۱۳/۳)۔

(۳) معرفة الصحابة لأبی نعیم (۱۶۵۵/۳)۔

[حاشیہ نمبر:۶۱] اسے حضرت امام بخاری نے اپنی ''صحیح (۸۴/۱) باب الوضوء من التور'' میں، حضرت امام ابوداؤد نے اپنی ''سنن (۱۹۵/۱)'' میں، حضرت امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن (۱۴۹/۱)،، میں، حضرت امام نسائی نے ''المجتبیٰ (۷۲/۱)'' اور ''السنن الکبریٰ (۸۱/۱ و ۱۰۲/۱)'' میں، حضرت امام ترمذی نے اپنی ''جامع (۶۶/۱)'' میں، حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند (۶۱۳/۳۶)'' میں حدیث نمبر ۲۲۲۸۲ پر، حضرت امام ابن حبان نے اپنی ''صحیح (۳۷۳/۳)'' میں، حضرت امام ابن خزیمہ نے اپنی ''صحیح (۸۰/۱۔۸۸)'' میں، حضرت امام ابوعوانہ نے اپنی کتاب (۲۰۹/۱) میں، حضرت امام دارمی نے اپنی ''سنن (۱۷۷/۱)'' میں، حضرت امام ابن ابوشیبہ نے اپنی ''مصنف (۸/۱)'' میں، حضرت امام حمیدی نے اپنی ''مسند (۲۰۲/۱)'' میں اور حضرت امام شافعی نے اپنی ''مسند (۳۱/۱)'' میں بطریق عمر بن یحیٰ عن أبیہ عن عبداللہ بن زید روایت کی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[حاشیہ نمبر:۶۲] یہ، حضرت طاؤس بن کیسان یمانی ابوعبدالرحمٰن حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ثقہ فقیہ اور فاضل ہیں۔ التقریب (۳۳۶)

[حاشیہ نمبر:۶۳] یہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کا نام ''یسار'' ہے، کہا گیا ہے کہ ان کا نام ''بلال'' ہے اور [نام کے بارے میں] ''داؤد بن بلال بن احیحۃ انصاری'' کا قول بھی کیا گیا ہے، آپ کی کنیت ''ابوعیسیٰ کوفی'' ہے حضرت فاروقِ اعظم کی خلافت کے چوتھے سال پیدا ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ طبقۂ ثانیہ کے

ثقہ محدث ہیں، ۸۳ھ میں جنگِ جماجم میں شہید ہوئے، ایک قول یہ ہے کہ آپ ڈوب کر شہید ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) التقریب (۳۹۹۳)۔

(۲) تهذیب التهذیب (۵۴۸/۲)۔

(۳) تهذیب الکمال (۳۷۲/۱۷)۔

[حاشیہ نمبر:۶۴] امام ابن ابوشیبہ نے اپنی ''مصنف (۱۴/۱)'' میں بطریق مسلم بن أبی فروہ عن عبدالرحمٰن بن أبی لیلیٰ سے روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۶۵] یہ، حضرت سعید بن ہشام اسدی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان سے حضرت سماک بن حرب، حضرت امام اعمش اور حضرت امام زہری وغیرہم محدثینِ عظام نے روایت کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ۹۵ھ میں حجاج بن یوسف کے سامنے جامِ شہادت نوش فرمایا، ثقہ اور معتمد علیہ فقیہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) التقریب (۲۲۷۸)۔

(۲) تهذیب التهذیب (۹/۲)۔

(۳) تهذیب الکمال (۳۸۵/۱۰)۔

[حاشیہ نمبر:۶۶] مخطوطہ نسخے سے ''لم'' ساقط ہے، صحیح عبارت ''لم یغسلها'' ہے۔

[حاشیہ نمبر:۶۷] حضرت امام ابن ابوشیبہ نے اپنی ''مصنف (۱۵/۱)'' میں، امام ابن عبدالبر نے ''التمهید (۱۲۰/۲۰)'' میں اور امام قرطبی نے اپنی ''تفسیر (۸۳/۶)'' میں اس کی تخریج

کی ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[حاشیہ نمبر:۶۸] حضرت امام معمر اور حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سوانحِ حیات حدیث(۱) میں دیکھیں۔

[حاشیہ نمبر:۶۹)یہ، حضرت سعید بن ہشام بن اسدی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ، ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

[حاشیہ نمبر:۷۰)اس کی اسناد صحیح ہے، اسے امام ابن ابو شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ''مصنف(۱/ ۱۳)''میں بطریق أبی اسحٰق عن سعید ابن جبیر روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر:۷۱] یہ، حضرت یزید بن ابان رقاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپ کی کنیت ''ابو عمر البصری القاص'' ہے، عابد وزاہد، لیکن عند المحدثین [از روے روایتِ حدیث] ضعیف ہیں، پانچویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، ۱۲۰ھ سے قبل انتقال ہوا۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱)التقریب (۷۶۸۳)۔

(۲)تهذیب التهذیب(۴/ ۴۰۳)۔

(۳)تهذیب الکمال(۳۲/ ۶۴)۔

[حاشیہ نمبر: ۷۲]اسے امام ابو داؤد نے اپنی'' سنن (۱/ ۲۱۵) ،، میں اور امام بیہقی نے ''السنن الکبریٰ (۱/ ۵۴)''میں بطریق ولید بن زوران عن أنس روایت کی ہے، اور امام ابن ابو شیبہ نے اپنی ''مصنف (۱/ ۱۳)''میں بطریق موسیٰ بن أبی عائشۃ عن یزید الرقاشی عن أنس بن مالک روایت کی ہے۔

اور اسی باب میں عمار بن یاسر سے ایک حدیث مروی ہے جس کی تخریج امام ترمذی

نے اپنی ''جامع (۱/ ۴۴)''میں اور امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن(۱/ ۱۴۸)''میں کی ہے۔

اور ایک حدیث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام ترمذی نے اپنی ''جامع (۱/ ۴۶)''میں کر کے فرمایا:

هٰذا حدیث حسن صحیح، ترجمہ: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ اور امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن (۱/ ۱۴۸)''میں کی ہے، اور ایک حدیث حضرت عائشۃ صدیقہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام احمد نے اپنی ''**مسند** (۴۳/ ۱۱۹)''میں اور امام حاکم نے ''**المستدرک**(۱/ ۲۵۰)''میں کی ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[حاشیہ نمبر: ۷۳] یہ، حضرت ابو غالب بصری ہیں، انھیں ''**الاحسبانی صاحب ابی أمامه**'' بھی کہا جاتا ہے، ان کے نام میں اختلاف ہے، کہا گیا ہے ان کا نام ''حزور'' ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام ''سعید بن حزور'' ہے، بعض حضرات نے ان کا نام ''نافع'' بتایا ہے، صدوق [نیچے] ہیں، [لیکن] کبھی کبھی غلطی ہو جاتی ہے، ان کا تعلق محدثین کے پانچویں طبقے سے ہے، علامہ ابن حجر نے ''تهذیب''میں علامہ ابن حبان سے نقل کر کے فرمایا:

''**إنه لایجوز الإحتجاج به إلا ما وافق الثقات**''

ترجمہ: ان کی انھی حدیثوں سے استدلال کرنا جائز ہے جو ثقات کی روایت کردہ حدیثوں کے موافق ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱)التقریب (۸۲۹۸)۔

(۲)تهذیب التهذیب(۴/ ۵۷۰)۔

(۳)تهذیب الکمال(۳۴/ ۱۷۰).

[حاشیہ نمبر: ۷۴] اسے حضرت امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ''مصنف (۱۳/۱)'' میں بطریق عمر بن سلیم الباھلی عن أبی ہریرۃ معنیً روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۷۵] اسے امام طبرانی نے ''معجمِ اوسط (۹۴/۲)،، میں اور امام ابن ابو شیبہ نے اپنی ''مصنف (۱۳/۱)'' میں بطریق أئمۃ عن نافع روایت کی ہے، نیز امام طبرانی نے اپنی ''تفسیر (۱۱۹/۶)'' میں اسے بطریق نافع عن ابن عمر روایت کی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت امام ہیثمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''المجمع الزوائد (۲۳۵/۱)'' میں اسے روایت کر کے فرمایا:

''رواہ الطبرانی فی الأوسط و فیہ أحمد ابن محمد أبی بزۃ و لم أر من تَرْجَمَہٗ''

ترجمہ: اسے امام طبرانی نے معجمِ اوسط میں روایت کی ہے، اس میں ایک راوی احمد بن محمد ابو بزہ ہیں۔ میں کسی ایسے محدث کو نہیں جانتا جس نے ان کی سوانح بیان کی ہو۔

قلت: [میں کہتا ہوں کہ] امام ذہبی نے ''میزان (۱۴۴/۱)'' میں حدیث نمبر (۵۶۴) کے تحت فرمایا:

یہ، احمد بن محمد بن عبد اللہ ابو الحسن بزی مکی ہیں، قراءت کے معتمد علیہ امام ہیں۔

امام عقیلی نے کہا: یہ منکر الحدیث ہیں۔

امام ابو حاتم نے کہا: یہ ضعیف حدیثیں بیان کرتے ہیں، میں ان کی حدیثیں نہیں لیتا ہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[حاشیہ نمبر: ۷۶] اسے امام ابن ابو شیبہ نے اپنی ''مصنف (۱۵/۱)'' میں درج کیا ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۷۷] اسے حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ''جامع (۱/ ۶۳)'' میں حدیث نمبر (۴۴) پر روایت کرنے کے بعد فرمایا:

''حدیث علی أحسن شیئ فی ھٰذا الباب و أصح،،

ترجمہ: حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث اس سلسلہ میں مروی تمام حدیثوں میں سب سے عمدہ اور صحیح ہے۔

اور امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند (۳۰۰/۲)'' میں، امام بزار نے اپنی ''مسند (۳۰۹/۲)'' میں، امام ابو یعلیٰ نے اپنی ''مسند (۲۴۴/۱)'' میں اور امام ابن ابو شیبہ نے اپنی ''مصنف (۸/۱)'' میں بطریق أبی اسحٰق عن أبی حیۃ اسے روایت کی ہے، اس سند میں ابو حیہ نے ''رأیت علیا'' کے الفاظ ذکر کیے ہیں، باقی حدیث اسی طرح ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۷۸] اسے امام ابن ابو شیبہ نے (۱۵/۱) میں بطریق ایوب عن نافع عن ابن عمر روایت کی ہے۔ اور امام عبد الرزاق نے اپنی ''مصنف (۴/۱) باب المسح'' میں بطریق عبد ربہ اسی کے مثل روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۷۹] یہ، عتبہ بن ابو سفیان کے آزاد کردہ غلام، حضرت لیث بن ابو سلیم بن زنیم قرشی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہ عنبسہ بن ابو سفیان کے آزاد کردہ غلام ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''التقریب'' میں فرمایا:

''یہ صدوق [بڑے سچے] تھے۔ لیکن ان کی حدیثوں میں اختلاط بہت ہوتا تھا، اور

اِن کی احادیثِ صحیحہ، احادیثِ ضعیفہ سے ممتاز نہیں تھیں [یا اختلاط سے قبل والی حدیثیں، بعد والی حدیثوں سے ممتاز نہیں تھیں]، اِس لیے محدثین نے اِن سے احادیث لینا ترک کر دیا تھا، محدثین کے چھٹے طبقے سے ان کا تعلق تھا''

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سنن میں فرمایا:

''محمد بن اسمٰعیل [حضرت امام بخاری] نے فرمایا: لیث بن ابوسلیم صدوق ہیں، لیکن کبھی کبھی انھیں وہم ہو جاتا تھا۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: لیث ضعیف الحدیث ہیں، لیث ایسی احادیثِ مرفوعہ بیان کرتے تھے جنھیں دوسرے محدثین نہیں بیان کرتے تھے، اسی وجہ سے محدثین نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے''

''امام مزی نے ''تھذیب الکمال'' میں فرمایا: امام بخاری نے اپنی صحیح میں انھیں بطور شہادت کے پیش کیا ہے اور ''کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ و غیرہ'' میں ان کی روایتیں لی ہیں، امام مسلم نے ان کی روایت ابواسحاق شیبانی سے متصل ذکر کی ہے، اور مابقیہ محدثین نے بھی ان کی روایتیں لی ہیں۔ ۱۴۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

ان کی سوانح جاننے کے لیے ملاحظہ کریں!

(۱) التقریب لابن حجر (۵۶۸۵)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۴۸۴/۳)۔

(۳) المیزان للذھبی (۴۲۰/۳)۔

(۴) تھذیب الکمال للمزی (۲۸۸/۲۴)

[حاشیہ نمبر: ۸۰] یہ، حضرت ابومحمد طلحہ بن مصرف بن عمر بن کعب یامی ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ ہیں، انھیں ابومحمد کوفی بھی کہا جاتا ہے، ثقہ، قاری اور فاضل ہیں، پانچویں طبقے کے محدث ہیں۔ ۱۱۲ھ میں وصال ہوا۔

دیکھیں!

(۱) التقریب (۳۰۳۴)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۲۴۳/۲)۔

(۳) تھذیب الکمال (۴۳۳/۱۳)۔

[حاشیہ نمبر: ۸۱] یہ، حضرت مصرف بن عمر بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور انھیں ''مصرف بن کعب بن عمرو یمامی کوفی'' کہا جاتا ہے، ان سے حضرت طلحہ بن مصرف نے روایت کیا ہے، [عندالمحدثین] مجہول ہیں اور چوتھے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) (التقریب (۶۶۸۵)۔

(۲) تھذیب التھذیب (۸۳/۴)۔

(۳) تھذیب الکمال (۱۷/۲۸)

[حاشیہ نمبر: ۸۲] یہ، حضرت کعب بن عمر بن حجر یامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، بعض حضرات نے کہا کہ یہ ''عمرو بن کعب بن حجر'' ہیں، یہ، حضرت طلحہ بن مصرف کے دادا اور صحابیِ رسول ہیں۔

حضرت عبدالوارث نے فرمایا: حضرت لیث بن ابوسلیم نے بطریق طلحۃ بن مصرف عن أبیہ عن جدہ باب الوضو میں اسے روایت کی ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''التھذیب'' میں فرمایا:

''فی الحدیث المذکور أنہ قال رأیت النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتوضأ''

ترجمہ: حدیثِ مذکور میں ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا۔

تو اگر ''جدہ'' کی ضمیرِ مجرور، طلحہ بن مصرف کی جانب لوٹ رہی ہو، تو محدثین کی ایک جماعت نے ''جد،، سے ''کعب بن عمر'' مراد لینے کو ترجیح دی ہے اور ابن قطان نے جزم کیا کہ یہ ''عمر بن کعب،، ہیں، اور اگر یہ ''طلحہ بن مصرف'' نہیں بلکہ کوئی اور ہیں، تو خود بھی مجہول ہیں اور ان کے والد بھی مجہول ہیں، اور ان کے دادا صحابی نہیں ہیں، اس لیے کہ ان کا ذکر صرف اسی حدیث میں آیا ہے۔ طلحہ کی سوانح میں اِن پر کچھ کلام ہو چکا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں!

(۱) (التقریب (۵۶۴۵)۔

(۲) تهذیب التهذیب (۴۷۰/۳)۔

(۳) تهذیب الکمال (۱۸۴/۲۴)۔

[حاشیہ نمبر: ۸۳] اسے حضرت امام ابن ابوشیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ''مصنف (۱/ ۱۶)'' میں اپنی سند کے ساتھ بطریق طلحہ عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۸۴] یہ، حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، اِنھیں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف ملا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہو کر زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھیں، بیعتِ رضوان میں شریک تھیں، ان سے ۲۱/ احادیث مروی ہیں، ۴۵ھ میں وفات ہوئی۔

دیکھئے!

الإصابة (۲۵۱/۱۲)

الإستیعاب (۱۸۳۷/۴)۔

[حاشیہ نمبر: ۸۵] اسے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ''مسند (۵۶۸/۴۴)'' میں، حضرت امام طبرانی نے اپنی ''المعجم الکبیر (۲۶۹/۲۴)'' میں اور امام ابن ابوشیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں روایت کی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[حاشیہ نمبر: ۸۶] اس کی اسناد صحیح ہے، اسے حضرت امام ابن ابوشیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ''مصنف (۱۸/۱)'' میں روایت کی ہے۔

[حاشیہ نمبر: ۸۷] اسے امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف (۱۸/۱)،، میں روایت کیا، اور امام ابن منذر نے ''الاوسط (۴۰۴/۱)،، میں روایت کر کے یہ اضافہ کیا:

''قال أبو بکر: هکذا ینبغی أن یفعل من مسح اذنیه،،

ترجمہ: حضرت ابو بکر نے کہا: جو شخص کانوں کا مسح کرے تو اسے اسی طرح کرنا چاہیے۔

[حاشیہ نمبر: ۸۸] اس سند میں امام عبد الرزاق اور امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ایک راوی ساقط ہے، اور اسود بن یزید بن قیس نخعی یا تو ''ابو عمر'' ہیں یا ''ابو عبد الرحمن مخضرم'' ہیں، ثقہ، فقیہ اور کثیر الروایت ہیں، دوسرے طبقے کے محدث ہیں ۷۴ یا ۷۵ھ میں وصال ہوا۔

دیکھیں!

تهذیب الکمال (۲۳۳/۳)

التقریب (۱۴۰)۔

اس اثر کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مؤطا (رقم ۳۷)'' میں حضرت نافع

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانوں کے لیے ماے جدید [نیا پانی] لیتے تھے۔۔اور امام بیہقی نے ''السنن الکبریٰ (۱/۶۵)'' میں اسے بطریق مالک روایت کیا ہے۔مزید تفصیل کے لیے ''نصب الرایۃ (۱/۲۲)'' کی جانب مراجعت کریں۔

تمت بالخیر

ارکانِ بزمِ فیضانِ رضا

۲۰۱۷ء/۱۴۳۹ھ

صدر : محمد صدام رضوی، گونڈی، ممبئی (جماعتِ فضیلت)

نائب صدر : محمد عمران نادر، پیلی بھیت، یوپی (جماعتِ سابعہ)

سیکریٹری : محمد ذاکر حسین، کٹیہار، بہار (جماعتِ سادسہ)

نائب سیکریٹری : محمد حنیف پٹھان، پونہ، مہاراشٹرا (جماعتِ فضیلت)

خزانچی : محمد حسیب رضوی، الہ آباد، یوپی (جماعتِ سادسہ)

نائب خزانچی : محمد بیت اللہ حسینی، گونڈی، ممبئی (جماعتِ رابعہ)

طباعتِ کتاب میں تعاون کرنے والے سعادت مند

طلبۂ دارالعلوم محبوب سبحانی، کرلا، ممبئی

* محمد ضمیر خان بن صغیر خان
* صدام حسین بن شمس الدین
* محمد حنیف رضا بن قاسم پٹھان
* ثناء اللہ بن محمد حبیب الرحمن
* ثناء اللہ برکاتی بن محمد احسان
* مظہر رضا بن عبدالسلیم
* محمد حبیب سرکار بن سراج سرکار
* نسیم ابن صراط اللہ
* محمد سلیم بن یار محمد
* فیضان رضا بن جلال انور
* محمد جنید بنگورا
* محمد عمران بن محمد اقبال
* ارشاد احمد بن امتیاز احمد
* محمد جابر بن محمد فرمان علی
* محمد نثار احمد بن محمد مظہر الاسلام
* محمد طلحہ نظامی بن جمیل الرحمن
* محمد حسیب رضوی بن یوسف علی
* ذاکر حسین بن محمد جہانگیر شیخ
* محمد طاہر بن کمال الدین
* عبدالجبار بن محمد انصار
* سراج احمد بن ریاض الدین
* محمد آصف رضا بن نور محمد
* سلیم بن عبدالکریم
* فیضان احمد بن فرحت اللہ شیخ
* مصطفی رضا بن عزیز الرحمن
* محمد افسر بن بسم اللہ
* فیصل رضا بن فیروز الدین
* اختر رضا بن عبدالوکیل
* محمد مختار احمد بن محمد منیر الدین
* محمد معراج الحق بن مجاہد علی
* محمد توحید رضا بن عبدالسلام
* عبدالکریم بن عبدالباسط
* محمد فضیل بن مولانا شمیم عزیزی
* محمد احسان بن زین العابدین
* محمد عباس علی رضوی بن محسن علی
* محمد مجاہد حسین بن محمد یونس علی
* شمشاد رضوی بن نشاط احمد
* محمد رئیس احمد بن محمد سلیم
* محمد فیضان بن محمد الیاس
* محمد کتاب علی بن سکجُل علی
* محمد شکیل قادری بن بشیر احمد
* تقسیر احمد بن حیدر علی
* محمد فیضان رضا بن سرور حسین
* نور محمد قادری بن افروز الدین
* محمد زبیر برکاتی بن صدیق احمد
* محمد محبوب علی بن محمد شبیر احمد
* محمد بدرالدین بن گلزار احمد
* صدر عالم بن محمد اسلم
* مجیب الرحمن بن سعید خان
* محمد ساجد حسین بن عبدالواحد
* بیت اللہ حسینی بن جلال الدین
* محمد داؤد بن اسماعیل
* محمد سیف بن محمد عتیق اللہ
* نورالدین رضوی بن فقیر محمد

* غلام مصطفیٰ نوری بن شمس عالم
* محمد شہاب الدین بن قیام الدین
* محمد نصیب رضا بن عیش محمد
* محمد مستقیم بن محمد مرتضیٰ خان
* محمد عالم گیر عالم بن محمد کلام شیخ
* محمد گل فراز رضوی بن شمیم
* محمد سلمان بن جمیل قریشی
* اظہر رضا برکاتی بن بابل رضا
* محمد شمشیر رضا بن اعظم حسین
* محمد عسجد رضا اختر بن محمد ابوحسن
* محمد عامر رضا بن حاجی اسماعیل
* محمد خورشید بن تصرف
* محمد فیضان شیخ بن محمد فاروق شیخ
* شیخ محبوب بن شیخ اسماعیل
* محمد توفیق عالم بن جنید عالم
* محمد مختار احمد بن شمشیر خان
* نیاز احمد بن نعیم احمد
* محمد اظہر الدین بن لائق علی
* محمد کلیم بن محمد مستقیم
* محمد امتیاز بن یونس احمد
* غفران احمد شاہ بن لیاقت
* آصف رضا بن محمد عیسیٰ نوری
* محمد عرفان بن اکبر خان
* الطاف حسین بن غلام حسین
* امام الدین بن بدر عالم
* انور احمد بن حکیم الدین
* محمد رجب علی بن محمد جمال
* الطاف بن حسام الدین
* محب احمد بن متین احمد
* محمد جاوید رضا بن فیروز احمد
* انیس احمد بن اکرم علی
* عبدالکریم بن سہیل خان
* محمد زبیر رضوی بن غلام غوث
* محمد آفتاب عالم بن خورشید عالم
* محمد سیف رضا خان بن واجد
* شاہ عالم بن شمس الضحیٰ
* محمد سیف بن محمد نسیم
* صلاح الدین بن صفدر علی
* محمد ذاکر حسین بن محمد شبیر احمد
* محمد توفیق رضا بن منا علی
* محمد ارمان بن محمد الدین
* عبدالمطلب بن جمیل احمد
* محمد سمیر رضا بن نسیم رضا
* محمد خالد رضا بن محمد جمیل احمد
* محمد جنید رضا بن محمد یونس
* شفیق رضوان بن امیق علی
* آفتاب عالم بن محمد حبیب
* محمد رمضان عالم ضیائی
* محمد اسرار بن انوار الحق
* سید امتیاز احمد قادری
* ابوحمزہ بن محمد ہارون
* محمد جمیل اختر بن جمال الدین
* محمد آصف بن حفیظ اللہ
* محمد مجیب الرحمن بن محمد ممتاز
* محمد عمران رضا بن قاسم علی
* محمد رضوان رضا محمد حکمت اللہ
* ضماد احمد بن قاری یوسف
* ولی محمد حشمتی بن خان محمد
* محمد شبیر بن محمد یوسف
* محمد رضی اللہ بن شفیع اللہ
* محمد رمضان علی بن حکم علی
* فہیم الدین بن قمر الدین
* سید محمد عاقل بن محمد آفاق
* غلام عسقلانی بن عالم خان
* محمد تنویر رضا بن اسحاق رضا
* سلطان صلاح الدین
* محمد یوسف رضا بن محمد الیاس شیخ
* محمد رضا بن فتح محمد
* محمد ارمان رضا بن تاج محمد

* محمد دل شاد علی بن منیر احمد
* محمد منظر رضا بن قمر الزماں
* محمد مرجان شیخ بن احمد علی
* محمد علاؤ الدین صلاح الدین
* محمد فیضان رضا بن نظام الدین
* محمد خان بن امام الدین
* مبارک علی بن محمد اقبال
* محمد ضیاء الحق بن غیاث الدین
* محمد شعیب بن محمد اسماعیل
* صادق رضا بن معین الدین
* محمد قربان علی بن عبد السلام
* محمد سید بن محمد سلیم
* مبارک حسین امیر الدین
* محمد عارف خان بن محمد ساحل
* نیاز عالم بن حسیب الرحمن
* محمد سلطان بن سعید احمد خان
* محمد ارباز بن محمد حنیف رضا خان
* محمد صدر عالم بن عبدالجبار
* محمد محفوظ رضا بن بشارت علی
* محمد کمال اختر
* محمد فیضان رضا بن مختار عالم
* شاہ نواز علی بن سکندر علی
* محمد لقمان رضوی
* محمد ابوصالح بن شمیم اختر
* محمد دل شاد رضوی
* محمد عمران بن محمد عرفان
* محمد شہزاد بن محمد اظہر علی
* محمد شہباز رضا بن امتیاز خان
* محمد غلام مصطفیٰ رضا بن مجیب الحق
* محسن شیخ بن محمد قیوم شیخ
* حشمت علی بن مطیع اللہ
* سمیر احمد بن محمد شریف
* محمد عبدالفرمان بن محمد عبدالحلیم
* محمد حسن رضا بن تعلیم حسین
* محمد تحسین رضا بن محمد شمشاد خان
* محمد حسیم خان بن حضرت اللہ
* محمد وسیم بن محمد اسماعیل
* سلطان نور الدین بن حسیب الرضا
* محمد انس خان بن مختار خان
* محمد عارف خان بن مشتاق
* محمد نور نواز رضوی بن محمد اسحاق
* محمد شہباز بن محمد الطاف
* محمد اکرام الحق بن محبوب عالم
* محمد کلام الدین بن انسان علی
* غلام نبی خان بن انعام اللہ
* عباس علی بن عبدالحلیم
* عبدالقادر بن محمد نسیم شیخ
* محمد آصف رضا بن لعل پٹیل
* محمد اظہر الدین
* فرحان خان بن محمد نعیم
* سید شاداب رضا بن ادریس احمد
* محمد شہباز عالم بن امیر الدین
* محمد ریحان رضا بن محمد نسیم احمد
* محمد صدام حسین بن جمال الدین
* محمد تبریز عالم بن ابوسامہ
* عبدالرزاق بن عبدالجبار
* محمد سہیل رضا بن بقریدی شیخ
* محمد معظم بن محمد طالب حسین
* محمد راشد بن احمد علی
* محمد سلطان رضا بن محمد اسلم انصاری
* محمد سہراب بن فیض الرحمن
* محمد داؤد قریشی بن محمد شعیب
* محمد ارشاد بن تاج محمد
* محمد محفوظ عالم بن معراج
* شعیب اختر بن رمضان علی
* محمد شاہد رضا بن محمد شبراتی
* محمد عابد بن محمد ریاض
* محمد ارشد رضا بن برکت اللہ
* محمد جہانگیر عالم بن محمد اصغر علی

* محمد صادق رضا بن محمد جمال الدین
* محمد مقیم بن محمد سعی
* محمد مشرف رضا بن مظاہر الحق
* محمد معراج عالم بن مفضل حسین
* محمد شاہ نور رضوی بن محمد عبدالحق
* محمد طفیل احمد بن محمد عابد خان
* عادل رضا سراجی بن مجیب الرحمن
* محمد نعمان خان بن محمد ابراہیم
* محمد رفیع الدین ب محمد علی
* محمد احمد بن مشتاق احمد
* محمد عبدالحکیم بن مقبول احمد
* غلام نبی بن عبدالحی خان
* محمد حسن رضا
* محمد انصاف علی بن امتیاز علی
* محمد صدیقی بن اصغر علی
* محمد جنید بن محمد زبیر
* محمد توفیق احمد بن اشتیاق احمد
* محمد امانت بن محمد ممتاز انصاری
* محمد زید خان بن علی احمد
* محمد توصیف رضا بن نور الہدی
* محمد علی بن وکالت علی
* محمد شریف رضا بن بن منصوری
* محمد ریحان رضا بن خلیل احمد
* محمد ذکاء اللہ بن محمد داؤد انصاری
* محمد شاہد خان بن ارشاد خان
* محمد معراج بن محمد ممتاز انصاری
* ساجد علی بن شہزاد علی
* محمد نعمان رضا بن عبدالغفار
* محمد امانت بن محمد نور عالم
* محمد طاہر شیخ بن نواب علی
* محمد تاج الدین بن جمال الدین
* سید محمد انس بن سید اخلاق احمد
* محمد کلیم بن محمد امین
* محفوظ الرحمن بن منصور خان
* محمد اعجاز بن محمد ریاض
* شہاب الدین بن نوشاد
* محمد ماجد بن عبدالسلام
* عبدالسلام بن عابد علی انصاری
* محمد رحمت علی بن محمد اسلام انصاری
* محمد مسیح الدین بن شہاب الدین
* محمد شہزاد رضوی بن کلیم
* محمد عرشی احمد بن محمد گلاب احمد
* محمد عبید رضا ابن بگن خان مرحوم
* محمد شمیم اختر بن جمال اختر
* محمد کیفی بن عابد حسین
* محمد معراج احمد بن محمد یونس
* محمد سرتاج بن مشتاق احمد
* محمد عثمان غنی بن سعید اللہ انصاری
* عبدالرحیم بن عبدالرشید
* محمد گلفراز بن محمد شہادت
* محمد عاقب حسین بن مطیع الرحمن
* محمد توحید رضا بن محمد انیس
* محمد مختار اشرفی ابن محمد واصل
* محمد شاہد رضا بن رئیس خان
* محمد انضام الحق بن محمد زاہد عالم
* محمد شاداب خان بن فیروز احمد خان
* محمد اعجاز القادری بن محمد کلیم الدین
* محمد عرفان رضا بن معین الدین
* محمد سرفراز بن حیدر علی
* محمد ریحان بن مولانا رئیس احمد
* محمد فاضل رضا بن محمد حنیف
* محمد نسیم اختر بن عابد حسین
* محمد ساجد حسین بن شہرت علی
* محمد مبارک شیخ بن سلطان شیخ
* محمد شاد رضا بن محمد شفیق عالم
* محمد اشفاق عالم محمد شکیل
* محمد معراج بن الیاس احمد
* محمد عابد حسین بن محمد الیاس انصاری
* محمد مشیر احمد بن سہیم الدین

* محمد شاداب خان بن ظفر الدین
* محمد ارشد بن محمد اسلم
* محمد شہنشاہ بن محمد الطاف حسین
* محمد نور عالم سراجی بن محمد مسلم شیخ
* محمد عامر رضا بن مجاہد شیخ
* محمد شعیب رضا بن محمد اسلم
* محمد تبریز حسین بن محمد جعفر حسین
* غلام محی الدین بن لیاقت علی
* عرفان احمد بن اشتیاق احمد
* محمد سہیل بن قربان انصاری
* محمد عمر بن فیاض عالم
* محمد مختار احمد بن صابر علی
* محمد شاداب رضا بن منصور الحق
* محمد عبدالعزیز بن محمد حنیف
* محمد انس رضا بن مزمل حسین
* نظام الدین
* محمد محامد رضا بن محمد حبیب الرضا
* محمد معصوم رضا ابن امام الدین
* محمد تاج بن محمد آزاد خان
* محمد شمشاد رضا بن محمد بھیلو
* محمد افضل بن مجیب الرحمن
* غلام حسین بن غلام نبی
* محمد دلنواز حسین بن محمد جابر اختر
* محمد ارشد بن شفیق خان
* محمد شہزاد رضا بن محمد حنیف
* محمد نجیب بن نیاز شاہد شیخ
* سید محمد عاقل بن سید محمد نوشاد علی
* محمد آفتاب عالم بن لیاقت علی
* محمد ارشاد بن عبدالحلیم
* محمد شفیق رضا بن حبیب رضا
* محمد آصف بن افسر علی
* محمد سرتاج بن محمد زبیر
* محمد نفیس احمد بن عبدالرشید
* محمد عبدالرحمن بن محمد قاسم
* محمد تصور حسین بن محمد مشتاق حسین
* محمد فرمان بن غلام علی
* محمد محفوظ عالم بن محمد حسین
* محمد اسرار احمد بن محمد ادریس
* عادل حامد رضا بن کلیم شاہ
* محمد شاہد رضا ابن کلو
* محمد نور حق ابن اسلام الدین
* محمد تجلی احمد بن امام علی
* محمد نظام الدین ابن عباس علی
* محمد ثناء المصطفی ابن عبدالسلام
* غلام مصطفی ابن غلام رسول
* طیب رضا ابن محفوظ عالم
* محمد معین الدین بن محمد امین
* محمد عظمت اللہ ابن عبدالغفار ا
* محمد عبدالمنان رضا بن محمد عبدالجلیل
* نوشاد احمد بن محمد اسلام
* محمد عبدالغنی بن محمد ادریس
* محمد رمضان علی بن غلام شاہ امام
* محمد تابش بن محمد فخر الدین خان
* محمد ارشاد عالم بن محمد نور عالم
* محمد رضاء اللہ بن محمد شفیق اللہ
* محمد مناظر بن فوز الاسلام
* محمد محبوب عالم بن خوش محمد
* محمد فیضان رضا بن عبدالحنان
* محمد عارف رضا بن محمد یونس
* محمد دل شاد عالم بن محمد مسلم الدین
* محمد ابراہیم رضا بن اشتیاق احمد
* محمد شہباز عالم بن محمد شبیر
* محمد ساحل رضا بن ذاکر حسین
* محمد حسان رضا بن منصور احمد
* محمد عثمان بن محمد عبدالحمید
* عبدالرحمن بن صغیر
* ابو طالب بن صفیر احمد
* محمد علی بن علی احمد

فروغ اہل سنت کے لیے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام

- عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
- طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
- مدرسین کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں۔
- طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
- ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً وتقریراً ووعظاً ومناظرۃً اشاعت دین ومذہب کریں۔
- حمایت مذہب وردِّ بدمذہباں میں مفید کتب ورسائل، مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
- تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔
- شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ، مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو، آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لیے اپنی فوجیں میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
- جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
- آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کی حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم ودینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے۔

(ماخوذ از: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۳)

BAZM-E-FAIZANE RAZA

STUDENT OF DARUL ULOOM MAHBOOBE SUBHANI

Imam Ahmad Raza Chowk, New Mill Road, Kurla (west) Mumbai-70